قال اللہ تعالیٰ

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

اور جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) کے موافق حکم نہیں کرتے تو وہ حقیقت میں یہی لوگ منکر حق ہیں

الحمد للہ کہ این رسالہ با ضیا در ابطال رسالہ محبوب ... بریلوی المسمی

القول العجیب

فی رد

حامد المجیب

Checked 1967

CHECKED 1996

در مطبع شمسی بن حیدرآباد دکن ... صاحب اشرف ... طبع شد

سنہ ۱۳۲ھ

فہرست غلط نامہ رسالہ قول عجیب

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	کدڑے	گدھے	۲۸	۲	تعلمی	تعلیمی	۷۰	۲۴	سلامہ	سلام
۱۱	المدنیۃ	المدینۃ	۳۰	۱۴	کندن	جان کندن	۷۱	۱۶	فان	قرار
۱۴	الدجالَ	الدجالُ	۳۶	۳	خرقبیل	حزقیل	۷۵	۱۴	اوجا	آحاد
۴	حاضر	خاطر	۴۱	۱۷	رلھدے	رکھدے	۷۵	۱۸	تقازیر	تقاویر
۱۳	قربانی	قرآنی	۴۶	۷	ابیاے	احیاء	۷۶	۲	میں	کمین
۱۳	آرے	اڑے	۴۹	۷	لی پی	ٹی کی	۷۶	۳	احیاث	حیات
۱۷	العاس	العباس	۴۹	۱۹	انہین	ہنین	۷۶	۷	العبدو	العبد
۵	انی	×	۵۱	۲	سیتی	سیتی	۷۸	۲۵	باروۃ	باردۃ
۱	قرش	قریش	۵۱	۳	الذین	الذین	۸۹	۱۳	منخرفون	منحرفون
۱	تھہم	کہہم	۵۶	۱۵	تدبیر	تدبیر	۸۹	۱۸	بہرگریبان	[illegible] گریبان
۲	ملکرہت	مکرہت	۵۸	۶	صر	×	۸۹	۲۳	احمق	حمق
۳	ساہ	راہ	۵۹	۲۱	لوہ ملدبت	لوہ ثابت	۸۳	۳	ثبوت	ثبوت
۸	رے	بارے	۶۰	۲۱	الاعمال	الاعمال	۸۹	۱۱	[illegible]	[illegible]
۱۸	البدس	البدء	۶۱	۹	[illegible]	[illegible]	۸۹	۲۱	[illegible]	[illegible]
۲۰	بجل	بجسد	۶۳	۱۰	[illegible]	[illegible]	۹۰	۱	[illegible]	[illegible]
۳	اشارہ	اشارۃ	۶۴	۱۴	پاسکیا	پاسکا	۹۰	۲۱	[illegible]	[illegible]
۱۰	[illegible]	[illegible]	۶۶	۱۷	[illegible]	[illegible]	۹۰	۳۳	الصاہ	الصارم
۲۰	ایمانی	بےایمانی	۶۷	۱۰	کانا	کامرنا	۹۰	۲۳	متثاز	ممتاز
۲۱	اکلنا	ہلکنا	۶۸	۳	النیب	الغیب	۹۳	۱۹	کوکہا	کو
	یقنی	یقینی	۷۰	۳۰	قانونی	قانون				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

شہر پٹنہ سے تحفۂ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس مین اکثر اہل حدیث اور ندوۃ العلما کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہین - اور اس ماہواری رسالہ کے بانیون نے اپنے زعم مین اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہین یاد رہے کہ نرے لفاظیون سے کچھ کام نہین چلتا - جب تک روح القدس سے تائید نہ ملے اور الہام و کشف اسکے موید نہون - تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک سطحی خیال سے بڑھکر نہین - بجز اس کے کہ دبے ہوئے خانگی جھگڑے پھر سے زور پکڑین کوئی اور عمدہ نتیجہ نظر مین نہین آتا - یہہ کام ایک عظیم الشان امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہوکر آوے - اور وہ اس قلمی جہاد کے زمانہ مین سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو - ہم دیکھہ رہے ہین کہ اس رسالہ بازکے ہاتھہ مین سوائے اس کے کہ دوسرون کے اقوال کا پورا انقال ہو کوئی ذاتی جوہر نہین ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندنون امام ربانی سیدنا مسیح موعود حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آئین شناتین

بکواکر کے چاہتا ہے کہ اپنے منہ کی ہوا سے اس نور اللہ کو بجھا دے مگر وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ کے وعدہ کی رو سے اس کی ساری کوششین بیکار ہوکر رہینگی - ہمین سخت رنج ہوا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ اس ناخدا ترس حامد رضا بریلوی اور اس کے ہان مین ہان ملانے والے قرآنی محاورات سے بیخبر چار پانچ کٹھ ملا افغانون نے ملکر ایک طالب کے سوال کے جواب مین صفحے کے صفحے کالے کرکے اصل غرض کو در پردہ کرنے مین کوشش کی ہے - اور ناحق کی زحمت اُٹھاکر بھی سائل کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا یا بیچارے کی طلب کی پیاس جیسی تھی اب بھی بحال خود باقی ہے - اگر خدا نے چاہا تو ہم اس رسالہ کے آخر مین طالب حق سائل کا جواب چند سطرون مین دیکر حیات جاودانی کے آب شیرین کے پیالہ کو اس منہ سے لگا دینگے جس سے کبھی وہ بار دیگر پیاسا نہوگا - ناخدا ترس مجیب کو چند لفظون کے سمجھنے مین سخت دہوکا لگا ہے اس لئے ہم چاہتے ہین کہ چند مقدمات مین اس کی تفہیم کر دین تاکہ آئندہ مقاصد کے سمجھنے اور ناظرین منصفین کے فیصلہ کرنے مین کوئی دقت پیش نہ آوے -

مُقدّمۂ اُولیٰ

ابن مریم کے بیان مین -

ہمارے مخالفین بھائی اس بات پر بڑا ہی زور دیتے ہین کہ جہان کہین لفظ ابن مریم آجاوے اس سے مراد عیسیٰ نبی اللہ خاتم انبیائے نبی اسرائیل ہین لاغیر انہین یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ دعوے محض بے دلیل اور سراسر تحکم ہے - کیا کسی عورت کا نام مریم نہین ہوتا - اگر اس کے بیٹے کو ابن مریم کہین تو کوئی امر ناجائز ہے عیسیٰ

موسیٰ - ابراہیم - محمد - ہزارون مسلمانون کے نام ہین کیا کسی کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ یہہ نام والے درحقیقت وہی پیغمبر ہین جن کو ہدایت کے لیے خدا تعالے نے مبعوث کیا تہا کیا نہین بخاری کی وہ حدیث یاد نہین رہی کہ جسمین ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کے سوال وجواب مندرج ہین ابوسفیان جب دربار شاہی سے لوٹے تو اپنے ساتہیون سے کہا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ انہ یخافہ ملک بنی الاصفر - یعنی ابن ابی کبشہ (جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین) کا کام غالب ہو گیا - بن گیا کہ اس سے بادشاہ بنی اصفر ڈرتا ہے حالانکہ آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ تہا اور آپکے ابائے کرام مین بھی کسیکا نام ابوکبشہ نہ تہا - کہتے ہین کہ یہہ شخص ملک عرب مین تمام کے خلاف پر توحید پر قایم تہا - ادنیٰ مناسبت ومشابہت کی وجہ سے ابوسفیان جیسے قریشی فصیح بلیغ عرب کے سردار نے محمد بن عبداللہ کو ابن ابی کبشہ قرار دیا - اور اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بھی مسافر کو ابن السبیل کے نام سے یاد کیا ہے اور لغت عرب مین چاند کو ابن اللیل کہتے ہین - اور ابنائے روزگار کا لفظ اتنا ہمارے بول چال مین آتا ہے - اور کبھی ان الفاظ سے معنے حقیقی مراد نہین لی گئی - اور سورہ تحریم مین اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانون کو مریم بنت عمران اور آسیہ زوج فرعون سے تشبیہ دی ہے اور مسلمانون کو مریم بنت عمران اور آسیہ ٹہرایا ہے اور عارف قرآن پر پوشیدہ نہین ہے کہ بروز کا مسئلہ قرآن مین بکثرت پایا جاتا ہے - جیسے ایک شخص جب اس کے کسی گذشتہ انسان کے خو و بو سیرت وصورت مین باہم کسیقدر مشابہت ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہہ فلان گذشتہ انسان کے قدم پر آیا ہے اسی اصول پر یہہ مشہور قول ہے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ -

اور اس ضرب المثل مقولہ سے وہ دعوے غلط نکلا کہ اسم علم مین تاویل کرنا جائز نہین اور اکثر اولیائے امت پر الہام وکشف سے یہہ امر ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ فلان نبی کے قدم پر آئے ہین تو انہون نے علانیہ اسکا اظہار بھی کر دیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی پکار کر کہتے ہین کہ مین ہی نوح اور مین ہی ابراہیم مین ہی موسی مین ہی عیسی مین ہی محمد ہون دیکھو تذکرۃ الاولیا۔ شاہ نیاز احمد بریلوی اپنے دیوان مین لکھتے ہین ؎ احمد ہاشمی منم عیسی مریم من ام۔ من نہ منم نہ من من ام۔ حدیث کی کتاب پڑہنے والے خوب جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وغیرہم صحابی کو ابراہیم ونوح جبریل و میکائیل وغیرہم ملائکہ سے مثال دی ہے دیکھو عسل مصفی کہ اس کے مصنف نے اس مماثلت کو بسط کے ساتھہ بیان کیا ہے۔ نظامی گنجوی بھی اپنے ضمیر کو مریم صفت قرار دیتے ہین ؎ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن است۔ کہ مریم صفت بکر آبستن است۔ اگر کوئی بلید الذہن اتنے روشن دلائل پر بھی لفظ ابن مریم یا لفظ عیسی مین تنکیر وتعمیم کو جائز نہ رکھے اور اسم مین تاویل کو ممتنع سمجھے تو ہم ایک روایۃ بخاری کو پیش کرکے سوال کرتے ہین کہ آیا یہان تعمیم ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ہم آپ کے ایمان پر فاتحہ خیر پڑہ دیتے ہین وہ حدیث یہہ ہے کہ کوئی مولود شیطانی مس سے محفوظ نہین رہا مگر مریم اور اس کا بیٹا۔ اگر لفظ مریم اور ابن مریم مین تعمیم نہو اور یہہ تاویل نکیجائے کہ جو مسلمان متقی ان دو نان بیٹے کی صفت مین متصف ہو وہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ تو ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وغیرہ متعدد آیات کے صریح مخالفت کے باوجود ایک سخت مشکل در پیش ہوتی ہے کہ انبیائے کرام جن مین رسول اللہ سید المعصومین بھی داخل ہین انہین سے ایک بھی شیطانی مس اور اس کے وسوسہ کی زد سے

محفوظ نہین رہا اعاذنا اللہ منہ ہمارا بدن کانپ اوٹھتا ہے کہ جب ہم کسی سے یہہ سنتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر مقدس قلب مین شیطان کا تسلط ہوجایا کرتا تھا
پس ہمارا ایمان بالقرآن وبالرسول یہہ فتوی دیتا ہے کہ اگر اس حدیث مین تاویل
نکیجاے اور مریم وابن مریم سے ایکصرد متقی مراد نلیجاے تو ضرور بقول علامہ زمخشری یہہ
حدیث موضوع ہونے سے زیادہ رتبہ نہین رکھتی مگر ہم نہ اصح الکتب بخاری کی روایت
کو موضوعیت کی طرف منسوب کرسکتے ہین اور نہ ہمارے پاس اور نہ کسی ذی علم کے
پاس ہماں جائز ہے اس سلیے تعارض قرانی وحدیثی کے ارتفاع کے لئے بجز اس کے
چارہ نہین کہ مریم وابن مریم کے لفظ سے عام معنی لیلین یعنی جس مرد متقی مین مریم وابن
مریم کے اوصاف حمیدہ پائے جائین وہ شیطانی وساوس سے محفوظ ومامون رہا کرتا
ہے۔ ہماری اس تاویل کی صحت بخاری کی دوسری روایت سے بخوبی ہوتی ہے
جسمین لکھا ہے کہ جو مرد اپنی بی بی سے جماع کرتے وقت اس دعا کو پڑہے بسم اللہ
اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ اور خدا تعالے
اس کو لڑکا لڑکی عنایت کرے تو وہ لڑکا لڑکی شیطان کی ضرر دہی اور وسوسہ
اندازی سے بچ جاتی ہین قابل غور ہے کہ ایکبار بحالت جماع جناب آلہی مین دعا
کرنیوالا اور شیطان رجیم سے پناہ مانگنے والا جب وہ اور اوس کی اولاد ضرر
شیطانی سے محفوظ رہین تو جو لوگ اول درجہ کے متقی ہین اور شب وروز استغفار
پڑہا کرتے ہین کیونکر انپر شیطانی تسلط ہوسکتا ہے اور اصول فقہ کا مسلمہ
قاعدہ ہے کہ جہان معنی حقیقی متعذر ہو تو وہان معنی مجازی لینا چاہیے۔ جب متعدد
آیات قرآنی (جنکا ذکر ہم خاتمہ مین کرینگے) اور متعدد احادیث نبوی ابن مریم
علیہ السلام کے وفات کے بصراحت مقتضی ہین تو پھر نزول ابن مریم سے معنی حقیقی یقین
کرنا اور وفات یافتہ انسان کو آسمان سے اتارنا اور نزول بروزی جسکی صحت صدہا

آیات کتاب مجید سے پائی جاتی ہے۔ اسکا انکار کرنا خلاف اصول و
جہالت و نقض عقل ہے۔ کیا مردہ دوبارہ دنیا میں آ سکتا ہے۔ ہمارے مخالفین بھائیون کی
عقل اس کے جواب مین جو پیش کرتی ہے وہ یہہ کہ کیا خدائے تعالی مین قدرت نہین
کہ مردہ کو دوبارہ زندہ کر سکے۔ اسکا مفصل جواب مجیب کے رد مین آیندہ لکھینگے مگر
سردست ان چند جملوں پر بس کرتے ہین کہ جب قدرت کے سامنے سارے محالات عقلیہ
و نقلیہ ممکن الوقوع ہین تو علمائے اصول سے سخت غلطی ہوئی کہ معنی حقیقی کے تعذر کے
وقت مجازی معنی کے اختیار کو ضروری سمجھا۔ مگر جب ہم قرآن پر ایک نظر ڈالتے ہین
تو آیات قرآنی اسی اصولی قاعدہ کو مستحکم کرتی اور علمائے اصول کے اس
رائے کو بڑی زور سے تائید دیتی ہین سارا قرآن استعارہ و مجاز سے بھرا پڑا ہے
اور حق تو یہہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کے اسباب سے ایک سبب یہہ بھی ہے۔ عجیب
حیرت انگیز واقعہ ہے کہ جب حیات ابن مریم کے قائلین دلائل قاطعہ قویہ سے لاجواب
ہو جاتے ہین تو انکا آخری عذر یہہ ہوتا ہے کہ کیا خدائے برتر مین مردہ کے زندہ
کرنے کی قدرت نہین۔ ہم کہتے ہین کہ یہہ صحیح ہے مگر اسکا کیا معنی کہ زید زمین پر
مرے اور زمین مین دفن کیا جائے اور زندہ ہو کر اٹھے تو آسمان سے آوے
ہذا شی عجیب و امر غریب۔ ہمارے مخالف بھائیون نے اگر ابو تراب کی کنیت
پر غور کیا ہوتا تو انہین ابن مریم کی کنیت مین ایسی دقتین درپیش نہوتین
کیا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کسی لڑکے کا نام تراب تھا ہرگز نہین۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی مناسبت کی وجہ سے کہ ان کے بدن پر مسجد نبوی
مین لیٹنے کے سبب سے دھول لگ گئی تھی تو ارشاد فرمایا قُم یا ابا تراب
پس اگر وہی فصیح بلیغ رسول عربی فداہ ابی و امی اپنی پیشگوئی مین مناسبت
و مشابہت تامہ پائے جانے کی وجہ سے کسی اپنے غلام کا نام ابن مریم رکھدے

تو اس سے کونسا استبعاد عقلی و نقلی لازم آتا ہے جس پر شور برپا کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ کے لفظ پر بھی غور کرو۔ اس آسمانی مرد خلاصہ امتہ کی مشابہت ابن مریم صلی اللہ علیہ و سلم سے اگر دیکھنی منظور ہو تو ایام الصلح اور ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام و عسل مصفی کا مطالعہ فرمائیے۔

Checked 1987

مقدمہ ثانیہ

نزول کے بیان میں۔

ہمارے مخالفوں کو اس لفظ کے استعمال میں سخت دھوکا ہوا ہے مسیح موعود کی احادیث میں جہاں جہاں لفظ نزل ینزل آتا ہے تو یہ لوگ بلا تامل اس سے نزول من السماء مراد لیتے ہیں اور اسی سبب سے جہاں کہیں قرآن و حدیث میں اسکے خلاف معنے مفہوم ہوتا ہے تو وہاں تاویل کیا کرتے ہیں اور بلا سبب نصوص کو ظاہر معنے سے پھیرتے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس لفظ نزول کا استعمال متعدد و مختلف معنی میں ہوا کرتا ہے کہیں بمعنی پیدائش اور کہیں بمعنی بعثت و خروج اور کہیں معنی اترنا اور ٹھہرنا اور قیام کرنے کے آتا ہے مثلاً وحی اور پانی اور ملائکہ اور کتاب سماوی میں اگر نزول و انزال کا لفظ آیا ہے تو وہاں البتہ اترنے کا معنی ہی کرنا چاہیئے قال اللہ تعالی۔ وَ اَنزَلنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً وَ اَنزَلنَا التَّورٰتَ۔ اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ۔ تَنَزَّلُ المَلٰئِکَۃُ وَ الرُّوحُ ط اور اگر جنس اشیا کے ساتھ اس لفظ کو لاویں خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا جمادات تو لامحالہ وہاں معنی پیدائش و بعثت و خروج و قیام کا معنی ہی مراد ہوا کرتا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے وَ اَنزَلنَا الحَدِیدَ الآیۃ پارہ ۲۷ رکوع ۱۹۔ یعنے ہمنے

لوہا پیدا کیا اگر یہاں نزول من السماء مراد لیں تو مشاہدہ کے صریح خلاف ہے
کیا کسی نے دیکھا ہے کہ لوہا آسمان سے اترا کرتا ہے کانون سے نہیں نکلتا
قال اللہ تعالیٰ یَا بَنِیْ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ
وَرِیْشًا پارہ ۸ رکوع ۱۰۔ کیا کپڑوں کے تھان یا کرتہ یا پاجامہ بنے بنائے
آسمان سے اترتے ہیں یا یہیں زمین میں پیدا ہوتے اور بنتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ
وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِیَةَ اَزْوَاجٍ پارہ ۲۳ رکوع (۱۵)
یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے۔ اگر یہاں
نزول سے نزول من السماء مراد لیتے ہو تو اونٹ گھوڑے گدھے خچر گائے بیل بکری
وغیرہ جانوروں کا آسمان سے اترنے کا ثبوت تمہارے ذمہ ہوگا وَھُوَ عَسِیْرٌ و
محالٌ قطعاً۔ اور نزیل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو سفر کرتا ہوا کسی مقام پر ٹھہر جاوے
اور جہاں پر ٹھیرتا ہے اس کو منزل کہتے ہیں۔ ہرگز یہاں نزول من السماء مراد
نہیں ہوا کرتی پس جہاں کہیں مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے
وہاں قطعاً بعثت و ارسال کا معنی مراد ہے اگر ہمارا بھائی اتنے دلائل پر بھی اپنے
عناد کو نہ چھوڑے اور نزول من السماء پر مصر رہے تو ہم اور چند قرآنی و حدیثی
نظائر پیش کرکے انکا مطلب حسب اصرار خود اس کے منہ سے سننا چاہتے ہیں۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِ اللّٰہِ
یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک یاد دلانے والے رسول (محمد صلعم) کو تمہاری طرف
نازل کیا کہ وہ تمکو اللہ کے آیات پڑھکر سنتا ہے۔ فرمائیے حضرت اگر یہاں
نزول سے مراد نزول من السماء ہے تو اسکا اثبات آپ پر واجب ہوگا کہ
رسول اللہ صلعم کسی وقت آسمان پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ
دراز کے قیام اور تعلیم و ہدایت کے اہتمام کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان سے

رسول بنا کر اتارا گیا کسی مخالف و موافق نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا
علیہ التحیۃ والثنا چالیسوں سال آسمان سے نزول فرما رہے ہیں۔ پس بجز اس کے
کہ یہاں ارسال و بعثت کا معنی لیں کوئی صورت بن نہیں پڑتی۔ اور اگر ہم کتب
احادیث و سیر و ادب سے عبارات نقل کریں تو یہ مقدمہ طویل الذیل بن جائیگا
اس لئے صرف ایک دو حدیث پر اکتفا کرتے ہیں امام بخاری باب التناوب فی العلم میں عمر
سے روایت کرتے ہیں قَالَ کُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ بْنِ
زَیْدٍ وَھِیَ مِنْ عَوَالِی الْمَدِیْنَۃِ وَکُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ یَوْمًا وَاَنْزِلُ یَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ
جِئْتُہٗ بِخَبَرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مِنَ الْوَحْیِ وَغَیْرِہٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ
فَنَزَلَ صَاحِبِی الْاَنْصَارِیُّ یَوْمَ نَوْبَتِہٖ فَضَرَبَ بَابِیْ ضَرْبًا شَدِیْدًا الحدیث
کیا حضرت عمر اور انکا پڑوسی انصاری دونوں کی آمد و رفت بار بار آسمان پر ہوا کرتی
تھی اور بار بار اپنی اپنی باری پر آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
نازل ہوا کرتے تھے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس التحصیب بشیء
اِنَّمَا ھُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری
فتح الباری جلد (۳) صفحہ (۱۷۴) اس کا معنی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مقام تحصیب پر آسمان سے نزول فرماتے تھے کَانَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
لَمْ یَرْتَحِلْ حَتّٰی یُصَلِّیَ الظُّھْرَ رواہ احمد والنسائی عن انس یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب سفر کرتے ہوئے کسی منزل میں
اتر جاتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لیں کوچ نہیں کرتے تھے اسکا ترجمہ
حسب اصرار مخالف یوں کرنا پڑے گا کہ جب منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان سے نزول فرماتے تو کوچ نہین کرتے تھے جب تک کہ ظہر کی نماز سے
فارغ نہو لین - اے میرے بھائی کیا اس ترجمہ سے آپکا قلب مطمئن ہو سکتا ہے
اور یہہ ترجمہ مشاہدہ و بداہتہ کے خلاف نہین ہے - ضرور ہے اکثر ہمارے مخالف
بھائی یہہ سوال پیش کرتے ہین کہ امام بخاری نے اپنی کتاب مین باب نزول عیسیٰ بن
مریم باندہا ہے - ہم کہتے ہین کہ آپ کو کہان سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا منشاء
اس سے نزول من السماء ہے لاغیر - اور حق یہہ ہے کہ چونکہ حدیث مذکورہ
ذیل مین نزل ابن مریم کا جملہ تہا اس لئے امام نے باب نزول عیسیٰ ابن مریم
سے ایک عنوان قایم کیا - ورنہ انکا مسلک تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے
کتاب التفسیر مین بروایۃ ابن عباس وارشاد نبوی وفات عیسیٰ کا ثبوت دیا ہے
پہر نزول من السماء کا عقیدہ کیسا جسطرح اسی امام جلیل الشان نے باب نزول
عیسیٰ ابن مریم باندہا ہے اسیطرح باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ عنوان
قایم کرکے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ نزول ابن مریم مثل نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے - اس سے نزول من السماء سمجہنا سراسر حمق و ابلہی ہے - بعض حضرات مشکوٰۃ
کی یہہ روایت (ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض) پیش کرکے اعتراض کرتے ہین
کہ الی الارض چاہتا ہے کہ ینزل کے بعد من السماء محذوف مانا جائے تو ان کے
اسکات کے لئے صحیح بخاری باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ کافی ہے - اور
اگر کہا جائے کہ یہان نزول کا صلہ الی آیا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس سے
کوئی قباحت پیش نہین آتی - اور ہمارا مدعا ہرطرح حاصل ہے کہ عیسیٰ سفر کرتے
ہوئے کسی خاص زمین یا ملک مین نزول فرمائینگے (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۵۸) مین
لکہا ہے قال محمد بن فضالہ مر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز براہب فی الجزیرۃ

فَنَزَلَ اِلَیْہِ الرَّاہِبُ وَلَمْ یَنْزِلْ لِاَحَدٍ قَبْلَہٗ وَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ نَزَلْتُ اِلَیْکَ اس عبارت میں دو مقام پر نزول کے ساتھ حرف الی کا استعمال ہوا ہے کیا کسی ذی علم ادیب کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ وہ راہب آسمان سے اتر کر عبد اللہ بن عمر عبد العزیز سے ملاقات کی۔ اگر کوئی متعصب ملا اپنی مدعا کے فوت کے ڈر سے راہب مذکور کے لئے نزول من السماء جائز رکھے اور آسمان سے اترنے کا ترجمہ کرے تو اس کو ضرورتاً عبد اللہ کے لئے صعود الی السماء کا قائل ہونا پڑے گا غور کرو عبارت مذکورہ میں۔

طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ یہی لفظ نزول جس پر ہمارے مولوی صاحبان من السماء کا حاشیہ چڑھا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان سے اتارتے ہیں مسیح دجال کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے۔ امام احمد و امام مسلم و امام بخاری روایت کرتے ہیں یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ وَهِمَّتُهُ الْمَدِیْنَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ الحدیث۔ یعنی مسیح دجال شام کی طرف سے آکر مدینہ کا قصد کریگا یہانتک کہ کوہ احد کے پیچھے اترے گا۔ اور طبرانی و احمد کی ایک روایت میں یَنْزِلُ الدَّجَّالُ بِهٰذِهِ السَّبْخَةِ آیا ہے یعنے دجال اس شور زمین میں اتریگا اور صحیحین میں لکھا ہے فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَةَ یعنی دجال بعض شور ناک زمین میں اتریگا کہ جو مدینہ کے نزدیک ہیں۔ جن صاحبوں کو زیادہ روایات اس باب میں دیکھنا منظور ہو تو وہ کنز العمال کا مطالعہ فرماویں کہاں ہیں نزول سے نزول من السماء مراد لینے والے علماء ذرا اس دجالی نزول کو بھی ملاحظہ فرمائیں ہمیں ان کی ہٹ دھرمی اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی عداوت وحسد سے یقین ہے

کہ یہہ حضرات دجال کو بھی آسمان سے اتار کر چھوڑینگے اور اس کے بغیر انہیں چارہ بھی کیا ہے کیونکہ بلا تفاوت دونوں (مسیح ابن مریم و مسیح دجال) کے لیے لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے۔ سراسر تحکم ہوگا کہ عیسیٰ کے نزول سے من السماء مراد ہو اور دجال کے نزول سے یہہ معنی ذہن میں نہ آویں۔ یاد رہے کہ مسیح موعود کے لئے لفظ خروج کا بھی حدیثوں میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں لفظ بعثت بھی آیا ہے اور خروج کا لفظ تو صاف ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مامور من اللہ کی بعثت زمین ہی میں سے ہوا کرتی ہے تو یہاں بھی توفیق و تطبیق کے لئے سوا اس کے کیا علاج ہے کہ نزول کا معنی بعثت و خروج کئے ہو جس سے تمام اعتراضات قرآنی و حدیثی بھی مندفع ہو جاتے ہیں ایک امر یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع بجسدہ العنصری آسمان پر ہوا ہوتا تو ضرور محاورہ عرب کی رو سے ان کے لئے رجوع یا عود کا لفظ استعمال کیا گیا ہوتا۔ نہ نزول کا دیکھو یہ روح انسانی چونکہ اپنے رب کی طرف سے زمین پر آئی تھی اس لئے اس کو واپس کرنے کے وقت ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ارشاد ہوا۔

مُقدّمہ ثالثہ

رفع کے بیان میں۔

عدم تدبر کے سبب ہمارے مخالف بھائیوں کو جس قسم کا دھوکا لفظ نزول میں لگا ہوا ہے لفظ رفع بھی ان کے زلت اقدام کے لئے کم رتبہ نہیں ہے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں زود دیکر یہہ کہتے ہیں کہ یہاں رفع سے مراد رفع جسم

الی السماء ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کو جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کا محتاج اور
تغیر تبدل کا محل ہے تمام مخلوق ارضی کے خلاف از آدم تا ایں دم کے خلاف تجارب صحیحہ
کے خلاف سارے انبیا کے خلاف مات الناس حتی الانبیا نحوی ضرب المثل کے خلاف
سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیا افضل الرسل کے رفعت شان
کے خلاف اور کلام الٰہی — وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ
کے منشاء اور وعدہ کے خلاف وَمَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ کی آیۃ کے
بے بدل قاعدہ کے خلاف وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ کے
خلاف وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ
شَیْئًا کے غیر متبدل اصول کے خلاف اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ الی اٰن قُلْ سُبْحَانَ
رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کے خلاف اور اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ ارشاد
نبوی کے خلاف اور آیۃ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کے رمز اور آسمان کے
الطف الطائف و جسم خاکی بشری کے غیر محل ... ہونے کے خلاف آسمان پر لیجا کر
دو ہزار برس کے قریب الان کما کان لایزول ولا یحول کی خصوصیت کے ساتھ
تشریف فرما ہیں - کیا ممکن ہے اور کیا کوئی سلیم الفطرت انسان کہہ سکتا ہے
کہ خداتعالی ایک انسان ہاں صرف ایک انسان کو فوق سماء دنیا لیجائے
اور اپنے اس قدر اقوال و افعال و وعدوں کے شکستہ ریخت کی پروا نکرے
اور اپنی پاک کتاب کو غیر اقوام کے اعتراض کا تختہ مشق بنا دے اور خود فرماوے لو کان
من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور خود ہی تمام
اختلافات کا جامع ہو اور اجتماع ضدین کو جائز رکھے تعالی عن ذلک
کتابہ الکریم وصاحبہ العظیم ۔ خدا کے لئے سچ بتلاؤ کہ یہہ رفع عیسی بجسدہ
العنصری اور قیام بلا اکل و شرب اور ہوش و حواس و عمر کے عدم تغیر وغیرہ کے
لئے یہہ آیات بینات مانع اور سخت مانع ہیں یا نہیں - اور وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ ط مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ط وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط کیا اس رفع جسمانی ونزول من السماء کے مخالف ومنافی نہیں ہیں ضرور ہیں پس بحضور حاضر یاد رکھو کہ تخالف وتناقض سے اس وقت مخلصی مل سکتی ہے کہ رفع سے رفع روحانی مراد لی جائے جو بعد موت کے ہر راستباز انسان کے لئے لازم حال پڑا ہوا ہے۔ جس سے مراد رفع درجات ہے اور بس۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے پر دلائل پیش کریں بطور لطیفہ پہلے التماس رکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائی صاحبان سعدی علیہ الرحمہ کے گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے معنے سمجھنے ہیں انہیں چندان دقت در پیش نہوتی شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ پیش نوشیروان مژدہ آورد وگفت کہ فلان دشمن ترا خدای تعالی برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذاشت۔ دیکھو رفع اللہ کا ترجمہ فارسی ہیں خدای تعالی برداشتہ ہے دونو عبارت ہیں ماضی مطلق اور فاعل خدا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جگہہ موت کا معنی لیا جائے اور دوسری جگہہ آسمان پر چلے جانیکا فرق ہیں تبلاؤ وَ اَیْنَ لَکُم۔

استدلال قرآنی

فرمایا اللہ تعالی نے اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ پارہ ۲۲ رکوع ۲ سورۂ فاطر یعنی اللہ ہی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے اعنی مقرب الہی بنا دیتا ہے۔ صاحبو کہیں تم نبو آپ نے دیکھا ہے کہ نیک عمل کرنے کے سبب مرد مسلم آسمان پر بہہ جسم لیکر چڑھ جاتا ہے۔ اگر یہہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے تو حضرت مسیح کی اس ہیں

کیا خصوصیت ہے - اس رفع مین اور مسیح کی رفع مین کیا فرق ہے - انصاف کرو - اور حق پوش نہ ہو - قال اللہ تعالی - وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا سورہ مریم رکوع ۴ - یعنی کتاب مین ادریس کو یاد کر اس لئے کہ وہ ایک سچا نبی تھا اور ہم نے اس کو ایک بلند مکان مین اوٹھایا تھا یعنی اس کو جگہہ دی تھی یہان رفع درجات مراد ہے اگر رفع الی السما مراد لین تو ضرور ہے ان کے لئے بھی نزول من السما تسلیم کیا جاوے اور یہہ قائلین حیات مسیح کے خلاف مقصود ہے وہ سبکو سوائے عیسی بن مریم علیہ السلام آسمان سے اوتارنا نہین چاہتے - اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ادریس زندہ آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ ان کی روح آسمان پر صعود فرمائی ہے اور اگر کوئی ان کو بھی فوق السموت زندہ تسلیم کرے تو جو دلائل قرانیہ وحدیثیہ وعقلیہ وفات مسیح کو ثابت کرتے ہین انہین سے اس باطل عقیدہ کا استیصال بھی ممکن ہے خضر والیاس واصحاب کہف وزریت برثملا وصی عیسی وسر من دابہ کے مخلفی امام صاحب الزمان وغیرہم کو ابتک زندہ بجسدہم العنصری اعتقاد کرنے والے ان قرآنی وحدیثی کے برہان کے آب دار تلوار سے دور ہی دور رہنا ورنہ انکا مقابلہ درحقیقت آسان نہین ہے - ان کاری حربون کا ایک ہی وار مرغ بسمل بنانے کے لئے بس ہے - کل من علیہا فان نعرہ مار کر ان کا ایک ہی حملہ رگ جان کے کاٹنے مین بارہا چل نکلا ہے قال اللہ تعالی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ پارہ (۹) رکوع ۲۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو بلعم باعور کو ان نشانات کی وجہ سے اس کے مدارج بلند کرتے مگر وہ تو پستی کی طرف جھکتا گیا اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کی - کہان ہین انصاف پسند علما ہمین آگر اتنا سمجھا دین کہ اس آیۃ سے بلعم کا آسمان پر اپنی جسم کو لیکر جانا ثابت ہے اگر وہ

اخلد الی الارض نہو جاتا تو ضرور وہ بھی کسی آسمان مین جائے گزین ہوتا۔ دیکھو رفع اللہ یہان بھی ہے اور وہان بھی پھر ایک سے رفع درجات مراد لینا اور دوسرے سے رفع الی السماء کا مطلب سمجھنا کہانتک ہوا پرستی و نفس پرستی پر اصرار ہے قال اللہ تعالیٰ فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ۔ پارہ (۱۸) ع (۵) سورہ نور۔ یعنی اِن گھرون مین جن کی اجازت اللہ نے دی ہے کہ بلند کئے جائین اے حضرت عیسیٰ کے مرفوع الی السماء اعتقاد رکھنے والے خدا کے لئے ان گھرون کے مرفوع الی السماء ہونے پر بھی غور کرو۔ ان گھرون کو بھی مرفوع الی السماء مان لیجئے تاکہ مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بود و باش کے لئے کوئی دقت اٹھانی نہ پڑے۔ کدھر ہین بات بات پر قدرت آلٰہی کو پیش کرنے والے اجی حضرت جس ذات کامل القدرت مین جسم خاکی بشری کو بزعم شما آسمان پر لیجانا قدرتاً و اعتقاداً جائز ہے کیا وہ قادر مطلق ان گھرون کو آسمان پر لیجانے سے عاجز ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ یہہ الزام صرف اخبار آلٰہی و احکام آلٰہی کی تکذیب کا ثمرہ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ فِی صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوعَۃٍ۔ سورہ عبس پارہ ۳۰ کیا آپ کا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ جو صحیفے نازل ہوئے تھے پھر وہ کسی وقت آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ مین بھولا باعتقاد شما یہہ ممکن ہے اور آپ کہہ سکتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تلاوت کے لئے خدای تعالیٰ نے صحف الٰہیہ کو آسمان پر لیگیا مگر آن کرمشکل یہہ پڑے گی کہ جب سب کے سب آسمان پر اوٹھا لئے گئے تو یہہ صحیفے جو اب دنیا مین نظر آتے ہین یہہ کیا ہین۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے یہہ ہو سکتا ہے کہ جو صحیفے آسمان پر مرفوع ہوئے ہین وہ تو اصل ہین اور یہہ اس کی نقل ہے۔

استدلال حدیثی

اِنَّ مِنْ وَرَائِکُمْ اَیَّامًا یَنْزِلُ الْجَھْلُ وَیُرْفَعُ الْعِلْمُ۔ الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی تمہارے بعد ایسے دن بھی آنے والے ہیں کہ نادانی نازل ہوگی اور علم اُٹھایا جائیگا رفع علم سے کیا مراد ہے۔ کیا یہی کہ کتب احادیث وفقہ وقرآن وتفسیر وغیرہ کسی زمانہ آئندہ میں آسمان پر مرفوع ہونے والی ہیں اور جہل بھی مثل حضرت مسیح آج نہیں تو کل ضرور حسب اعتقاد شما آسمان سے اترنے والا ہے اور یہہ بھی ضرور ہے کہ نزول جہل من السماء پہلے ہو اور نزول مسیح ابن مریم بعد میں۔ اور اس کا بھی یقین رکھنا آپ پر لازم ہوگا کہ نزول جہل کے وقت جو علم مرفوع الی السماء ہوا ہوگا حضرت مسیح تشریف لاتے وقت اس کو واپس لیتے آئینگے۔ بحمداللہ کارساز مخبر صادق کی یہہ پیشگوئی بوضاحت تمام پوری ہوتے نظر آتی ہے کیونکہ اندنوں اس قدر دلائل عقلی ونقلی کے دیکھنے پر بھی یہہ دابۃ الارض (علمائے کور باطن مسیح بن مریم علیہ السلام کے حیات جسمانی وصعود الی السماء بجسدہ العنصری ونزول من السماء بجسدہ پر اڑے ہوئے ہیں تو علم ونور فراست کے مرفوع ہونے کے سبب انہیں جہالت کا شیوع بکثرت ہوگیا ہے۔

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِلَی الْعَبَّاسِ یَعُوْدُہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ وَالْعَبَّاسُ عَلٰی سَرِیْرٍ لَہٗ فَاَخَذَ بِیَدِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاَقْعَدَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ فَقَالَ لَہٗ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَفَعَکَ اللّٰہُ یَا عَمِّ۔ کنز العمال جلد (۷) صفحہ ۶۵۔ اگر اس حدیث میں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں ہے بلکہ رفع عباس رضی اللہ عنہ الی السماء ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک غیر مقبول نکلی اس لئے کہ مشاہدہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ

آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے - مَن تواضع اللہ رفعہ اللہ - اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعہ - کنز العمال جلد ۲ صت ۲۵ یعنی جو شخص اللہ تعالی کے لئے تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور جسوقت بندہ عاجزی انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اٹھا کر ساتوین آسمان پر لیجاتا ہے لیجیے حضرت حدیث دوم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر متواضع کا مقام قیام فلک ہفتم ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے مقام سے نہایت ارفع ہے - اب بھی کوئی خصوصیت حضرت مسیح کے مرفوع الی السمار ہونے مین باقی ہے - اس امت مرحومہ بلکہ ادیان سابقہ مین بے شمار مسلمان متواضع اور فروتنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے گذرے ہین اور اس حدیث شریف کی رو سے بزعم شما ساتوین آسمان تک مرفوع بھی ہوئے مگر حیرت ہے کہ کسی نے آجتک دیکھا اور نہ سنا کہ انہین سے ایک کا بھی نزول الی الارض ہوا۔ پس حضرت مسیح کے نزول من السمار الی الارض کی امید کس دلیل سے کی جاتی ہے - اگر آپ کہین کہ قرآن شریف مین حضرت مسیح کے لئے رفع آیا ہے اور حدیث شریف مین ان کیلئے نزول اور یہہ ہماری اُمید کی دلیل ہے - مین کہتا ہون کہ جب آپ پر ان دو مقدمون سے رفع و نزول کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو بار بار انہین کو پیش کرنا سراسر ہٹ دھرمی اور اعراض عن الحق ہے - و نیز جب ہر نیک مرد جن مین انبیاد اولیا سب داخل ہین آیت قرآنی مذکورہ بالا کی رو سے مرفوع ہوا کرتا ہے - اور قرآن و حدیث مذکور الصدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے تو آپ پر واجب ہو گا کہ حسب قاعدہ مقررہ خود رسول اکرم صلعم و دیگر حضرات کے لئے نزول من السمار کی اُمید رکہین - فتفکروا وانصفوا اس حدیث مین رفع کے ساتھہ الی السمار کے لفظ کے ہونے

پھر بھی جب طرفین کے نزدیک قطعاً رفع روحانی و رفع درجات مراد ہے تو جہاں صرف رفع کا لفظ آیا ہے من السماء نہ دارد ہے تو وہاں کے رفع سے رفع جسمانی و رفع الی السماء لینا و اللہ ثم باللہ اقتباس ہے تعصب و انصاف کا خون کرنا ہے۔ اتقوا اللہ ایہا المومنون بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ دعا کو ہے اَللّٰھُمَّ اَنِّیْ اَدْعُوْنِیْ وَلَا تُضِیْعَنِّیْ اور جلسہ بین السجدتین میں اس دعا کا پڑھنا معمول ہے اللّٰھم ارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی تعلیم سے یہ مقصود تھا کہ اس کو پڑھکر آپ کے امتی آسمان پر چلے جایا کریں۔ اور کیا دعا کی اس دعا سے یہ نیت ہوا کرتی ہے کہ میں آسمان پر مرفوع ہو جاؤں۔ بجز اس دعا کی تعلیم سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رفع الی السماء ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس چودہ سو برس کے اندر کم سے کم دس ہزار خدا کے مقبول بندے مرفوع الی السماء نہ ہوئے ہوتے۔ بلکہ خود ہی معلم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام راستبازوں کا سرتاج ہے اور اس کے خاص خاص شاگرد جیسے خلفائے راشدین وغیرہ آسمان پر جاکر ہمارے لئے ضرور نمونہ بنے ہوتے جس سے اس دعا کے پڑھنے کی ہمیں زیادہ رغبت ہوتی جب رفع جسمانی الی السماء محال ٹھہرا اور قرآن وحدیث کے نصوص محکم اس کے مانع ہوئے تو بجز اس کے کہ معنی رفع کا رفع روحانی لیا جائے اور کیا چارہ ہے۔ فتدبر۔

استدلال لغوی

لِسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّفْعُ ضِدُّ الْوَضْعِ وَفِیْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ الرَّافِعُ ھُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِیَاءَہٗ بِالتَّقْرِیْبِ۔ قَالَ الزَّجَاجُ اَلْمَعْنٰی اِنَّمَا تَخْفِیْضُ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ وَتَرْفَعُ اَھْلَ الطَّاعَۃِ وَالرَّفْعُ تَقْرِیْبُکَ

الشیٔ بالشیٔ وفی التنزیل وفرش مرفوعة ای مقربة لہم ومن
ذلک دفعتہ الی السلطان ویقال نساء مرفوعات ای مکرمات
اور صراح مین لکھا ہے رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے صلتہ بالی ومن
ذلک قولہم دفعتہ الی السلطان۔ صحاح جوہری اور قاموس اور تاج العروس
اور منتہی الادب اور اقرب الموارد وغیرہ کتب لغت اس باب مین متفق الکلمہ
ہین۔ پس استقراء کلی سے واضح ہوتا ہے کہ جب لفظ رفع کا صلہ حرف الی آتا
ہے تو سوائے معنی تقریب اور رفع درجات کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہین ہوتا
اور اسی وجہ سے خدائے علیم وخبیر نے اپنی پاک کتاب مین اس لفظ کے ساتھہ
درجات کا لفظ بڑھا کر اشارہ فرما دیا ہے کہ جہان کہین لفظ رفع آوے تو اس سے
رفع روحانی اور بلندی مراتب سمجھا کرو اور بس جیسا کہ فرمایا نرفع درجات من
نشاء۔ سورہ یوسف رکوع ۹ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا
العلم درجات۔ پارہ ۲۸ رکوع ۲ اور نیز یہ اصولی جملہ کہ القرآن یفسر
بعضہ بعضا اس بات کا مقتضی ہے کہ جہان کہین لفظ رفع مطلق آوے تو وہان کے
لئے ان دو آیتون کو مفسر سمجھا جائے۔

مقدمہ ثلاثہ کی تمہید کے بعد اب ہم سائل کے سوال کو بعینہ نقل کر کے مجیب کے
جواب کا رد برنگ قولہ واقول ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ وباللہ التوفیق۔

استفتا مسئلہ از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علیخان کلارک پولیس
۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ قبلہ وکعبہ ام مدظلہ۔ بعد اداب فدویانہ کے معروض خدمت
کہ اس قصبہ سرساوہ مین ایک شخص جو اپنے آپ کو مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسون اس نے ایک عبارت پنسل کی جس کا
مضمون ذیل مین تحریر کرتا ہون۔ ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی ثناء اللہ

گنگوہی کو بھیجی ہے مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہونگا اور در صورت تاخیر کے کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہیگا اور وہ اپنی راہ پر سے آدیگا زیادہ حد ادب - تحریر یہ ہے ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہر جگہہ گفتگو ہوتی ہے اور اسمیں دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں - اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے بس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالت اور صریحہ الدلالت یا کوئی حدیث مرفوع متصل ان مضمون کے عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بجسدہ العنصری وبحیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت من بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نرہینگے اور نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا اون کو خدائے تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کرکے اُمتی بنا دیگا - تو پہلے کوئی آیت بشروط مذکرۂ بالا ہونی چاہیے اور بعد اس کے کوئی حدیث تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ حیات ہو خواہ کسی صیغہ سے ہو یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور مُتَوَفِّيكَ و فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دو آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و ابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں - اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائے - اور دونو طرف روا ہیں ہر قسم کی

موجود ہین۔ ہمکو صرف قرآن شریف کے ثبوت چاہیے۔ جسکے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہین ہے اور دوسرا سوال یہہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف ہین ہے یا نہین۔ اگر ہے تو اس کے آیتہ اور نہین ہے تو وجہ فقط بینوا توجروا۔

ناظرین با تمکین پر سائل کے سوال سے یہہ امر متضح ہوگیا ہوگا کہ وہ بابہ بحث ہین صرف یہہ چاہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس جسد عنصری کو لیکر آسمان پر جانا اور پھر کسیوقت خاتم الانبیا علیہ التحیتہ والثنا کے بعد زمین کی طرف رجوع کرنا قرآن مجید کی صریح آیت جسمین حیات کا لفظ ہو بتلائین یا بخاری شریف کی حدیث مرفوع متصل سے مضمون بالا کو ثابت کرین اور بس۔

مجیب مولوی حامد رضا صاحب بریلوی نے جب دیکھا کہ یہہ ٹیڑہی کھیر ہے جب ذخیرہ سائل قرآن شریف وحدیث سے اس مسئلہ کا حل عقدہ لاینحل ہے اس لئے امرحق کے در پردہ کرنے اور سائل کو ادھر ادھر کی باتون مین ٹال دینے کی غرض سے بے سود پانچ مقدمہ اور پانچ تنبیہات لکھکر ۲۵ صفحے سفید اوراق کو کالا کرکے پیچھا چھوڑا یا مگر خدای تعالی کی شان ہے کہ مجیب کے زبان وقلم سے جو جملہ پہلے نکلا وہ اس قابل ہے کہ ہم اس کے کاتب اور قائل کی زبان وقلم کو چوم لین اور جزاک اللہ کہین اور جناب الٰہی مین سجدہ شکر بجالائین۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است + اور وہ یہہ ہے کہ قولہ الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ بکلمتہ منہ وجعلہ فی البدو مبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد۔ الخ۔

اقول وباللہ التوفیق۔ جب جناب مجیب خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جسکا نام احمد ہوگا۔ اور

مجیب کے قول کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیتہ سے ہوتی ہے اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ - یاد کرو اس وقت کو کہ جب عیسی
بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل مین خدا کا رسول ہوں تمہارے پاس آیا ہوں -
در انحالیکہ مین توریت کا مصدق اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا
ہون کہ میرے بعد آنیوالا ہے جسکا نام احمد ہے - تو مجیب کو وفات مسیح کے
قائل ہونے کے سوا اور کیا چارہ ہے - اور اگر حضرت مسیح اب تک زندہ ہین تو نعوذ
باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت مین شبہہ پیدا ہوتا ہے -
اس لئے کہ یہہ آیت احمد مجتبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رسالت کو مسیح علیہ السلام کی
فوت کے بعد ٹھہراتی ہے - اور من بعدی کے لفظ سے مِنْ بَعْدِ رَفْعِیْ اِلَی السَّمَاءِ مراد
لینا قطعاً تحریف معنوی اور محاورہ قرآنی و حدیثی و ادبی کے بالکل خلاف ہے - آیتہ
وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ اور حدیث لَوْ کَانَ نَبِیًّا بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ و حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ و حدیث فَیَقُوْلُ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا
بَعْدَکَ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ھٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ
مِنْ بَعْدِیْ وَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ
وَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وغیرہ آیات کثیرہ و احادیث
متعددہ منصف طبع انسانون کو اس اقرار پر مجبور کرتی ہین کہ ان بعدیات اور مسیح
ابن مریم کے بعدی مین کچھہ فرق نہین ہے تمام بعدیات کے بعد الموت مراد ہے
ورنہ حضرت موسیٰ و حضرت محمد مصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی رفعہما
الی السماء بجسدہما العنصری تسلیم کرنا ضرور پڑیگا اللَّازِمُ بَاطِلٌ فَکَذَا الْمَلْزُوْمُ -
الحمد للہ علی ذلک - قولہ صلا سے صـ۱۴ تک مین یہہ بیان ہے کہ قرآن کی

آیتہ اگر مجمل ہو تو حدیث مین اس کی تشریح طلب کرو ورنہ ائمہ کے کلام پر تمسک کرو
اقول اس مسئلہ وفات مسیح مین جب قرآنی آیات مجمل نہین اور صراحتہ وکنایتہ
واشارۃ وفات مسیح کے مثبت ہین تو رجوع الی الحدیث کی ضرورت باقی نہین رہی
اسی لفظ توفی کو دیکھو کہ کتاب مجید سنہ ۲۵ جگہ مین مقام مین بمعنی موت ذکر کرکے اپنا
محاورہ بتلادیا ہے کہ اس کتاب مجید مین توفی کا معنی بجز موت وقبض روح کے تام ہو
یا ناقص دوسرا کوئی اور معنی ہرگز نہین ہے۔ علاوہ ازین کتاب اللہ کے بعد جو کتاب
صحیح تر مانی گئی ہے یعنی صحیح بخاری مین ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور
حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توفی کا معنی موت ہی مروی ہے
پس قرآن شریف اور بخاری بفرض کے فیصلہ سے ناراضی ظاہر کرنا ضلالت کے چٹیل میدان
مین بے آب ونان تڑپ تڑپ کر نقد جان ونقد ایمان کو برباد دینا نہین ہے تو پھر اور
کیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو اس بحث کے خاتمہ مین سائل کے جواب مین مفصل لکھینگے۔
قولہ۔ کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا
اقول جاننا چاہئے کہ خدای تعالی وتقدس کی قدیم سنت ہے کہ جسکی روح کو قبض کرتا اور مارتا ہے تو
پھر اس کو دوبارہ دنیا مین نہین لاتا۔ جب سے دنیا قایم ہوئی ہے کبھی اس قانون الٰہی مین
ردوبدل نہین ہوا اور شبا روزی مشاہدہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اس کے ساتھ ہمارا
یہہ عقیدہ ہے کہ جس قادر مطلق مین بروز قیامت مردون کو زندہ کرنے کی قدرت ہے اگر وہ
کسی مردے کو قبل قیامت زندہ کردے تو اس کی شان ارفع سے کوئی عجب اور کوئی بعید
نہین مگر جب خود ہی اسی نے اپنی قدیم کتاب مین مردہ کی دوبارہ مراجعت الی الدنیا
کو ممنوع فرمادیا تو اب ہم مجبور ہین کہ رجوع موتی الی الدنیا کے اعتقاد کو دل مین جگہ دین
کیون۔ ؟ اس مین اخبار الٰہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور وہ صریح بے ایمانی ہے
وہ آیات بینات یہہ ہین۔ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

پارہ ۱۷ رکوع ۷۔ یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں تو پھر انکا لوٹنا ہمنے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ (۲) اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ پارہ ۲۳ رکوع اول کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہمنے ان سے پہلے کہ بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور وہ لوگ ان کے پاس نہیں لوٹے یا نہیں لوٹیں گے۔ (۳) فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَا اِلٰی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ پارہ ۲۳ رکوع ۳۔ یعنی جن کو ہم ہلاک کرتے ہیں تو وہ وصیت کی بھی توفیق نہیں پاتے اور نہ وہ بعد مرگ اپنے اہل کے پاس واپس آ سکتے ہیں (۴) ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ پارہ ۱۸ رکوع اول یعنی تم اس کے بعد مر جاؤگے اور پھر قیامت کے دن زندہ کئے جاؤگے یہ وعدہ الٰہی ہے اسمیں کبھی تخلف واقع نہ ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اور یہ ظاہر کہ مرنے کے بعد بندہ آرام کے مقام میں رہتا ہے یا تکلیف کی جگہہ میں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی اے نفس آرام پکڑ یافتہ اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی لوٹ اور میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ یہ ایک بندہ نیک کا واقعہ ہے کہ بعد مرگ جب اسکو بہشت میں دخول کا حکم ہوا تو اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے پروردگار نے کس طرح سے مجھے بخش دیا اور کسطرح مجکو برگزیدہ کیا اور بعد دخول جنت پھر بندہ اس سے خارج نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے (۵) لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ۝ سورہ حجر رکوع ۴ یعنی بعد دخول جنت نہ جنتیوں کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور نہ وہ کبھی اس سے نکلیں گے۔ جب حضرت مسیح

بعد مرگ جنت مین داخل ہو چکے تو اب وہ کسیطرح اس سے نکالے نہین جا سکتے
غور کرو ان ہر سہ آیتہ مین (۶) یُرِیدُونَ اَن یَخرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُم
بِخَارِجِینَ مِنھَا وَلَھُم عَذَابٌ مُقِیمٌ ؕ پارہ ۶ رکوع ۱۰ کفار ارادہ کرینگے کہ دوزخ
سے نکل جائین مگر وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہین ہین اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے
(۷) فَیُمسِکُ الَّتِی قَضٰی عَلَیھَا المَوتَ وَیُرسِلُ الاُخرٰی ؕ ۵ پارہ ۲۴ رکوع ۲
یعنی خدائے تعالی اس روح کو روک رکھتا ہے جس پر حقیقی موت کا حکم صادر فرمایا ہے اور
دوسرے روح جس پر مجازی موت (نیند) کا حکم صادر کیا ہے اس کو چھوڑ
دیتا ہے جیسے حضرت مسیح فَلَمَّا تَوَفَّیتَنِی اور وَمَا جَعَلنَا لِبَشَرٍ مِن قَبلِکَ
الخُلدَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَد خَلَت مِن قَبلِهِ الرُّسُلُ وغیرہ نصوص قرانی کی
رو سے حقیقی موت پا چکے ہین تو اب وہ کسیطرح دنیا مین واپس ہو نہین سکتے۔ یہہ
سات آیات کریمہ جو بطور نمونہ کے پیش ہوئے ہین مختلف پیرایہ اور مختلف
الفاظ مین بطور عبارت النص رجوع موتے الی الدنیا کے مانع ہین جس سے کہ ان کی
راہ ہر چہار طرف سے بند ہے۔ مگر ہان ایک سوال یہہ پیش ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید
مین چار جگہہ احیائے موتے فی الدنیا کا بھی ذکر آیا ہے تو بہت ترجیح بتلائی جاتی ہے۔
اما الجواب۔ جاننا چاہیے کہ خدائے تبارک و تعالی نے موتے کے عدم رجوع
الی الدنیا کو مختلف جملون اور مختلف الفاظ مین بیان فرما کر اس کو موکد کیا ہے بخلاف
ان چار مقامون کے کہ ہر چہار مقام پر ایک ہی لفظ موت کا آیا ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ موت کا لفظ قرآن شریف مین متعدد معنی کے لیے آیا ہے اور مختلف معنی مین مستعمل
ہوا ہے۔ کہین قوت نامیہ کے نقدان پر جیسا کہ فرمایا ویحی الارض بعد موتھا
یعنی اللہ تعالی زمین کو اسکی موت (افتادگی) کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور کہین
بے ایمانی و کفر پر جیسا کہ فرمایا انک لاتسمع الموتی۔ اے پیغمبر تم ان کافرون کو نہین

سکتا سکو گے یعنی ان کی قساوت قلبی تمہاری ہدایت کو قبول نہیں کریگی ۔ اور موت کبھی نیند کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ۔ اور موت حزن خوف کا بھی معنی دیتی ہے جیسے یاتیہ الموت من کل مکان ۔ اسے ہر جگہ سے ان کو خوف ورنج طاری ہوتا ہے اور جس کو اسکی تفصیل منظور ہو تو لسان العرب و مجمع البحار وغیرہ لغات عرب کا مطالعہ کرے اور اگر ان چار مقامون مین احیاے موتی حقیقی طور پر لیا جائے تو آیات مذکورۃ الصدر جو مردون کے دوبارہ عدم رجوع کے لئے نصوص قطعی ہین ان کے ساتھ تعارض و اختلاف لازم آیگا جواب دوم احادیث نبویہ بھی تمامہا آیات مذکورہ بالا کے مؤید ہیں مردون کے دوبارہ دنیا مین آنے کی سخت مخالف ہین ۔ امام احمد و عبد بن حمید و ابو یعلی و شاشی و طبرانی و سعید بن منصور جابر بن عبد اللہ رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جابر اما علمت ان اللہ تعالی احیا اباک فقال لہ تمن علی ما احببت فقال ارد الی الدنیا فاقتل مرۃ اخری فقال انی قضیت انہم لا یرجعون

ترجمہ اسے جابر کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدائے تعالی نے تیرے باپ کو (بعد شہادت کے) زندہ کیا اور فرمایا کہ جو تیری آرزو و محبوب ہو اس کو پیش کر تو عرض کی یا رب مجھکو پھر دنیا مین بھیج تاکہ بار دیگر تیری راہ مین قتل کیا جاؤن فرمایا کہ یہ تو ہو نہین سکتا اس لئے کہ مین نے پہلے ہی سے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ مرے دوبارہ دنیا مین نہین لوٹین گے ۔ دیکھو کنز العمال جلد (٢) صفحہ ٢٨١ امام ترمذی نے اپنے جامع صحیح مین روایت کی ہے عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر مالی اراک منکسرا قلت استشہد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا ابشرک کما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احدا

قط الا من وراء حجاب واحیٰ اباك فكلمه كفاحًا قال یا عبدی تمن علی اعطك قال تحیینی فاقتل ثانیة قال الرب تبارك وتعالیٰ انه قد سبق القول منی انهم لا یرجعون ۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے اور فرمایا کہ ای جابر کیا سبب ہے کہ مین تجھکو غمگین دیکھتا ہون مین نے عرض کی میرا باپ شہید ہو گیا اور زن وفرزند اور قرض چھوڑ گیا فرمایا مین کیا تجھے بشارت نہ دون جس طرح سے خدائے تعالیٰ نے تیرے باپ سے ملاقات اور سلوک کیا مین نے عرض کی ہان رسول اللہ ضرور بشارت دیجیے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی بندہ سے بلا حجاب کلام نہین کیا مگر حبیب تیرے باپ کو زندہ کیا تو بالمشافہہ کلام سے شرف بخشا اور ارشاد فرمایا ای میرے بندے اپنی خواہش مجھہ پر ظاہر کر تاکہ مین اسکو تجھے عنایت کرون تیرے باپ نے یہہ آرزو پیش کی کہ مجھے دنیا کی زندگی عطا کر کہ دوسری بار تیری راہ مین قتل کیا جاؤن تب اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرمان پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین لوٹائے نہین جائینگے ۔ اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے ساتھہ ہی ہر انسان کو زندہ کر کے رب العزت کی درگاہ مین سوال وجواب کے لئے پیش کیا کرتے ہین ۔ من مات فقد قامت قیامته ۔

جواب سوم ۔ اگر علم آلہی مین ان چار مقامون مین حقیقی احیاء موتی مراد ہوتا تو خدائے علیم اموات کے ترکے کے تقسیم کے احکام تفصیلاً نازل نہ فرماتا اور عورتون کو ان کے شوہر کے مرنے پر عدت اور خانہ نشینی کی ہدایت نہ دیتا ۔ بلکہ نکاح ثانی کا حکم نہ بھیجتا ۔ بلکہ ان کے خلاف یون احکام صادر فرماتا کہ خبردار میت کے مال کی طرف ہاتھہ نہ بڑھانا ہم اس کو قریب مین واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکیدی ارشاد ہوتا کہ زنہار غیر سے نکاح نہ کر لینا عنقریب ہم تمہارے خاوندون کو تمہاری طرف لوٹانے والے ہین اور خاوندون کو یہہ تسلی دیجاتی کہ گھبراؤ مت ہم بہت جلد

تمہارے جوڑے کو تم سے ملانے والے ہین اوس وقت اگر مرد اور عورت یہہ عذر پیش کرتے تو ہرگز بیجا نہوتا کہ اسے ہمارے مالک جب تجھے ہمارے مردون اور ہماری بی بیون کو دوبارہ لوٹانا تہا تو پہر کس لئے تونے ہم سے ان کو جدا کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو کیا عمدہ پیرایہ مین ادا کیا ہے ۔ وہ کہ گر مردہ باز گردیدے ۔ بمیان قبیلہ و پیوند ۔ رد میراث سخت تر بودے ۔ وارثان را زمرگ خویشاوند ۔ پس اللہ تعالی کا ان احکام کا نازل کرنا اس بات کو تقاضا کرتا ہے کہ ان چار مقامون مین احیاء موتی کے اور معنی لئے جائین تا کہ معترض مخالف اسلام کو اعتراض و نکتہ چینی کا موقعہ نملے اور عدم رجوع اموات کے نصوص قطعیہ یقینیہ جو قرآن و حدیث مین موجود ہین اور جن کا ذکر مختصراً ابھی گذرا ہے وہ بھی مخالفت کے لئے کھڑے نہو جائین۔

جواب چہارم قرآن کریم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی نے بیسیون مقام مین عدم رجوع موتے کو مختلف پیرایہ اور مختلف الفاظ مین بیان فرمایا ہے اگر بعض اموات کا ارجاع اسے مقصود ہوتا تو ضرور حرف استثنا لاکر اس کا تدارک کیا ہوتا۔ اور مہبط وحی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیتون کے تلاوت و تعلیم کے وقت باعلام الہی حضرت عیسی جیسے اور لوگون کو مستثنے و منتخب نفرمایا۔ بلکہ جس قدر ارشاد فرمایا عدم رجوع موتی الی الدنیا کی تائید مین فرمایا دیکھو احادیث مذکورۂ بالا اور عدت موت اور تقسیم ترکہ و نکاح ایامی وغیرہ کو بھی محدثون کی کتابون مین ۔ پس انصافاً فرمائے کہ ہم اور آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خلاف قرآن و حدیث و خلاف مرضی خدا و رسول بعد مرگ کسی کے زندہ ہو کر دنیا مین لوٹنے پر زور دین۔

جواب پنجم ۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی ہر انسان کے لئے ایک ہی بار موت کو مقدر کیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا

الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی الایۃ سورۂ دخان۔ یعنی وہ لوگ وہان پہلے موت کے سوا دوسری موت کا مزہ نہ چکھین گے۔ فرمایا اللہ تعالی نے اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی آیت سورۂ صافات یعنی پہلی موت کے سوا ہمارے لئے دوسری موت نہین ہے۔ انہین آیات پر استدلال کرکے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے روز پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِیْ کُتِبَتْ عَلَیْکَ فَقَدْ مِتَّهَا۔ اللہ تعالی آپ پر دو موتون کو جمع نکرے گا لیکن جو موت کہ آپ کے لئے مقدر تھی وہ تو ہو چکی دیکھو بخاری ابواب الجنائز۔ پس ہم پوچھتے ہین کہ یہہ حدیث اور یہہ آیتہ صریحۃ الدلالت کسکی تائید کرتی ہین کیا انکی کسی طرح مُردون کے دوبارہ آنے کا جواز نکل سکتا ہے جسکے لئے دو موت لازم پڑے ہوئے ہین یا اُن آیات واحادیث کے مظاہرۃ وتقویتہ کے لئے کمربستہ ہین جن مین عدم ارجاع موتی کا ذکر بصراحت موجود ہے۔ حالانکہ ان کی تکلیف ایسی بری بلا اور کٹھن ہے کہ العیاذ باللہ جس پر سید المعصومین خاتم المرسلین کے روز وفات کے واقعات کے اطلاع رکھنے والے علما اس کی شہادت دیسکتے ہین اور ایک روایتہ مین آیا ہے کہ ایک جان کندن ستر بار کے بار بار کے قتل کی تکلیف سے کہین بڑھکر ہے پس مسیح بن مریم رسول اللہ کا بعد مرگ دوبارہ دنیا مین تشریف لانا سوا سارے عالم کے خلاف دو مرگ دو دو بار کندن اس کے لئے لازم وضروری ہے ہمین بتلاؤ کہ اس برگزیدہ معصوم نبی سے کونسی ایسی گستاخی جناب آلہی مین سرزد ہوئی ہے کہ تمام مخلوق کے برعکس جسمین کفار وفساق بھی داخل ہین ان کے لئے دو دو موت اور دو دو بار سکرات موت بھی تجویز کی گئی۔ ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ مرد متقی مرتے ہی جنت وآرام کے مقام مین داخل ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے خارج نہین کیا جاتا۔ پس یہہ قطعی جنتی اس عام حکم سے کیون باہر سمجھا جاتا ہے کیا جنت اور

قربت آلہی کے مقام سے نکال کر تا نیا اس دار المحن مین لانا اسکی لئے توہین ہے حیرت ہے
اے نادان ملا و خدا لگے لئے دوستی کی آڑ مین مقربان آلہی کی اہانت کے روادار
مت ہو اور بلاوجہ ان کے دو موتون کے اعتقاد سے جس کو دوبار جان کندن و
تکلیف مرگ لازم پڑتی ہوئی ہے اور جس کو قرآنی آیتہ و حدیث رسول برحق ناجائز
ٹہراتی ہین - اپنے ایمان کو شیطان کے حوالہ مت کرو - کہان ہین بریلی کے مفتی حامد رضا صاحب
ذرا ان دلائل مصرحہ قویہ کے سامنے اپنے اس قول (کسی نبی کا انتقال دوبارہ
دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا) کو رکھکر مقابلہ و موازنہ
کرین اور پھر فتوی دین اب اگر خوف خدا اور تعظیم لامر اللہ و عظمت انبیاء اللہ
ان کے دل مین ہے تو ضرور اپنی سابق رائے کو بدلکر یہہ لکھین گے کہ بلاشک
کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو ممتنع و محال قرار دیتا ہے
اور یہہ بھی یاد رہے کہ جس خدای تعالی مین مردون کو دوبارہ دنیا مین لانے کی قدرت
ہے اسیطرح مردون کا نہ لوٹانا بھی اس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے باہر نہین -
پس اب ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ ان دو متضاد امر مین خداوند قدیر حکیم نے کس کو
پسند فرمایا اور کسکو مصلحتاً ناجائز ٹہرایا - اگر کوئی ادنی عقل کا انسان بھی ہماری
تحریر بالا پر ایک سرسری نظر ڈالے گا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کی حکیمانہ
شان اس بات کی مقتضی ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین نہ لوٹا کرین اگر بہ نگاہ عمیق
سے دیکھا جائے تو ان لوگون کا قیاس بھی قیاس مع الفارق نظر آتا ہے اس لئے
کہ یہہ چار واقع جو قرآن مجید مین مذکور ہین زمینی ہین نہ آسمانی یعنی بزعم خصم چار
مردون کو خدا تعالی نے پھر اسی زمین سے پیدا کیا تو قیاس یہہ چاہتا ہے کہ حضرت
مسیح بھی بعد مرگ اسی زمین سے پیدا ہو جاوین حیرت کی بات ہے کہ زمین پر
مرکر اسی زمین مین دفن ہون اور جب زندہ ہوکر آوینگے آسمان سے - کیا یہہ امر

ممکن الوقوع ہے کہ کئی ہزار برس تک یہہ جسم خاکی خاک مین مدفون رہے اور جب روح کی نفخ کا وقت آوے تو اوپر اڑ جائے اور کئی آسمانون کو چیرتا ہوا روح اللہ کی روح سے جا ملے اور پہر دونو ملکر عیش دائمی اور مقام آسایش وجنت الخلد کو چھوڑ کر دار المحن و دار الابتلا کی طرف رخ کرین جب آپکے نزدیک کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کرسکتا تو ہم پوچھتے ہین کہ انتقال کے ساتہہ ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی روح مبارک آسمان پر گئی اور جسد شریف کسی زمین مین دفن ہوا تو اب بتلاؤ کہ دوبارہ دنیا مین تشریف لاتے وقت روح آسمانی وجسد زمینی کیونکر ملین گے اگر کہو کہ پہلے روح آسمان سے اتر کر حضرت مسیح کی قبر شریف مین گھسکر جسد سے ملاقی ہوگی تو یہہ بالبداہت غلط ہے اس لئے کہ روح کی حرکت بدون جسم کے ہو نہین سکتی کما لایخفی اور اگر کہو کہ جسم شریف خاک سے نکل کر آسمانون کو چیرتا ہوا روح سے جا ملے گا تو ہم پوچھتے ہین کہ یہہ جسم بغیر روح کے کیونکر صعود کیا کیا اس کو دوسری روح دی جایگی جس سے دونو ملکر آسمان پر چلے جائین اگر اس کو تسلیم کرتے ہو تو تناسخ کے ناپاک اعتقاد کے ساتہہ آپ کو یہہ ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسی کے ایک جسد کو دو روح کی ضرورت ہے۔ پہر ہم پوچھتے ہین کہ جب دوسری روح جسد عیسوی مین آچکی تہی تو پہر اس کے آسمان پر جاکر زمین کی طرف مراجعت کی کیا ضرورت باقی رہی تہی کیا یہہ تحصیل حاصل نہین ہے اب بالطبع یہہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب عقلاً و نقلاً مردے کا دوبارہ دنیا مین آنا ممتنع ٹہیرا تو وہ چار آیتین جن مین احیار موتی کا ذکر ہے ان کے کیا معنے اور ان سے کیا مراد ہے سو اس کے جواب مین ہمکو یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان اصل مصنف کی پوری عبارت نقل کر دین جس سے ناظرین کو پوری تسلی و کامل تشفی حاصل ہو اور کوئی شک و شبہہ باقی نرہے وہی ہذہ

اب ہم اس بنا پر آیات زیر بحث پر گفتگو کرتے ہین اور دکھلاتے ہین کہ یہان موت بمعنی مرگ ثابت نہین ہوتی بلکہ ان کے اور معنے ثابت ہوتے ہین لہذا ہم ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کرتے ہین آیت اول یہہ ہے۔ واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتے قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم ٭ ترجمہ اس کا یون ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردون کو زندہ کریگا۔ اللہ تعالےٰ نے بجواب کہا کہ کیا تو ایمان نہین رکھتا۔ کہا ہان ایمان تو رکھتا ہون۔ لیکن مین دلکا اطمینان چاہتا ہون۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا چار پرندے لو۔ اور ان کو اپنے ساتھہ ہلالو پھر جب ہل جائین تو ہر ایک کو ان مین سے ایک ایک پہاڑ پر بیٹھاؤ۔ پھر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئینگے۔ اور پھر اس وقت جان لیجیو کہ اللہ عزیز ہے یعنے سب پر اپنی ربوبیت عامہ کی وجہ سے غالب اور ممتاز ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم جو ایک عظیم الشان نبی ہین وہ عالم ارواح کے متعلق سوال کرکے اپنا اطمینان چاہتے ہین۔ اور خود عالم کون وفساد مین ہین اگر اس کے معنے یہہ لئے جائین کہ مردون کو اپنی آنکھون سے زندہ ہوتا دیکھنا چاہتے تھے تو یہہ امر تو قرین قیاس نہین کیونکہ نبی کی شان سے جو نہایت ہی ذکی اور روزبین عقل رکھتے تھے ایسا سوال کرنا بعید ہے۔ ہان اللہ تعالیٰ سے کسی صورت مین اپنی تسلی چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تو چار پرندونکو لیکر ان کو دانہ روزمرہ ڈالکر اپنے اوپر ہلا۔ جیسے لوگ پرندون کو ہلاتے ہین۔ اور جب وہ ہل جائین تو ہر ایک کو الگ الگ بٹھاکر آواز دے وہ سب تیری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئینگے اس مثال سے یہہ سمجھانا مراد تھا کہ دیکھہ اے ابراہیم دانہ کا تو

تو خالق نہین۔ اور نہ پرندون کا خالق ہے۔ وہ تو چیزین میری ہی مخلوق ہین۔
مگر تو ان کو میری ہی چیزون سے کھلا کر ایسا احسان کا گرویدہ بنا لیا کہ جب تو چاہے
بلالے وہ تیری آواز سنکر تیری طرف دور سے چلے آتے ہین۔ اور مین جو رب العالمین
ہون اور ہر ایک کے ذرہ ذرہ کو مین نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ
پر میرا تصرف و احسان ہے تو پھر جب مین بلاؤنگا تو وہ کیونکر میرے پاس نہ آئینگے
جب تیرے عارضی احسان سے تیری نافرمانی نہین کرتے۔ تو میرے ابدی اور لازوال
احسان سے کیونکر روگردانی کر سکتے ہین۔ اس مثال سے حشر اجساد کا ثبوت
حضرت ابراہیم کو دیا گیا۔
دوم اب ہم دوسری آیت کے معنے کرتے ہین۔ وہ آیت یہ ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی
لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ۔ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۔ ترجمہ
اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہین لائینگے۔ جب تک کہ ہم اللہ
تعالی کو بر ملا نہ دیکھہ لین۔ تو پھر تم پر بجلی پڑی اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے۔ پھر
تمہین اللہ تعالی غشی سے ہوش مین لایا تو کہ تم شکر گذار بن جاو۔ اس آیت سے
یہہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے قوم موسیٰ پر بجلی نازل کی۔ اور بجلی کا خاصہ ہے
کہ جس انسان پر پڑتی ہے۔ وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور مصروع کی سی حالت ہو جاتی
ہے۔ اور اگر اُن کی خبر گیری کی جائے تو بہت جلد ہوش مین آجاتے ہین۔ آجکل
کی تحقیقات سے بھی جو نہایت ہی پختہ اور قابل وثوق ہے۔ یہہ ثابت ہوا ہے
کہ بجلی کا مارا ہوا دو گھنٹہ بعد اچھا ہو سکتا ہے۔ لہذا اس آیت مین حقیقی موت یعنی
بجز تکلم اور کچھہ متصور نہین۔ اور ساتھہ ہی وہ لوگ جو ایسے معنے کرتے ہین۔ وہ
قرآن شریف کی اُن آیات کی مخالفت کرتے ہین جن مین احیاء موتی کی نفی ہے

اور گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات کا مجموعہ ثابت کرتے ہیں جو آیت وَلَوْ
کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا کے خلاف ہے
لہذا اس کے بھی تحقیقی معنے ہیں کہ آپ پر تجلی کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی تھی۔ جو ایک
قسم کی موت ہے۔ اور لغت عرب میں بھی یہہ معنے ثابت ہیں۔ تو پھر کیونکر اس سے
روگردانی کی جاتی ہے۔
سوم تیسری آیت جس میں احیاء موت حقیقی سمجھی جاتی ہے۔ وہ یہہ ہے اَوْ کَالَّذِیْ
مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ
مَوْتِھَا فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ۔ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ
یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ
وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا
ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا۔ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؁
سورۃ البقرہ ع ۳۵۔ ترجمہ مثل اس شخص کے جو اجڑے ہوئے گانو کے پاس سے گذرا اور جس نے
دیکھا کہ اس تباہ اور برباد شدہ گانو کو اللہ کب آباد کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے سو برس
کی نیند اس پر طاری کی۔ پھر اس کو اٹھایا اور پوچھا کہ بتاؤ کب تک تم اس حالت میں
رہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھہ حصہ ایسی حالت میں رہا۔ اللہ تعالی نے
فرمایا تو تو سو سال تک اس حالت میں رہا۔ پھر فرمایا اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ
اس پر برس نہیں گذرے۔ اور گدہے کو بھی دیکھہ۔ اور ہم تیرے لئے لوگوں کی نظر
میں ایک نشان قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان ہڈیوں کی طرف نگاہ کر کہ ہم کسطرح ان کے
اوپر گوشت چڑہاتے ہیں۔ جب اللہ تعالی نے خواب ظاہر کر کے اس کو بتلا دیا تو
اس نے کہا اے اللہ میں جانتا ہوں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اکثر تفاسیر میں فاماتہ اللہ
کے معنی بھی لکھے ہیں فانامہ اللہ یعنے اللہ نے اس کو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ۔ اور

لغت عرب مین بھی موت کے معنے نوم کے ہین۔ تو پہر کیون اور معنے لئے جاتے ہین
حالانکہ آیت کا سباق سیاق ظاہر کرتا ہے کہ یہہ ایک خواب تھی جو اللہ تعالی نے
اپنے نبی کو دکھلائی۔ جس کی تائید توریت شریف مین کتاب حزقیل نبی سے ہوتی
ہے۔ چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷ آیت ۱۔ مین لکھا ہے۔ خداوند کا ہاتھ مجھپر تھا
اور اوس نے مجھے خداوند کی روح مین اٹھالیا اور اس وادی مین جو ہڈیون سے
بھرپور تھی مجھے اُتار دیا۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۲۴۔ سے اس کی اور بھی وضاحت
ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا۔ اور خدا کی روح نے
رویا مین مجھے پہر کسدیون کے ملک مین اسیرون پاس پہنچا دیا۔ سو وہ رویا جو
مین نے دیکھی مجھسے اوپر اُٹھ گئی۔ پس جب یہہ خواب ثابت ہوئی تو اب
ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہین۔ خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہہ ہے
کہ اس آیت مین جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے۔ وہ حزقیل نبی تھے جو ایک
غیر آباد قریہ کے پاس گذرے۔ اور اس کے آس پاس بہت سی ہڈیان پڑی ہوئی
دیکھین۔ تو ان کے دلمین خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اللہ کیونکر زندہ کرسکتا ہے تب
اللہ تعالی نے اُن کی تسلی کے لئے اُن پر خواب طاری کی۔ اور خواب مین
اُن ہڈیون وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ہوا دیکھایا
پہر جب وہ خواب سے بیدار ہوئے۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے پوچھا کہ تم اس
حالت مین کتنی دیر تک رہے۔ انہون نے بظاہر عالم کون و فساد کا سوال سمجھکر
جواب دیا کہ ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ اُس حالت مین رہا۔ اللہ تعالی نے
کہا کہ تو تو سو سال تک اُس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اور یہہ بات عالم مثال سے
متعلق تھی۔ پہر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا مین سو سال تک سوتا رہا یا
تب اللہ تعالی نے اُن کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی

یعنے عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہین تھے کیونکہ تم اپنے کہانے اور پینے کی چیز کو دیکہو۔ اس پر کوئی سال نہین گذرے اپنے گدہے کو دیکھو وہ صحیح تندرست کھڑا ہے۔ وہ مرا نہین اور نہ دبلا ہوا۔ ہم نے تو تمہارے لیے لوگون مین ایک نشان دکھانا چاہا ہے۔ وہ نشان یہ ہے۔ کہ تو ان ہڈیون کی طرف دیکھ ان پر ہم کیسے گوشت پوست چڑہاتے ہین جب اللہ تعالےٰ نے اس امر کو اپنے نبی کو خوب ہی ذہن نشین کرا دیا تو بے اختیار بول اُٹھے۔ مین جانتا ہون کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنے اب مجھ پر خوب واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سر سبز کر دیتا ہے غرض یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیش گوئی کرائی گئی۔ کہ یروشلم ایک سو سال کے اندر آباد ہو جائے گا چنانچہ اس کی پیش گوئی کرنے کی صداقت خرقیل کی کتاب باب ۳۷ ورس ۱۲۔ سے ہوتی ہے۔ جس مین لکھا ہے اس لئے تو نبوت کر یعنے پیش گوئی سنا دے اور ان سے کہو کہ خداوند یہوواہ یون کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو مین تمہاری قبرون کو کھولونگا۔ اور تمہین تمہاری قبرون سے باہر نکالونگا اور اسرائیل کی سرزمین مین لاؤنگا۔ اس پیش گوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۴۲ مین کورس کیقباد جس کو قرآن شریف مین ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے دیکھو کتاب یرمیاہ نبی باب ۱۲۔ ورس ۲۵۔ اس کا مفصل حال تلخیص التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی مین لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تہا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگلون اور بیابانون مین ماری ماری پھرتی رہتی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور قرآن شریف مین ان کو ہڈیون سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنے ان کے گوشت و پوست بالکل نہین رہے۔ اور صرف ہڈیان رہ گئی تہین یعنے وہ شریعت حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے۔ آخر کیقباد بادشاہ

نے یروشلم کو از سر نو آباد کیا اور اون کو انسان بنایا چوتھی آیت یہ ہے۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ
ترجمہ۔ کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکہا جو اپنے گہرون سے ہزارون ہزار موت کے خوف سے نکلے۔ تو اللہ تعالے نے ان کو کہدیا کہ جاؤ تم جہالت کی موت مر جاؤ۔ پہر ان کو زندہ کیا۔ یعنے ان کو شریعت سکہلائی اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالی لوگون پر فضل ہی کرنے والا ہے۔ لیکن بہت لوگ ناشکری کرتے ہین۔ تم لغت عرب مین دیکہ چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے بہی ہین۔ یہان اس آیت مین وہی معنے ہین۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جن کو حضرت موسے علیہ السلام نے ایک قوم کے مقابل مین لڑائی کے لئے حکم دیا تہا۔ تو اونہون نے انکار کر دیا تہا۔ جس پر حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے حق مین بد دعا کی تہی جس کی وجہ سے خداوند تعالے نے انکو جنگلون مین نکال دیا تہا اور وہ مدتون تک حیران اور سرگردان رہے۔ وہ ایک موت سے بہاگے تہے۔ مگر جہالت کی موت مین جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے۔ جنگلون مین کہان علم اور کون ان کو سنانے والا تہا۔ اس کا مفصل حال سورہ مایدہ رکوع ۳ مین ہے لہذا ہم اس رکوع کو یہان لکہتے ہین۔ تاکہ خوب واضح ہو جائے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا

فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا
ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ
فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً
يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ترجمہ اور جب
موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتون کو یاد کرو۔ جو اللہ تعالیٰ
نے تمہارے حال پر کی ہین۔ کہ یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم مین نبی بنائے گئے
اور تم مین پادشاہ کھڑے کیئے گئے۔ اور تم کو وہ کچھ دیا گیا کہ آجتک جہان
مین کسی کو نہین دیا گیا۔ اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنے شام مین
چلو جس کے دینے کا اللہ تعالےٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس ام
کے بجالانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم ٹوٹا پاؤگے۔ انہون نے جواب دیا کہ
اے موسیٰ وہان تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہان سے نکل
نہ جائین ہم نہین جائینگے۔ اگر وہ نکل جائین تو بے شک ہم داخل ہونگے
ان خائفین مین سے دو آدمیون نے جن پر اللہ تعالےٰ کا انعام تھا۔ کہا کہ
اے لوگو تم دروازہ مین داخل ہوجاؤ اور جب تم داخل ہوجاؤگے تو تم ہی
غالب ہوجاؤگے اور جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ انہون نے
صاف صاف کہدیا کہ اے موسیٰ کہ جب تک وہ لوگ اس مین ہین ہم تو کبھی بھی
نہین جائینگے۔ تو اور تیرا رب ہی جائے۔ اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہین
بیٹھے ہین۔ تب موسےٰ نے کہا کہ اے میرے رب مین اپنے اور اپنے
بھائی کے سوا کسی کا مالک نہین۔ اس فاسق قوم اور ہم مین جدائی ڈالدے

تب اللہ تعالی نے کہا کہ اب اس قوم پر چالیس سال تک۔ اس مقدس زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہہ مارے مارے پھرینگے۔ اور تو اس فاسق قوم سے ناامید مت ہو۔ ان آیات سے صاف واضح ہے۔ کہ اللہ تعالی کی نافرمانی اور اپنے پیغمبر کی عدول حکمی سے وہ مقہور ہوئے۔ اور اُن کو چالیس سال کے لئے جلاوطنی کی گئی۔ اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں مین پھرتے رہے ان مین نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہین ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اس زندگی کو جس مین وہ اس حالت مین رہے اللہ تعالی نے لفظ موتوا سے تعبیر کیا ہے۔ چالیس برس کے بعد اللہ تعالی نے ان پر رحم کیا اور یوشع بن نون کو انہین رسول مقرر کرکے اُن کو اس گندی اور وحشیانہ زندگی سے نکالا اور شریعت کے احکام سکھلا کر از سر نو زندہ کیا۔ دیکھو توریت کتاب یشوع نبی باب اول لغایت ۶۔ یہ کوئی انوکھی بات نہین تمام انبیا حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنون کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت مین گرفتار تھے۔ نور شریعت سے منور کرکے ایک نئی پاک اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف مین اللہ تعالی اس کی تصدیق فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔ یعنے اے ایماندارو اللہ اور اُس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہین تمہارے زندہ کرنے کے لئے طلب کرین۔ مان لیا کرو۔ اب دیکھنا یہہ ہے۔ کہ کیا وہ مومن مرے ہوئے تھے۔ جن کو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا۔ نہین نہین اُن کا جسم تو نہین مرا ہوا تھا۔ بلکہ اُن کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مرچکی ہوئی تھی۔ اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور اُن پر عملدرآمد کرنا اُن کی روح کی زندگی کا موجب تھا۔ قرآن شریف کی آیت زیر بحث مین بھی اس قسم کی موت اور اسی قسم کی حیات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ قوم خدا تعالی کے قہر مین آگئی تھی

اور ان کو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا۔ اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے۔ جس ان کی روح پر موت واقع ہو گئی تھی۔ بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پاکر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے۔ انتہی۔

مجیب نے حزقیل نبی اور ابراہیم خلیل اللہ کے دو واقعہ کو احیا رسولی میں پیش کیا ہے اسکا شافی جواب معہ ترجمہ چہار آیۃ ابھی گذر چکا ہے۔ لیکن مجیب نے ترجمہ آیۃ میں جن جن باتوں کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے ان کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قولہ۔ اب دیکھ اپنے کھانے پینے کو جو دو روز میں بگڑ جانے کی چیز تھی وہ ذرہ تک نہ بگڑی۔

اقول۔ ہمارے ترجمہ کو اس سے مقابلہ کرکے دیکھو۔ اور انصاف کرو۔

قولہ۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو جس کے ہڈیاں تک گل گئیں۔

اقول۔ آیۃ قرآنی میں صرف انظر الی حمارک ارشاد ہوا ہے آپ نے کن الفاظ سے ترجمہ کتنا بہت بلند (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) پیدا کیا اور نیز انظر الی العظام سے عظام حمار سمجھنا ابلہی ہے۔ غور کرو ترجمہ مذکورہ سابقہ میں۔

قولہ۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ چار پرند اپنے اوپر ہلالے پھر انہیں ذبح کرکے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزا رکھدے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کرکے سب خلط ملط کئے اور مجموعہ کے دس حصے کرکے متفرق پہاڑوں پر رکھے حکم ہوا اب انہیں بلاؤ تیرے پاس دوڑتے چلے آئینگے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہوکر آواز دی۔ ملاحظہ فرمایا کہ کدھر جا کودے

گوشت پوست پرون کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا مین باہم ملتا اور پورا پرندہ بنکر زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے ۔

اقول اے حضرت کیا غضب ہے قرآن مین صرف فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ وارد ہوا ہے جس کا ترجمہ آپ نے بھی ہلا لینے کے ہی کیا ہے تو پھر آپ نے ذبح کرنا کہان سے نکالا اور یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔ اور بقیہ آیتہ یہہ ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا آیا ہے جسکا صاف یہہ ترجمہ ہے کہ بعد ہلا لینے کے ایک ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دے اور پھر ان کو بلا وہ اوڑتے ہوئے تیرے پاس آجاینگے چار پرندون کو قیمہ قیمہ کرکے مخلوط کرنا کس لفظ کا ترجمہ ہے جب حکم حضرت باری یہہ تھا کہ چار جانورون کو ہلا کے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دو تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلاف مرضی الٰہی ان کو قیمہ قیمہ پرزے پرزے کیا ۔ نافرمانی کا الزام انبیائے کرام پر مت لگاؤ توبہ کرو اگر کہو کہ لفظ جزءً اس پر دلالت کرتا ہے ہم کہتا ہون یہہ بالکل بے فہمی ہے کیا چار کا جزو ایک نہین ہوتا علاوہ اسکے حکیم کا مسلمہ قانون ہے کہ جبتک سارے اجزا مکمل و مرتب ہو لین تو نفخ روح نہین فرماتا ۔ تم دیکھتے ہو کہ پیٹ مین بچہ جب تک اس کی خلقت پوری نہین ہوتی جان اس مین نہین پڑتی اور اس کی حرکت غیر محسوس رہتی ہے اور ہم یہ بھی رات دن دیکھتے ہین کہ جب قصاب جانورون کے اجزا جدا جدا کر دیتا ہے تو ان مین کسی قسم کی حرکت باقی نہین رہتی اور نہ ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے کے لئے خواہش ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ قوت حس و حرکت معدوم ہے پس ہم پوچھتے ہین کہ وہ چار پرندون کے اجزا مین جو لاکھون جزو سے کم نہون گے بغیر ترکیب و ترتیب کے کیونکر نفخ روح ہوا اور بغیر نفخ روح کے کیونکر حرکت پرواز انمین پیدا ہوئی اور دوسرے اجزا سے ملنے کی ضرورت انہین کیونکر محسوس ہوئی

اگر کہو کہ خلاف قانون الٰہی ان بسیط اجزا میں روح کا نفخ ہو چکا تھا تو بتلاؤ دوسرے اجزا سے ملنے کے انہیں کیا حاجت باقی رہی تھی۔ اور جس جزو کی طرف اس جزو روح افتادہ کی پرواز ہوئی اسمیں جان آگئی تھی یا نہیں اگر نہیں آئی تو کونسی شے اس کے لئے مانع ہوئی اور کیونکر وہ پہاڑ سے اس روح افتادہ جزو سے مشتمل ہو گیا اگر اسمیں بھی نفخ روح ہو چکا تھا تو وہ جسم روح دار کیونکر ایسا ہو سکتا ہے اور یہہ بھی بتلاؤ کہ یہہ پرواز تمام اجزا سے مخلوط ہو جانیکے بعد نفخ روح سے کمال ہے لاکھوں جسم اور لاکھوں پرندے کے حضرت ہ کو مقتضی ہے یا نہیں ضرور ہے حالانکہ آیت قرآنی مذکورہ بالا صرف چار ہی پرندے ملے ہوؤں کے اوڑ کر آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور بس اے نادان مولویو خدا کے اقوال و افعال میں تناقض و تخالف کو اپنی کم فہمی سے کیون جائز رکھتے ہو اور کتاب مجید میں اپنی رائے کو دخل دیکر اسلام کی جگ ہنسائی کیون کیا کرتے ہو۔

قولہ مسئلہ اولے یہہ کہ نہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ ان کے رب جل و علا نے انہیں یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اوٹھا لیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دہوکے میں اوسے سولی دیا یہہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے جسکا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزت جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ الی آخر آیۃ وان من اہل الکتاب اِلّا لیؤمنن بہ قبل موتہ

اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے طبعی موت دیکر ان کے مدارج کو بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے یا عیسیٰ اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیّ۔ اس آیت میں رفع درجات کا وعدہ ہے اور آیت بَل رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیہِ میں اسکا ایفا جسطرح متوفیک میں وعدہ ہے اور

فلما توفیتنی مین ایفائے وعدہ - کہ قصہ الیہ سے رفع الی السماء سمجھنا سراسر جہالت
ہے محب کو چاہیے کہ ہمارے متعدد ثانیہ باب رفع کو بغور ملاحظہ کرے - کیا خدا
تعالی دوسرے یا چوتھے آسمان پر مستقر ہے جہان حضرت عیسی کا رفع ہوا ہے
اس سے خدائے تعالی کے لئے جہت و مکان لازم آتا ہے جس کو آپ بھی
جائز نہین رکھتے ہین - ایک مقام پہ خدائے تبارک و تعالی فرماتا ہے ارجعی
الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - اے
نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور میرے بندون مین شامل ہو اور
میری جنت مین جا داخل ہو - رفع الی اللہ و رجوع الی اللہ مین ازروئے معنی
کوئی فرق نہین - پھر کیا وجہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے قربت و مدارج
کا معنی لیا جائے اور رفع الی اللہ سے آسمان پر پہنچنا - دیکھو اس آیۃ کریمہ
کے آخر مین خدا تعالی کا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی فرمانا اسی بات کی طرف
اشارہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے یہ مراد نہین ہے کہ کوئی بندہ ہمارے عرش یا
عزت کے نزدیک آ جاتا ہے - نہین - بلکہ اس بندہ کو ہمارے مقرب بندون مین
شرکت اور ہماری جنت مین دخول کی عزت نصیب ہو جاتی ہے - پس رفع
الی اللہ جو رجوع الی اللہ کا ہم معنی ہے اس کے لئے بھی یہی تفہیم ہے - مزید
اور اس آیۃ مین مقام رضا کی بھی تصریح کر دی گئی کہ وہ اس کی خاص بندون مین
شمولیت اور اس کی جنت مین دخول کا نام ہے فتدبر - عبرت کا مقام ہے
کہ افضل الانبیا کو جب خدا تعالی نے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ پیادہ پا
مکان سے نکال کر ایک تنگ و تاریک غار ثور مین جگہ دی اور ایک مفضول
نبی کو دشمن یہود کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ انہین یکبارگی فرشتون کے
کندھون پر سوار کر کے سیدھا فلک دوم یا فلک چہارم مین جا بٹھایا اور

اور تمام حوائج بشری سے آزاد و بے تعلق کر کے الآن کما کان جو اسکی ذاتی صفت تھی اس مین بھی شریک کر دیا تعالی اللہ عن ذالک اسے حسام رضا صاحب جب آپکے اعتقاد کی رو سے ایک عیسٰی نبی تو کیا تمام انبیائے کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین - دیکھو تحریر مجیب صدیق تو آپکا ایمان کیونکر جائز و پسند کرتا ہے کہ برگزیدہ نبی خاتم الانبیا محمد مصطفی تو ایسی تکلیف اٹھا کر دشمنون کے ہاتھ سے نجات پائین اور عیسٰی جیسے ایک امتی پر جب کفار حملہ کرین تو وہ بلا مزاحمت احد سے آسمان چہارم پر صعود کر کے عزت کے مسند پر جا بیٹھے - کیا آپکے عقیدہ مین خدا کے پاس امتی کا رتبہ اس کے پیشوا ہادی سے بڑھکر ہے - خدا کے لئے سچ سچ کہو کہ افضل کس کا رتبہ بڑھکر ہے کیا وہ شخص افضل نہوگا جو دو ہزار برس سے کھانے پینے پیشاب بیخانے اور دیگر تعلقات بشری سے بکلی منزہ ہو کر آسمان چہارم پر عزت کے مسند پر جلوہ فرما ہو یا وہ شخص ہوسکتا ہے کہ اپنے تمام علائق بشریہ کے مانند کھاتا پیتا بھی تھا اور کبھی کوئی تعلق بشری اس سے منفک نہیں ہوسکے اور ساٹھ تریسٹھ سال کی عمر پا کر رحلت پائی اور اسی زمین مین دفن ہوا -

ثانیاً ہم سوال کرتے ہین کہ جب یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ دنیا مین جتنے مامورین انبیا آئے کوئی بھی ابتدائے قوم کی اذیت سے مامون نہین رہا اور آخر الامر خدا کی نصرت اسی زمین مین اپنی فرستادہ کے شامل حال رہی اور وہ منصور و فتح یاب ہوگیا تو کیا سبب ہے کہ تمام انبیائے مامورین کے برخلاف حضرت مسیح کے ساتھہ یہہ سلوک کیا گیا کیا اتنی بڑی وسیع زمین حضرت عیسٰی کے بچانے کے لئے بس نہین تھی - کیا معاذ اللہ یہودیون کا ڈر خدائے قادر تو انا پر اسقدر غالب ہوگیا تھا کہ کسی زمینی غار اور ارضی حجاب مین ان کے پوشیدہ رکھنے

غیر مناسب سمجھا اور رجوع الی السماء کے سوا چارہ نہ پڑا۔ بھلا اوس وقت تو یہودیون کی کچھہ چلتی بھی تھی اب اس زمانہ مین تو یہہ قوم ذلت و مسکنت کا نشانہ بن رہی ہے اب کس یہود عنود کا خوف خدا کو لگا ہے۔ طرفہ تر یہہ ہے کہ ایک شخص اس وقت ان کے وفات کا ثبوت دیکر آپ مسیح موعود بن بیٹھا ہی پس حسب اعتقاد شما جس خدائے ذوالجلال نے ان کو اتنی بڑی عزت دی رکھی ہے اور با عتقاد شما اپنے خدائے خاصہ جیسے خلق و شفا و غیب دانی و احیائے موتی وغیرہ وغیرہ مین ان کی شرکت کو جائز رکھا ہے۔ تو اس کی غیرت و جلال کو جوش آکر لزوماً یہہ کرتا چاہئے تھا کہ مدعی کو نیست و نابود و خاک مذلت مین پچھاڑ کر اپنے ساجھی کو بڑی تجمل و شان کے ساتھہ فرشتون کے کندھون پر ہاتھہ رکھوا کر آسمان سے نازل کرتا۔ ایک قرن سے ہم دیکھہ رہے ہین کہ نہ کوئی آتا نہ جاتا تو ہمارا اعتقاد اور ہمارا ایمان زیادہ پختہ ہو جاتا ہے کہ عیسٰی کے متعلق جتنے باتین مشہور کی گئی ہین انمین سے ایک بھی صحیح نہین سراسر غلط و پوچ ہین اور خدائے حکیم کی شان ان بیہودہ باتون سے بالکلیہ مبرا و منزہ ہے۔ اور اگر اپنی خواص ذاتیہ مین سے کسیکو کچھہ دینا اس کا ازلی و ابدی علم جائز رکھتا تو محمد مصطفی حبیب الہ کے سوا کون زیادہ مقرب بندہ تھا کہ اس کے طرف ذہن عقل کا انتقال ہو سکے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مسیح ناصری نبی کے ساتھہ یہہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خالق طیور تھا اور مردون کو زندگی حقیقی بخشتا تھا اور غیب کی خبر رکھتا تھا اور اندھے مادر زاد کو سوجھا کرتا تھا اور اب دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے۔ کھانے پینے پیشاب پاخانے وغیرہ جملہ تعلقات بشری سے آزاد و پاک ہے اور اس کے جسم اور قوی جسمانی اور عمر مین کوئی تغیر و تبدل عائد حال نہین ہے الآن کما کان

اسکی صفت ہے وغیرہ وغیرہ امور بخدائے لایزال صریح کفر اور قطعی شرک مجسم ہے۔

ثالثاً ہم پوچھتے ہین کہ جب بقول شما حضرت عیسی آسمان پر چلے گئے اور یہودیون کے ظلم سے بچ گئے تو پھر اس کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ خدا تعالی نے ان کی رنگ و روپ کو دوسرے ایک ناکردہ گناہ مین ڈالکر یہودیون کے ہاتھ سے اس کو سولی دلادی۔ یہہ دو حال سے خالی نہین کہ معاذ اللہ استغفر اللہ خدائے قدیر کو یہود بے بہبود کی دل جوئی بھی منظور تھی۔ یا خدائے جلیل و غالب کو یہہ خیال آیا کہ اگر بشکل عیسی ایک کو کھڑا نہ کردون تو یہہ ذہن کے کچے یہودی علما زمین کو وجود عیسی سے خالی پاکر آسمان کی خبر نہ لین اور ملاء اعلی پر چڑہائی نہ کر بیٹھین۔

تناسخ ارواح و حلول ارواح کا ناپاک مسئلہ غیر قوم سے سننے مین آیا تہا آہ صد آہ شومی طالع کے سبب آج اپنے گہر کے اندر حلول الوان و اشکال کا ناکارہ و ناپاک قصہ دیکھنے مین آیا اے مولوی صاحب آپنے کس لفظ سے یہہ بہروپیہ کا استنباط کیا ہے۔ کیا وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ سے اس معنے کو نکالا ہے۔ اے غافل شبہ کے ضمیر کا مرجع سوائے عیسی کے اور کون ہوسکتا ہے کیا ماقبل مین شبیہ عیسی کا لفظ مذکور ہے جسکی طرف یہہ ضمیر لوٹتی ہے اس آیتہ کا ترجمہ صاف یہہ ہے کہ یہودیون نے عیسی کو نہ قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن وہ بالضرور مشابہ بالمقتول و بالمصلوب ہوگیا تہا۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ کلکتہ مین جب مولوی کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اس باب مین بحث ہوئی تھی اور مولوی صاحب بھی چونکہ مولوی حامد رضا بریلوی کے ہم خیال ہین بار بار شبیہ عیسی پر زور دیتے تھے تب عاجز نے عرض کی کہ مولوی صاحب شبہ کی ضمیر کا مرجع کونسا

کیا کہ فی شبیہ عیسیٰ سابق مین مذکور ہے تو گھبرا کر فرمانے لگے کہ نہین بھی لفظ ہم
اسکا مفعول بالم لیستم فاعلہ ہے ناظرین غور فرماوین کہ اگر اس عذر کو مان بھی لیا
جائے تو پہلی قباحت سے بڑھکر قباحت لازم آتی ہے اس لئے کہ پہلی صورت
مین ایک شخص شبیہ عیسیٰ قرار پاتا ہے اور اب اس صورتمین سارے یہود
حضار مجلس شبیہ عیسیٰ ٹہیر جاتے ہین - ہمارے مولوی صاحب قطرہ شبنم بہاگ پڑنا
کے نیچے جا گہسے رو سکے
ہما الغرض ہم پوچھتے ہین کہ جب ناکردہ گناہ شبیہ عیسیٰ سولی پر لٹکنے لگا تو کیا
عقل سلیم سے یطرح باور کرسکتی ہے کہ ایک بیجرم شخص کو سزا دینے لگین اور وہ
چپکا رہے اور اس کے مُنہ سے اتنا بھی نہ نکلے کہ بھائی مین بے گناہ ہون عیسیٰ
نہین ہون فلان شخص ہون میرا باپ فلان شخص ہے میرا مکان فلان محلہ
مین ہے - اور اس کے ماں باپ اور رشتہ کے لوگ بھی کیا ہی سنگدل
نکلے کہ اپنے عزیز کو ناحق دیکھتے دیکھتے سولی دلوادی اور اُف تک نہ کیا اور
عدالت و پولیس مین یہودی مولویون کے نام پر نالش نہین کی چپکے ہو رہے
ہمارے سادہ لوح علما یہ بھی کہتے ہین کہ وہ شبیہ حضرت مسیح کا خاص شاگرد
اور خاص حواری تہا کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون کو جمع
کرکے کہا کہ کون ہے کہ میرے بدلہ سولی پر چڑہے اور کل کے روز میرے
ساتھ جنت مین میرا ہمنشین ہووے ایک حواری کہڑا ہوا اور کہا کہ
مین ہون حضرت مسیح نے کہا کہ بیٹھ جا پہر مسیح نے اپنے سابق کلام کو
دہرایا ایک دوسرا حواری کہڑا ہوا اور کہا کہ مین ہون - فرمایا بیٹھ جا
پہر تیسرے بار اپنے کلام کا اعادہ کیا اس وقت ایک حواری اُٹھا اور
کہا کہ مین آپ کے بدلے سولی پر لٹکونگا - حضرت مسیح نے فرمایا ہان تو ہی

اس کام کے لایق ہو وہ شخص عیسی نبی کی شکل مین آگیا اور حضرت عیسی آگینہ وزن کے راستہ سے آسمان پر
چلے گئے انتہی کلامہم مین کہتا ہون کہ مذہب گناہ بیزار گناہ حضرت مسیح ناصری کی شان سے بالکل بعید
ہے کہ ایک بیگناہ بندہ کو سولی پر لٹکا کر اسکا خون اپنی گردن پر لین۔ توریت شریف کا مشہور مسئلہ ہے
کہ جو لکڑی پر لٹکے وہ ملعون ہے اور جسکو صلیب دے دیا جاوے وہ رحمت الہی سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جاتا ہے
پس حضرت مسیح توریت کے عالم ہو کر کیونکر ایک مومن بندہ کو سولی پر لٹکنے کی ترغیب دے سکتے ہین۔ اور جان
بوجھکر لعنتی موت کو گوارا کر سکتے ہین۔ آپ تو لعنتی موت سے گھبرائین اور رات بھر جناب الہی مین ایلی ایلی
لما سبقتانی کی دعا مانگتے رہین جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اے میرے رب کیون تو نے مجھکو چھوڑ دیا۔ تو
کیونکر ہمارا ایمان اور کیونکر ہماری عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہین کہ وہی نبی اپنی خاص امتی کو لعنتی موت کے
اختیار کرنے پر خوش ہو گیا۔ کوئی صلیب پر مرکر شیطان کا رفیق بن کر جنت مین رفیق مسیح بھی بن سکتا
ہے ع این خیالست و محالست و جنون۔ اگر ان روایات کو موضوع قرار نہ دین تو یہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان بچانے کے لئے ایک بندہ خدا کو
دھوکا دیا۔ اور ناحق اسے ملعون بنایا۔ اس ناپاک بے بنیاد اعتقاد پر نازان ہو کر مجیب صاحب فرماتے ہین
کہ یہہ مسلمانون کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے کہ جسکا منکر یقیناً کافر ہے۔ اور اسکی دلیل قطعی
یقینی صرف وقولہم انا قتلنا المسیح بن مریم رسول اللہ سے آخر تک ہے جسمین نہ شبیہ کا ذکر اور نہ
صعود الی السماء کا بیان اور نہ نزول من السماء کا پتا اور نہ لفظ حیات کا اشارہ قولہ اور یہ اور
قبل موتہ کے ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کرکے یہہ ترجمہ کیا ہے۔ اور اہل کتاب سے کوئی مگر یہ
کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسی پر اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسی ان پر گواہی دیگا"

اقول وعلیہ التوکل مجیب کے اس ترجمہ مین کئی اعتراض وارد ہوتے ہین۔

اعتراض اول۔ آیۃ کی تعمیم ملنداوان سے کہتہ ہی ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب

سالقین جنکو مرکر کوئی ہزار برس گذر چکے ہونگے مسیح پر ایمان لانیکے لئے قبرون سے اوٹھہ نہین سکے وھو قطعاً محال ہے صدہا آیات قرانی اس عقیدہ کی مخالف ہین ان مین سے ایک آیتہ یہہ ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون اور نیز وہ آیات بہی اسکی خلاف پر ہین جنمین دو موت کے امتناع کا ذکر ہی۔ اور اگر بلا وجہ آیتہ کو مخصوص صنف البعض قرار دین تو اس صورت مین بھی یہہ اعتراض دوم وارد ہوتا ہی اعتراض دوم تمام اہل کتاب یہود و نصاری کا حضرت مسیح کے وقت مین ملتہ واحدہ پر ہو جانا اور باہمی مذہبی جھگڑون کا تصفیہ اور باہمی بغض کا ارتفاع ممتنع ہے خدائی کی سچی کتاب سکے خلاف پر خبر دیتی ہے فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنے یہود و نصاری کے درمیان عداوت و بغض کو قیامت کے دن تک ڈال دیا ہی۔ اعتراض سوم وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی خدای تعالی فرماتا ہی اے مسیح بن مریم مین تیرے متبعین کو قیامت تک تیری منکرین (یہود) پر فوقیت دونگا۔ خدائی تعالی نے اس آیتہ مین اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے اور تجھے وعدہ دیچکا ہی کہ یہود کفر کے حالت مین قیامت تک ذلیل و خوار و ماتحت رہینگے۔ جب قیام قیامت تک انکے کفر کا سلسلہ غیر منقطع ہی تو تمام اہل کتاب اولین و اخرین مسیح کے نزول کے زمانہ کے موجودین کیونکر سب کے سب مسیح کو مان سکتے ہین۔ اعتراض چہارم مجیب نے اپنی اس رسالہ کے متعدد مقام مین یہ لکہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ نبی کے ہونے امتی پر ایمان لانا خدای تعالی نے کیونکر پسند فرمایا۔ اور امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ کی آیتہ مین کہین یہہ ذکر نہین فرمایا کہ امتی پر ایمان بھی

لانا کافی ہی۔ ایک جای تو کیا سارا قرآن اس ذکر سے خالی ہی اگر اپنے قول اول سی رجوع کرکے یہ کہو
کہ نہین وہ تو نبی ہین تو اسوقت یہہ اعتراض ہوگا۔ اعتراض پنجم۔ جب ساری ادیان مایق
خاتم الانبیا کے بعثت پر منسوخ ہوگئی اور ان الدین عند اللہ الاسلام اور من
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وغیرہ آیات کثیرہ اسپر دلیل محکم ہین تو
صرف عیسی نبی پر ایمان لانا یہود و نصاری کو کیونکر مفید ہوگا۔ بعض سادہ لوح ملا یہ کہتے ہین
کہ ایک نبی کا مان لینا ساری نبیون کی مان لینے کی برابر ہی ہم کہتے ہین کہ یہ دعوی محض بے دلیل ہی
تم نہین دیکھتی ہو کہ یہود حضرت موسی صاحب تورات کو نبی برحق مانتے ہین اور حضرت عیسی و محمد علیہم
الصلوۃ والسلام کے انکاری ہین کیا انکا ایمان عند اللہ مقبول ہوسکتا ہی اور نصاری حضرت عیسی کو
نبی برحق مانتے ہین تو کیا یہ انکے لئی مفید ثابت ہوگا۔ ہان البتہ خاتم الانبیا و خاتم الکتب پر ایمان
و انکی تصدیق ساری انبیای سابقین پر ایمان لانیکے برابر ہے۔ اعتراض ششم۔ مجیب نے اس آیت
سے اشارۃً نزول مسیح بن مریم صلعم کا ثبوت دیا تہا جسپر اعتراضات بالا وارد ہونیکے قطع نظر
آیات ثلثیات جو صراحتاً وفات مسیح پر دلالت کرتے ہین اس ترجمہ کے سخت مخالف ہین۔
اور وہ یہ ہین۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان
مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایۃ یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے
تمام رسول مرگئی ہین اگر یہ محمد مرجائین یا قتل کردیئے جائین تو کیا تم اسلام کو چھوڑ دوگے۔ جب
حضرت عیسی رسولون مین شامل ہین اور قطعاً ہین اور یہ آیت تمام ماقبل کی رسولونکی موت خبر دیتی
ہے تو اب مسیح رسول اللہ کے موت مین تردد کرنا خدای علیم و خبیر کی اطلاع دہی کی صریح تکذیب ہے
قد خلت بمعنی قد ماتت کے ہے جسپر افان مات او قتل کا جملہ قرینہ صارفہ ہے۔ (۲) وما
جعلنا لبشر من قبلک الخلد الایۃ یعنی ای محمد صلعم ہمنے تمہاری

پہلے کے کسی بشر کو زندہ قائم نہیں رکھا سب مر چکے ہیں جب جناب مسیح بشر ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے بشر ہیں تو انکی موت میں کیا شک ہے۔ یقیناً اس آیت کے حکم کے نیچے ہیں (۳) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یہ آیت سلسلہ نبوت کو محمد رسول اللہ پر ختم کرتی ہے اور تمام رسالت تشریعی کے انزال کو روکتی ہے پس جب مسیح رسول و نبی ہیں اور نزول وحی رسالت رسول کیلئے لازم غیر منفک ہے تو کیونکر خاتم الانبیاء کے بعد اپنی نبوت کو لیکر نازل ہو سکتے ہیں یہ آیت اور حدیث لا نبی بعدی نزول مسیح بن مریم کے اشد مخالف اور انکی وفات کے مجوز ہیں۔ خلاصہ کلام یہہ نکلا کہ مجیب کے ترجمہ آیت کو صحیح مان لیں تو اعتراضات مذکورۃ الصدر کے علاوہ قرآن مجید کی ان متعدد آیات سے جو بالصراحت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہیں صریح اختلاف لازم آتا ہے پس جبتک مجیب کے ترجمہ کی اصلاح نکریں تو کسی طرح اختلاف بین الآیات مرتفع نہیں ہوتا اور اعتراضات بالا کسی صورت سے اوٹھہ نہیں سکتے مولوی محمد بشیر بھوپالی الحق الصریح میں اسی ترجمہ پر زور دیا ہے۔ اور حیات مسیح کیلئے اس آیت کو قطعیۃ الدلالت ٹھیرایا ہے انہیں یہ خبر نہیں تھی کہ انکا ترجمہ بھی بڑے بڑے اعتراضات ونظائر کا مورد ہوا اور ان قباحتوں کا وقوع لیومنن بہ میں لام تاکید اور نون ثقیلہ کو زمانہ مستقبل کیلئے مخصوص تسلیم کرنیکے بعد ہے۔

ورنہ انکی نون ثقیلہ کی بحث کو تو حضرت امام الزمان اور مولوی محمد احسن صاحب نے بالکل خفیفہ کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ ضمیر بہ اور قبل موتہ کے مرجع میں مفسرین کا بڑا اختلاف ہے کوئی تو بہ کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹاتا ہے اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی اللہ تعالے کی طرف اور قبل موتہ کے ضمیر کو بعض مفسرین کتابی کی طرف لوٹاتے ہیں اور بعض حضرت مسیح کی طرف اور اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب کسی آیت و حدیث میں کئی احتمال پیدا ہو جائیں تو استدلال باطل ہے کسی طرح قطعیت اس سے حاصل ہو نہیں سکتی یہ مجیب کے ہٹ دہرمی

اور حق پوشی کو دیکھو کہ اسقدر احتمالات کے ہوتے ہوئے قطعی یقینی کا قائل ہو کر منکر نزول مسیح کو کافر قرار
دیتا ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ
انک انت الوھاب۔ اس قدر روشن دلائل پر اگر کوئی کو باطن کسی صحابی یا تابعی کی رائے پیش کرے
تو اسے ہم ابو الحمقا کے خطاب سے یاد کرینگے۔ ہمیں چندان ضرورت نہین کہ ایسی قوی بینہ کے ہوتے یہ
بھی کہیں کہ اصول کی کتابون مین لکھا ہے کہ فہم صحابی حجت شرعی نہین ہے۔

مفسرین کی رائے پر ایک سرسری نظر

بعض مفسرین نے بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح کو ٹہرایا ہے۔ اور اسیکو
احسن سمجھا ہے۔ لیکن ابہی آپ دیکھ چکے ہین کہ کسقدر اس ترجمہ ورائے پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور
بعضون نے بہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قران مجید کو ٹہرایا ہے اور موتہ کی ضمیر کو
کتابی کی طرف لوٹائی ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے ہین کہ اہل کتاب مین سے کوئی ایک بہی نہین ہے کہ
اپنے مرنے سے پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتا ہو یا قران پر ایمان نہ لاتا ہو۔ اس ترجمہ مین یہہ نقص
ہے کہ ہمارے رات دنکا مشاہدہ ہے کہ ہزارون یہود و نصاری مرتے ہین مگر کبھی نہین سنا اور نہ دیکھا
کہ مرض الموت مین رسول اللہ صلعم و قران شریف پر ایمان لانا انپر ضروری ہوا ہو۔ پس یہ ترجمہ
مشاہدہ کے خلاف واقع ہے اسلئے غلط ٹہرا۔ ورنہ کلام الٰہی کی پیشگوئی مین تردد پیدا ہوتا ہے جسکا انجام
برا ہے اور بعض مفسرین بہ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف لوٹاتے ہین اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف یہہ ترجمہ بہی
مشاہدہ کے خلاف واقع ہونے کے سبب غلط ہے کیونکہ ہزارون یہودی مرتے ہین اور مرتے وقت ایک بہی مسیح پر
ایمان لاکر نہین مرتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب تمام تراجم مختلف اعتراضات کے پیش ہونیکے سبب
مخدوش و غلط نکلے تو پہر اسکا صحیح ترجمہ جسپر کسی قسم کی حرف گیری نہو متعین کرنا چاہیئے۔ سو اسکا جواب یہ ہے

اس آیۃ مین بہ کی ضمیر قتل کی طرف راجع ہوا اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹتی ہی۔ اب سوقت آیۃ شریف
کا ترجمہ ہوگا کہ اہل کتاب مین سی کوئی نہین کہ اپنی مرنیکے پہلے مسیح کے قتل پر ایمان اور یقین نرکہتا ہو۔
غور سی دیکہو کہ یہ ترجمہ کسقدر صاف ہے اور کیسا مشاہدہ کے موافق ہی یہودیون کو یقین ہی کہ ہمنے مسیح کو سولی پر
لٹکا کر قتل کیا اور معاذ اللہ ملعون کرکے چھوڑا۔ کیونکہ توریت مین لکہا ہی کہ جو لکڑی پر لٹکے ملعون ہے
صلیب پر مرنے والا مردود ہوتا ہی اور نصاری کو بہی یقین ہی کہ مسیح سولی پر قتل ہوا مگر آپ اپنی جان
دیکر ہم سبکی طرف سے کفارہ ہو گیا مگر انکا یہ یقین صرف مرنے تک ہی بعد مرنیکے امر حق منکشف ہو جائیگا
کیونکہ تمام ادیان کا اتفاقی مسئلہ ہی کہ سارے جہگڑے اور سارے اختلافات یہین رہین بعد مرگ امر حق
آنکہون کی سامنے ہو جاتا ہی کسیکو کچہہ شبہ باقی نہین رہتا اور دیکہو ان الذین اختلفوا فیہ
لفی شک منہ ما لہم بہ من علم کی مفرد ضمیرین بہی قتل ہی کی طرف لوٹتی ہین اور آیۃ کا
آغاز بہی قتل ہی سی ہوتا ہی۔ زیادہ صفائی بیان کیلئے ہم چاہتے ہین کہ ماقبل کی پوری آیۃ لکہکر اسکا ترجمہ
کردین تاکہ سیاق عبارت سے مفہوم کلی بوضاحت منکشف ہو جائے۔ وہی ہذا وقولہم انا قتلنا
المسیح ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان
الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما
قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اہل الکتاب
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا پارہ ۶ سورۂ نساء رکوع ۲۳ ترجمہ یہود کے
اس بات پر غور کرو کہ وہ کہتے ہین کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے رسول اللہ کو قتل کر ڈالا حالانکہ انہون نے
نہ اسکو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن البتہ انکے پاس مسیح کالمقتول کالمصلوب تو ضرور ہوا یا یون کہو
کہ مسیح مشابہ بالمقتول بالمصلوب تو ضرور ہوا۔ اور جو لوگ مسیح کے قتل پر اختلاف کرتے ہین تو وہ اس بات مین
شک مین ہین انکے پاس اس قتل کا یقینی علم نہین ہے مگر وہ گمان کی پیروی کرتے ہین۔ اور بالیقین یہودیون نے

عیسی کو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالے نے طبعی موت دیکر اوسکو اپنی طرف اوٹہا لیا یعنی اوسکو رتبہ کو بلند فرمایا اور اللہ
غالب اور حکیم ہی اور کوئی بہی اہل کتاب نہین جو مسیح کو قتل پر اپنی موت سے پہلے پہلے ایمان نرکھتا ہو اور یقینی نہ تہا
یعنی اللہ تعالے نے فرماتا ہی کہ اسکی آ با وجودیکہ ہمنے ظاہر کردیا کہ اہل کتاب نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب سے مارا
مگر یہ لوگ ایسی شیر النفس مین کہ اپنی پہلی بات پر ایمان رکہتے چلے جاینگے کہ مسیح مقتول ہوا مسیح مصلوب ہوا اور انکی
یہہ ضد صرف موت تک ہے مرنے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ اصل واقعہ کیا تہا۔

قوله مسئلہ ثانیہ اوس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اوترنا یعنی
دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا
دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی مدد کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے
جسکا منکر گمراہ خاسر بدمذہب فاجر دلیل اسکی احادیث متواترہ واجماع اہل حق ہے۔ **اقول** وبہ
نستعین قرب قیامت مین آسمان سے اوترنا کہان سے ثابت کیا اگر آیۃ **وان من اهل**
الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته سے کیا ہی تو ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ ابہی ہمنے
آپکے ترجمہ کا خاکہ اوڑا یا ہی اور اسکے ساری تانی بانے کو اودہیڑ کر رکہہ دیا ہی۔ اور اگر ان حدیثون سے
ثابت کیا ہی جنمین لفظ نزول آیا ہی تو ہمارے مقدمہ ثانیہ مبحث نزول کو بغور دیکہیے۔ اگر آپ مین
انصاف وغیرت کا مادہ ہوگا تو بار دیگر نزولی حدیثون پر پنجہ نہ مارینگے۔ حضرت مسیح ناصری کا دوبارہ
دنیا مین تشریف لانا محال عقل ونقل ہی۔ خدا کی حکیم کتاب قولی صحیفہ مردے کو دوبارہ لوٹنے سے روکتا ہی
دنیز فعلی صحیفہ جسکا دوسرا نام قانون قدرت وصحیفہ فطرت ہے اسکا سخت مکذب ہے۔ ابہی ہم اسکی تمام
ابحاث **مالها وما عليها** سے فارغ ہو کر آپکو منزل تک پہونچا آتے ہین۔ جب بخیال شما
خدا تعالےٰ نے تمام انبیا کرام سے دنیا مین دوبارہ آکر دین محمدی کی نصرت کا اقرار لیا ہی تو پہر کیا وجہ ہے
تیرہ سو برس گذر گئے کوئی نبی اپنی اقرار کو پورا کرنیکے لیے نہ قبر سے نکلا اور نہ آسمان سے اوترا

کیا آپ ان بزرگوارونکو خلاف الوعد سمجھتے ہین آپکے نزدیک تک حضرت عیسی ہی صادق الوعد ہین
جنکے نزول و نصرت اسلام کا آپکو یقین ہے۔ ایسی عجیب اس بیہودہ خیال اور ناپاک عقیدہ سے
توبہ کر مقربان الہی کی ساتھہ تیری یہ بدظنی تیری سوء خاتمہ کی پہلی منزل ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ وضاحت
سے آیندہ چلکر کرینگے۔ ایسی نزولی حدیث اور رجوع موتی الی الدنیا کے بے اصل و کمزور رسن
کے بل آپ بہت ہی اچھل رہے ہین اور اسکے منکر کو گمراہ خاسر بدمذہب فاجر قرار دیرہے ہین۔ ہمارے
مقدمات ثلثہ و دیگر ابحاث ماسبق کو عینک لگا کر دیکھو۔ اگر حیا کا مادہ کچھہ باقی ہے تو آیندہ ایسی جرأت ہرگز
نکروگے۔ ثالثاً یہہ بتلائیے کہ نزولی حدیثون مین کون کون سی حدیث متواتر ہین۔ کیا آپ ثابت کرسکتے
ہین کہ مسیح کی نزولی احادیث محدثین کی اصول کی رو سے تواتر باللفظ ہین۔ اگر بالفرض تواتر
کے رتبہ کو پہونچ بھی جائین تو آپکو اس سے کیا فائدہ البتہ ہماری لئے مفید ہے۔ اسلئے کہ صعود و نزول جسم
عنصری کتاب و سنت کے رو سے ممتنع ٹھہرا تو اسکے لئے ماتم ہی ماتم ہے اور ہماری پانچون انگلیان گھی مین
رابعاً یہہ فرمائیے کہ اجماع کا رتبہ کتاب و سنت کے پہلے ہے یا پیچھے جب ہر دو واجب التقدیم نے مسیح کی موت کا
فتوی دیدیا ہے تو اجماع کا ذکر ان دونوکے برخلاف علم اصول کے عدم علم کا نتیجہ ہے اس کی خبر کو اتنا بھی نہین
معلوم کہ پیشگوئیون کو اجماع سے کیا تعلق جنکا وقوع محض خدا کی اعلام پر موقوف ہے نہین معلوم کہ انکا وقوع
ظاہر الفاظ مین ہوتا ہے یا استعارہ کی رنگ مین۔ حق بات تو یہہ ہے کہ اس بیچارے کو پیشگوئیونکے حالات سے مطلق
خبر نہین ہے کتب صحاح مین جن جن پیشگوئیون کی وقوع کا ذکر آیا ہے اگر اب بھی انہین تدبر سے کام لے تو مرحلہ
باسانی طے ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ عالیہ حقہ کی تصانیف بھی اس عقدہ کی حل مین مفید ثابت ہوئی
ہین۔ اگر کوئی حق کا طالب ہو۔ ہرگاہ کہ رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے روز حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر و آیتہ کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی استدلال سے
تمام صحابہ کرام جملہ رسل کی موت کی اقرار کے ساتھہ حضرت مسیح بن مریم صلعم کی موت کی بھی تصدیق کرچکے

ہیں تو ہر انکی حیات جسمانی و صعود آسمانی پر اجماع کا دعویٰ محض بے بنیاد ہے۔ اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ صحیح یہ ہے حسب بیانات صحابہ کرام کا اتفاق و اجماع زیادہ خواہ مسیح ناصری کے موت کا مسئلہ پر تو بیجا نہ ہوگا امام مالک موت کے قائل محدث شہیر ابن حزم موت کے قائل ابن تیمیہ موت کے قائل ابن قیم حنبلی وفات کے قائل امام بخاری موت کے قائل امام ابو حنیفہ حیات سے ساکت امام شافعی حیات سے ساکت امام احمد حیات سے ساکت امام محمد حیات سے ساکت امام ابو یوسف حیات سے ساکت امام زفر حیات سے ساکت امام سفیان ثوری حیات سے ساکت امام اوزاعی حیات سے ساکت ابن معین حیات سے ساکت ابن عیینہ حیات سے ساکت دیگر ہزارہا تابعی و تبع تابعی حیات سے ساکت تو پھر کہو کہ مسئلہ حیات پر اجماع کہاں سے ہو گیا۔ تو شرم کرو کچھ تو خوف خدا چاہیئے۔ جاننا چاہیئے کہ جیسے لفظ ابن مریم یا عیسیٰ کی لفظ سے قطعاً عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف نبی تھے مراد لی ہے اور لفظ نزول سے نزول من السماء یقین کر کر صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۳ تک تینتالیس احادیث نقل کی ہیں۔ درحقیقت مجیب کو ان دو لفظوں کے سمجھنے میں سخت دھوکا ہوا ہے اسلیئے ہمنے مقدمہ اولی و ثانیہ میں اس بحث کو بتفصیل تمام لکھا ہے جسکو دیکھنے کے بعد اگر تعصب بیجا نہو تو پوری تسکین حاصل ہو جاتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مجیب میں تحقیق کا مادہ باقی ہوتا اور کورانہ تقلید اسکے سدراہ نہوتی تو حدیث اول مابہ البحث کے فیصلہ کیلئے کافی تھی۔

قولہ - حدیث اول صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** کیا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کرینگے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ یعنی اسوقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین و یاور ہیں اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اقول - لفظ امام سے امام مہدی تصور کرنا مجیب کی خوش فہمی ہے اور امامکم منکم کو جملہ مستقلہ خیال کرنا سراسر جہالت ہے اور کیف جو استفسار احوال کیلئے آیا کرتا ہے اس سے اظہار خوشی و فخر کا معنی

استنباط کرنا حضرت مجیب ہی کا کام ہے۔ اس حدیث کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ اے امت محمدی تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم مین ابن مریم کا نزول و بعثت ہوگی اور وہ تمہارا امام و رقم مین سے ہوگا۔ چونکہ ابن مریم کے لفظ سے بنی اسرائیل کا التباس کا خوف تھا اسلئے جناب خاتم المرسلین نے منکم کا لفظ بڑہا کر تفہیم کی کہ وہ بنی اسرائیل کا نبی عیسی ابن مریم نہین ہے وہ تم مین سے ہے جسکا لقب ہم نے ابن مریم رکہا ہے پس واماماکم منکم یا جملہ حالیہ ہے یا جملہ مفسرہ ہے اور اگر ماقبل کیلئے اس واؤ کو واؤ عاطفہ قرار دین تو اہل مسلم کی وہ صحیح روایت جسمین فامکم منکم ہے اسکا اہمال و ابطال لازم آتا ہے اور یہ صریح باطل ہے اسلئے کہ امکم کی ضمیر کا مرجع سوائے لفظ ابن مریم کے جو قبل مذکور ہے دوسرا کوئی لفظ نہین جسکی طرف یہ ضمیر پہر سکے اور اسکا مسمی امام مہدی قرار پاسکے اور بات تو یہ ہے کہ امام مہدی کا ذکر صحیحین مین ہرگز نہین آیا اور مسلم کی تیسری حدیث مین فینزل عیسی بن مریم فامہم موجود ہے جسکو خود مجیب نے بہی صفحہ ۱۱ آخر سطر پر لکہا ہے۔ پس یہ دو حدیث جنمین امّ بصیغہ ماضی اور اسکی ضمیر کا مرجع قطعاً ثابت کا لفظ ابن مریم یا عیسی بن مریم ہے لا غیر حسب اصول حدیث انکا تقاضا ہے کہ تطبیق کی کوئی راہ نکالی جائے اور بجز اسکے کوئی راہ توافق و تطابق بین الاحادیث ممکن نہین کہ اماماکم منکم سے واؤ کو حالیہ یا تفسیریہ یا صفتیہ قرار دیکر یا قبل کی لفظ ابن مریم سے متعلق کردیا جاوے ورنہ تخالف بین احادیث صحیحین ہے یہی وقیعی ہے مجیب نے اپنی لفاظی سے چاہا تہا کہ امر حق در پردہ ہوجاوے اسلئے اماماکم کے لفظ سے امام مہدی مراد لیکے حضرت عیسی کو انکا مقتدی قرار دیا تہا مگر بقول مشہور الحق یعلو ولا یعلی اور بقول کسی کے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ خود ہی اسکے قلم سے امر حق کا ثبوت اور اپنی پہلی رائے کی تکذیب ظاہر ہوگئی۔ چنانچہ صفحہ ۱۶ تحت حدیث سوم لکہتا ہے اذا اقیمت الصلوة فینزل عیسی فبیناہم یعدون للقتال یسوون الصفوف نزل عیسی بن مریم فامہم الحدیث یعنی شام مین مسلمان وہان سے قتال کی تیاریان کرینگے صفین برابر کرتے ہونگے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسی بن مریم نزول فرماوینگے انکی امامت کرینگے۔

سے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد - خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است - صحیحین کی حدیثین
صاف بتلا رہی ہین کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہوگا - دوسرے کی انتظاری سراسر بے سود ہے - و نیز بہہ
احادیث قران مجید کی ان کثیر التعداد آیات سے بالکلیہ مطابق و موافق ہین جنمین بصراحت وفات مسیح
بن مریم کا ثبوت پایا جاتا ہے اور ہم انکا ذکر باختصار کچھہ پہلے ہی کیا ہوا اور کچھہ آیندہ بھی کرینگے
قولہ جواسی (دجال) کو مانینگے اونکے لئے بادل کو حکم دیگا برسنے لگیگا زمین کو حکم دیگا کھیتی
جم او ٹھیگی جو نہ مانینگے اونکے پاس سے چلا جائیگا اون پر قحط پڑ جائیگا تہیدست رہ جائینگے
ویرانی پر کھڑا ہو کر کہیگا اپنے خزانی نکال خزانی نکلکر شہد کی مکھیونکی طرح اسکے پیچھے ہولینگی پہر ایک
جوان ہٹے کٹے ہوئے جسم کو بلاکر تلوار سے دو ٹکڑے کریگا دونون ٹکڑونکو ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھکر
مقتول کو آواز دیگا وہ زندہ ہو کر چلا آئیگا دجال العین اسپر بہت خوش ہوگا ہنسیگا -
اقول تمام عقائد کی کتابون مین لکھا ہے کہ خاصہ ذات باری مین کسی نبی و ولی دیوپری کو
شریک کرنا شرک جلی ہے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - مگر آج مجیب صاحب کی تحریر سے
معلوم ہوا) کہ دجال العین کو خدا کی خدائی مین پوری شرکت در پوری مداخلت ہے اور حیات
مجیب بلوی اسپر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے - کیون نہو جب باعتقاد مجیب بارنا چلانا پانی کا
برسانا قحط کا وارد کرنا اسکے قبضہ مین ہے اور سارے آسمان و زمین و ما فیہما اسکے تابع ہین
یہ لفظ پرست کور باطن علما اتنا نہین سمجھے کہ آدم سے خاتم تک جب کسی کامل انسان فرستادہ الہی
کو ان صفات خاصہ مین سے کچھہ بھی حصہ نہ ملا تو کیونکر عقل اسبات کو باور کر سکتی ہے کہ ایک کافر لعین
الوہیت کے خواص مین حصہ پانیکا مستحق ہو سکتا ہے بلکہ خدا اسکو کہین کی جمیع صفات کہا لیہ بلا استثنا
بالکل دیدئے ہین جب ایمان و اعتقاد کی رو سے دجال العین ان تمام صفتون سے متصف ہے تو بتلاؤ اسکی
خدائی مین کیا کسر باقی رہگئی ہے جسکو آپ سمجھہ بیٹھے ہین کہ اسکو غیر حق عبادت شرک ملعون کا
خطاب دیتی ہو ایک طرف تو اسکی خدائی ثابت کر دو دوسری طرف اسکو ملعون کرکے پکار و ندا

تھی عجب کیا خدا بھی خدائی کسی کو دے سکتا ہے۔ اگرچہ اسکے خدائی کی تقسیم جائز ہو سکتی تو سارا ارتباط
اسکی کا تجھتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا جیسا بھی تھا۔ ہاے عقل کے اندھو لیفتہ تم سے
خدا ہی ذوالجلال والاکرام کی جلالت کی شان کی ساتھہ اسرار نبوت دجال کے سر پر رکھدیا الوہیت
کا تاج مرصع رکھکر محمد خاتم المرسلین حبیب رب العالمین کی تحت ہی سخت توہین کی۔ کیا تمہارا ایمان
ہے کہ ان باتوں میں ہم ایک ہی رسول اللہ ہی کی سی شان اور اپنی توحید میں تماشے
اور اپنا شرک خشک عقیدے کے ترک پر آیت ملامت کرتے ہیں۔ ہم مولوی صاحب سے تو شاید
سچ کہو کس کی تقلید ہے۔ اگر کہو کہ حدیثوں میں ایسا ہی آیا ہے ہم کہتے ہیں کہ بعض راویان تقلید
اور اکثر احادیث اسی مانی اور اسرار عقاید کی مخالفت و مکذب ہیں تو ان دجالی حدیثوں میں
ایسی تاویل کیوں نہیں کرتے جو کسی ستارہ تمہارا وسیلہ نہیں اور آپکا ایمان ثابت رہے
ورنہ اس ناپاک عقیدے کے ہوتے ایمان باللہ کسطرح آپکے دلمیں ٹہر نہیں سکتا ہے۔ احتیاط ضد میں ہوا ہے اور
ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ پیشگوئی کی احادیث میں استعارہ بہت غالب ہے جبتک انکا وقوع نہ ہوئے تو
انہیں علم الٰہی کے سپرد کرنا چاہیے اسلیے کہ۔ الغیب عند اللہ لا یعلمہ الا اللہ۔ ہم نصیحۃ للہ
یاد دلاتے ہیں کہ جو پیشگوئیاں باتفاق محدثین پوری ہو چکی ہیں اسپر ایک غائر نظر ڈالا جائے
نہایت سودمند ہوگا۔ اور اگر آپ ان دجالی احادیث میں تاویل صحیح کو جائز نہیں رکھتے اور اسکے
ظاہری الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں تو آپ نصوص قرآنیہ اور خاتم الانبیا کی تئیس ۲۳ سالہ کارروائی اور
اسکی سبقاً سبقاً توحیدی تعلیم اور اسکی اشاعت میں ہزارہا مصیبتوں کا اٹھانا جنکی صحت تواتر کے
اعلیٰ درجہ کو پہونچی ہوئی ہے یہ واجب التعظیم امور کی عزت کی نگہداشت اس بات کی مقتضی ہے کہ ان
خلاف توحید مجسم شرک جالی حدیثوں کو موضوعات کی جسٹر میں درج کر دیا جائے اور پکار کر کہدیا
جائے کہ یہ الفاظ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں نکلے کسی جعل ساز
شرک دوست کی یہ ساری کارروائی ہے۔ پھر بھی ہم انکو ایک قضیہ مسلم الاعمال خیر من الاہمال

یاد دلاکر ان حدیثون کی تاویل کی طرف توجہ دلائی ہی تا کہ صحیحین وغیرہ کی روایات اس ناہموار نسبت سے
محفوظ رہین اور امام بخاری و مسلم وغیرہ کی جلالت شان پر کسی نکتہ چین کو دہبا لگانیکا موقع نملے
یاد رہی کہ ہماری مولوی صاحب اور انکی ہم خیال حضرات کا دجال کی ساتھہ یہ بھی عقیدہ ہی کہ وہ
ایک شخص ہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اب تک زندہ ہی اور تمام خدائی خواص اسکے
اندر مضمر ہین سو جاننا چاہیی کہ دجال مشتق ہی دجل سی جسکی معنی مکر و فریب اور حق کو باطل کے ساتھہ
خلط ملط کرنیکے ہین اور دجال اس گروہ کو کہتی ہین جسمین یہہ اوصاف موجود ہون اور اسی معنی کے
لحاظ کرتے حدیثون مین بہی ۔ دَجّالون ثلثون آیا ہی پس پادریان نصاری کی باعتبار نوعیت
شخصی دجال اکبر ہین اسلئے کہ اسی گروہ نی ناپاک مسئلہ تثلیث و کفارہ کی ثبوت اور یسوع مسیح کو اللہ اور
ابن اللہ متوالی مین ناخنون تک زور لگایا ہی جسکی ابطال کیلئے قرآن شریف اپنی پرشوکت
الفاظ مین یون فرماتا ہی کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوی اور زمین چر جاوی اور پہاڑ ریزہ ریزہ
ہوکر اڑ جائین اس بات اور اس اعتقاد سی کہ کسیکو خدا اور خدا کا بیٹا ٹہرایا جاوے اور کافر ہین وہ
لوگ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتی ہین ۔ بخاری و مسلم وغیرہا کتب صحاح سی بصراحت معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت ہوگا کہ دنیا کا اکثر حصہ صلیب کے پرستارون اور اسکی حامیون کے
وجود سی بہر جاوے اور یاجوج و ماجوج (جس سی مراد روس و انگریز ہین) اپنی پوری حکومت و تسلط کے
ساتھہ خروج کر چکی ہون اور انہین حدیثونکی کتابون مین یہ بہی لکہا ہی کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت
ہوگا کہ دجالی فتنہ حرمین شریفین کی سوا تمام روی زمین پر پہیل جاوے اور اسکی حکومت کی ہاتھہ کے
نیچی ساری زمین مشرق سی لیکر مغرب تک (باستثنائے ہر دو حرم) مسخر ہو جاوی بلکہ باعتقاد
شما آسمان و زمین دریا شمس و قمر و سحاب و نجوم وغیرہ و ما فیہن مین اسکا پورا تسلط پایا جاوے
پس جبتک پادریان نصاری کو دجال اکبر نہ قرار دیا جاوی تو ہرگز کسیطرح یہہ احادیث تخالف
و تناقض کی پنجہ سی نجات نہین پاسکتی ہین اور ممکن نہین کہ بدون اس صحیح توجیہ کے کوئی راہ
بین الاحادیث المختلفہ کے توافق کیلئے نکل آوی ۔ کیا یہہ امر

عندالعقل جائز ہوسکتا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسی وقت میں ہو کہ دجال اکبر کا فتنہ اور اسکی خدائی حکومت ساری زمین پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو اور اسی زمانہ واحد میں حامیان صلیب کی بھی زمین پر پوری سلطنت و پورا تسلط پایا جاے دو متضاد حکومت کا قیام ایک خاص مقام پر ممتنع العقل ہے۔ ہاں ایک صورت میں ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول دنیا میں دوبارہ دو مختلف وقتوں میں تسلیم کیا جاے مگر یہ رائے تمام اہل اسلام اور تمام کتب الہیہ اور احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ اسلیے کہ نزول مسیح موعود دیکبار قرب قیامت کے لئے علامت کبریٰ ہے اور ایسا ہی خروج دجال اکبر و اشاعت مذہب صلیبی۔ قرب قیامت کی علامات کبریٰ ہیں احفظہ فانہ **ینفعک** ۔ ان روشن دلائل سے اگر کوئی دل کا اندھا سوجھا نہو اور دجال کے وجود شخصی اور اب تک اسکی زندگی پر ایمان رکھتا ہو تو ہم اسکو بخاری و مسلم کی سو برس والی حدیث (جسمین ذکر ہے کہ رسول اکرم حلفاً فرماتے ہیں کہ آج سے لیکر سو برس تک کوئی متنفس زمین پر زندہ نہیں رہیگا) کی رو سے دجال کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ و نیز وہ آیات جن سے وفات مسیح بن مریم ثابت ہوتی ہے مسیح و دجال کی موت کیلیے بھی کافی ثبوت ہیں۔ و نیز وجود شریک باری تعالیٰ کا عقلاً و نقلاً محال ہونا اس دجال کے وجود و خروج کو قطعاً ممتنع و محال ٹھیراتا ہے کیا خدا تعالیٰ کی غیرت اک لحظہ کیلیے پسند کر سکتی ہے کہ کوئی انسان خدائی احکام و خدائی سلطنت لیکر دنیا میں قدم رکھ سکے دیکھو اس غیور خدا کا ارشاد اپنی کتاب میں یوں ہے **ولا یشرک فی حکمه احدا** ۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے حکم و قضا و قدر میں کسیکو ساجھی نہیں ٹھیراتا ہے۔

. . . .

. . . . سمجھ لیں کہ کیسا موہوم ہے کہ یہ ظاہر پرست اور قرآنی علوم سے بے خبر لوگ ہماری ساری مخلوقات میں سے خدا کی الوہیت و ربوبیت میں شریک و ساجھی رہنے کیلیے صرف دو شخصوں کو منتخب کیا ہے ایک [illegible] کو غیب بندوں میں دوسرے

مسیح دجال کو شہر بندون مین اور اس ذریعہ سے در پردہ انہون نے نصاریٰ کا ہاتھ بٹایا ہے
اور تثلیث کے نجس عقیدہ کو اسلامی صحیفہ مین درج کر کے توحید باری عز اسمہ کے
استیصال کا ارادہ کیا ہے اور نصاریٰ کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی تثلیث کے صحت پر
اس اسلامی تثلیث کو نظیراً پیش کر سکین۔ استغفر اللہ ربی من
کل ذنب واتوب الیہ۔

قولہ۔ وہ دمشق کے شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرماینگے دو کپڑے ورس و زعفران
سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتون کے پرون پر ہاتھ رکھے۔

اقول۔ مجیب کو ابتک خبر نہین کہ قادیان دمشق کے شرقی جانب ہی پر واقع ہوا ہے۔ دیکھو
نقشہ جغرافیہ۔ مجیب نے یہ سمجھ کر کہا ہے کہ دمشق کے اندر یہ نزول ہوگا کاش اس حدیث پر تدبر سے
ایک نگاہ کی ہوتی الفاظ حدیث اسکے مدعا کے خلاف ہین اور بتا جاتا ہمارے موافق ورس و زعفرانی
لباس شرع محمدی مین مردون کیلئے ممنوع ہین تو عیسیٰ مسیح کے لئے لباس کا استعمال اس بات کی
دلیل ہے کہ وہ دین محمدی پر نہین آینگے۔ اپنی روش پر تشریف لاوینگے اور یہ آیت قرانی
اسکی تائید کرتی ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ۔
یعنی ہمنے تمام رسولون کو مطاع و مقتدی بنا کر بھیجا ہے امتی و مقتدی بنکر رہنا انکی شان سے
بعید ہے۔ جب اسکی پہلے اس بات کی تشریح ہو چکی ہے کہ نزول سے مسیح کی پیدائش و بعثت سے و رفع الی
اللہ سے مراد قربت الٰہی ہے تو پھر دمشق کے منارہ پر حضرت ابن مریم کا نزول آسمان سے ایک بے بنیاد خیال
ہے اور ہم یہی حدیثون سے ثابت کر آئے ہین کہ مسیح موعود اسی امت محمدی مین پیدا ہوگا اب یہ سوال
پیدا ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود محمدی معصفر و مزعفر لباس کو کیونکر زیب تن کر سکتا ہے سو اسکا جواب یہ ہے
کہ یہ تمام کشف و رویا ہین اور تعبیر الرویا مین لکھا ہے کہ جب کسی پر زرد لباس خواب مین آوے تو اسکی
تعبیر یہ ہے کہ وہ بیمار ہوگا۔ بحمد اللہ آج سارے عالم پر ظاہر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب دو زرد
چادرون مین لپٹے ہوئے ہین جس سے رسول اللہ معجز مقال صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بوجہ تمام

پوری ہوئی ور جسمین مسیح موعود کی نسبت لکھا ہی کہ وہ زرد چادرین پہنے ہوئے اترینگے اور دو زرد چادرون سے مراد ہی اور ایک تیسری چادر جس سے ذیابطیس کی بیماری ہمراد ہی اور یہہ دو بیماریان انکی لازم حال پڑی ہوئی ہین اکثر انکو دوری ہوتی رہتی ہین فرشتون کے بازون پر ہاتھ رکھکر اترنے مین کئی اشکال وارد ہوتے ہین اول یہ کہ فرشتون کو تمام انسان کا دیکھنا خلاف نص قرآنی ہی جب افضل رسل کے مبارک عہد مین صحابہ کرام نے باین چشم نہ دیکھا تو مسیح کے وقت مین کیونکر امید ہو سکتی ہی دوسرے انکی پیٹہ پر ہاتھ رکھکر اترنا خلاف دستور ہی اصل یہ ہی کہ جناح بمعنی بازو کے جسکا یہہ معنی ہوا کہ مسیح موعود دو ملکی سیرت انسان کے کندھون پر ہاتھ رکھے ہوئے مبعوث ہوگا۔ اسکی تائید بخاری کی ایک روایت مین ملتی ہی جسمین بجائے ملکین کے رجلین آیا ہی اس توجیہہ کے بغیر توافق بین الاحادیث غیر ممکن ہی اور اس روایت پر بھی غور کرو وان الملئکة لتضع اجنحتها لطالب العلم کہ فرشتے طالب علم کیلئے اپنے بازون کو بچھاتے ہین اور طالب علم اوسپر چلتا ہی اگر تمہین نظر نہین آتا اور درحقیقت نظر نہین آتا تو کسی طالب علم سے پوچھہ دیکھو۔

قولہ کسی کافر کو حلال نہین کہ انکی سانس کی خوشبو پاوے اور مر نجاوے اور انکا سانس وہانتک پہونچیگا جہانتک انکی نگاہ پہونچیگی۔

اقول مجیب نے تجدید دین نفس کا ترجمہ انکی سانس کی خوشبو پالی گیا ہی مگر یہہ حقایق سے بے نصیب الفاظ پرست کو اتنا نہ سوجہا کہ جو خوشبو ناک مین جا پہونچتی ہی ہلاک ہی کر ڈالی تو کیا وہ عند العقلا ہم قاتل سے کم رتبہ رکھہ سکتی ہی اسکو تم خوشبو کہو یا معطر کہو جب اسمین ایسی خواص موجود ہین تو بدبولی سے ہزار درجہ بدتر ہی اے ہر جگہہ ظاہری الفاظ پر اڑنے والو تمہاری ظاہر پرستی نے ایک برگزیدہ مسیحا نفس کی پاک سانس کو کالے ناگ سے بھی زیادہ زہریلہ قرار دیدیا۔ اسلئے کہ کالے کا زہر جب چڑہتا ہی کہ وہ کاٹ کہائے مسیحا کی سانس کا زہر ایسا قوی الاثر ہی کہ جہانتک اسکی نظر پہونچے زہریلی سانس اسکے ساتھہ ساتھہ اللہم انی اعوذبک من اہانة الانبیا والاولیا اب آؤ ہم سے اس حدیث کا مطلب سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مسیح موعود کی علامت ایک یہہ بھی ہی کہ کافر

اسکے دم سے مرینگے۔ اسکی دو توجیہ ہین ایک یہ کہ اسکی تقریر و تحریر سے سارے کفار اور تمام ادیان غیر اسلام ہلاک ہوجائینگے
ایک یہی ایسا ہوگا کہ مسیح اُس وقت کے سامنے ٹہیر سکے سارے دنیا کے قلم اسکے قلم کے سامنے ختم ہوجائینگے۔ کیا یہہ پیشگوئی مخبر صادق کی
حضرت مرزا صاحب کے حق مین پوری نہین ہوئی۔ دوست تو دوست دشمنون سے پوچھو وہ بھی یہی کہینگے کہ آج
روئے زمین مین حقائق الہیہ و معارف فرقانیہ اور اسلامی صداقتون کے اثبات کیلئے صرف مرزا غلام احمد کے ہاتھہ
مین قلم تہا اگر یہہ بہی تعصب سے نکواند نا منکر دیا ہو دوسری توجیہ یہ ہے کہ مسیح موعود کے دم سے یعنی اسکی بد دعا سے دشمن دین اسلام ہلاک
ہونگے۔ لیکھرام پشاوری کو دیکھو کہ کسطرح اسکی بد دعا سے مرا عبد اللہ آتہم عیسائی پر نظر کرو کہ کسطرح اسکی بد دعا سے زیر زمین ہوا مرزا احمد
بیگ ہوشیارپوری جو راست بازونکا دشمن تہا غور کرو کسطرح اندر میعاد مقررہ کے دنیا سے چلبسا دیا نند سرستی و سر
سید احمد خان و حمید اللہ پشاوری و عبد العزیز لدہیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور انکے اہل بیت کے جانگاہ
حادثہ پر ایک نظر ڈالو عبد الحق غزنوی کے دونون ہاتہون کو دیکھو کہ کسطرح بیکار ہوگئی ہین اور غلام دستگیر قصوری
اور محمد اسمعیل علی گڈہی کے سچے واقعات اشتعار کو بد سے پڑہو جو انکی کتابون مین درج ہین کسطرح ان دونو
نے اشتعار شائع کرکے اور جو دیکہا ہلاک مرکے مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگادی۔ اس حدیث پر غور کرنے سے ایک
اہم مسئلہ کا فیصلہ باسانی ہو سکتا ہے کہ مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی نے یہہ معجزہ دیا تہا کہ اگر کسی مرد
پر دعا کرین تو اعجازی طور پر قلیل عرصہ کے واسطے تہوڑی سی کیلئے اسمین حرکت پیدا ہوجایا کرتی تھی۔ نہ حقیقی زندگی
جس سے مردہ انسان دوبارہ دنیا مین آکر اپنا سارا کاروبار دینوی و دینی کر سکے یہ تو خاصہ حضرت رب العزت
اور یہہ حدیث اسکے خلاف ہلاکت کی خبر دیتی ہے پس ایک شخص مین دو متضاد صفت کا وقوع غیر ممکن ہے
قرآنی و حدیثی اخبار مین توافق کیلئے بجز اس تاویل کے اور کیا چارہ ہے کہ دو صفت کے دو مسیح قرار دئے جائین ایک
مسیح ناصری رسول اللہ جنکو احیاء موتی کا ذکر اسی حیثیت سے کہا ہے ہمنے اسکی اصل حقیقت بتلائی ہے جس کا
ذکر اس حدیث مین مذکور ہے کہ اسکے سانس سے کافر ہلاک ہونگے قدر کرو اور اسی طرح مسیح کے حلیہ کی احادیث
وجوباً دلالتاً دو مسیح کے وجود کو چاہتے ہین۔ بخاری شریف کے کتاب الانبیاء و کتاب الفتن کو غور اور انصاف
سے پڑھو ایک روایت مین مسیح کا حلیہ یہ بتلایا ہے کہ سرخ رنگ گھونگر بال چوڑا سینہ اور دوسری روایت مین رنگ
گندم گون اور سیدھے بال۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دو حلیہ ہو نہین سکتے دو حلیہ دو شخص کی طرف اشارہ
کرتے ہین فتفکر واتق اللہ پس اول حلیہ کے مصداق مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انبیائے کرام کے زمرہ مین یحیی نبی کے پاس دیکھا اور دوسرے حلیہ کے
مصداق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہین (رحمت خدا بر وی باد) جنکو رسول خدا
علیہ التحیۃ والثنا نے کاسر صلیب قاتل دجال و خنزیر قرار دیا ہے اور اماکم منکم فرماکر اپنا امتی ٹہرایا

ہے۔ خدا گواہ ہے کہ ہمنے بچشم خود مسیح موعود و مہدی معہود کا پورا حلیہ حضرت اقدس امام قادیانی
مین اکمل طور پر دیکہا

قولہ اسکے زمانہ مین اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبون کو فنا کریگا۔

اقول اس سے اگر یہ مراد ہے کہ مسیح موعود تمام مذہبون کو دلائل قطعیہ و فرقانی حربہ سے فنا کر دیگا اور تمام ادیان کو اپنی قوی دلائل اور نشانات سماوی کے پاؤن کے نیچے کچل ڈالیگا تو ہم بہی اس بات کے قائل ہین اور بالبداہت دیکہہ رہے ہین کہ اس آسمانی مرد نے تمام اقوام کے دلائلی ہتیار کو چہین کر نکما کر دیا ہے اور در حقیقت اصلی ہلاکت یہی ہی جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ مسیح کے زمانہ مین سوا اسلام کے کوئی ایک مذہب بہی دنیا مین باقی نہین رہیگا سب اسلام قبول کر لین گے یا قتل کر دیئے جاوینگے جیساکہ عجیب عقیدہ ہی اور اسی رسالہ مین کئی جگہہ اسکا تذکرہ کیا ہے تو یہ صریح نصوص قطعیہ کے خلاف ہی فرمایا اللہ تعالی نے والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ہمنے یہود و نصاری کے درمیان قیامت تک بغض و عداوت ڈال دی ہین۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ رواہ الشیخان یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت کے دن تک حق پر قتال و جدال کرتی رہیگی اور دلائل کی رو سے امر حق کی تائید کرتی رہیگی اور حق اور حق کی پیروی کے سبب ہر میدان مین فتح یاب رہینگی اور بعض روایۃ مین آیا ہے کہ قیامت کا قیام شریر انسانون پر ہوگا۔ پس اس آیت و حدیث اسلام کے بالمقابل یہود و نصاری و اشرار کے وجود کو قیامت تک قائم رہنا ضروری ٹہرتا ہے۔ ورنہ اگر انکا وجود نہو تو باہمی بغض و عداوت کسطرح اور کس سے قائم رہ سکتی ہے۔ فتدبر

قولہ دنیا مین چالیس برس رہکر وفات پاوینگے۔

اقول مسیح موعود نے اللہ تعالے سے الہام پاکر یہ شائع کر دیا ہے کہ ماموریت بعثت کو زمانہ سے چالیس سال تک دنیا مین رہکر اپنی طبعی موت سے مریگا۔

قولہ اہل عرب اس زمانہ مین سب کے سب بیت المقدس مین ہون گے۔

اقول اسکی کیا وجہ ہی کہ حرمین شریفین کو چہوڑ کر عرب جیسے غیور قوم بیت المقدس کو اختیار کرے صحیح حدیثون مین آیا ہی کہ دجالی فتنہ سے کوئی شہر کوئی قصبہ محفوظ نہین رہیگا۔ مگر حرمین شریفین یعنی یہانکے لوگونکو خدا تعالے دجال اکبر جس سے مراد پادریان نصاری ہی اسکی مکر و فریب و دجل سے بچا رکہیگا۔ اسکا صاف معنی یہی ہی کہ سرزمین حرم کبہی اہل حرم سے خالی نہونگے اور وہ دجالی فتنہ سے مامون رہینگے۔ پس ان دو روایتون مین

جمع کی صورت بتلاؤ اور ظاہر ہے کہ اجتماع نقیضین محال ہے اسلئے ہمارے نزدیک پہلی حدیث التفات کے قابل نہین ہے اسلئے کہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ کے روایۃ کے مخالف پڑی ہے۔

قولہ فانزل فاقتلہ دولہا ابن ماجہ مین اترکر اسے قتل کرونگا۔

اقول جب حضرت مسیح فلما توفیتنی اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فرما کر اپنی موت کی خبر دیچکے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انہین زمرہ موتی مین دیکہا ہے اور ظاہر ہے کہ مردہ دوبارہ دنیا مین آ نہین سکتا جیسے صدہا دلائل فرقانیہ وحدیثیہ وعقلیہ بوضاحت تمام دلالت کرتے ہین تو قطعاً یہہ حدیث تاویل طلب ہے۔ ہمارے نزدیک عمدہ تاویل وہی ہے جسکو حضرت مسیح ناصری نے ایلیا نبی متوفی کے نزول کے بارہ مین کی ہے کہ وہ آسمان سے ایلیا آنیوالا یوحنا سے جو زکریا کے گہر پیدا ہوا یعنی جب رجوع میت دنیا کی طرف محال ہے تو جو اسکی خو و بو و قدم پر آتا ہے تو کہتے ہین کہ گویا وہی آگیا ہے پس جب مسیح بن مریم کا صلی اللہ علیہ وسلم کتاب وسنت واجماع صحابہ وغیرہ دلائل سے پایہ ثبوت کو ہو پہنچ چکا ہے تو اب مسیح ناصری کا دنیا مین آنا بروزی رنگ مین ہے اور وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور بروز کا مسئلہ اب ایسا صاف ہوگیا ہے کہ اگر ہم چاہین تو قرآن کریم کی صدہا آیات بتلا کر اندہونکو سوجہا کر دین۔ کیا کرین یہ رسالہ مختصر اسکا متحمل ہو نہین سکتا اور نہ یہان اسکا محل ذکر ہے کیونکہ عجیب ہے ایک لفظ نزول ملگیا ہے جس سے پہولے نہین سماتا جا بجا اسی کا ذکر کرکے اپنے خیال اولونکے آنکہونکا آنسو پونچہتا ہے لیکن جب ہمارے مقدمہ مثالیہ کو دیکہے گا تو مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہوجائیگا

قولہ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد علی ملتہ اماما مہدیا وحکما عدلا۔

اقول مجیب صاحب مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اوتارتے اور انکو امام مہدی کا تابع ومقتدی بناتے کی فکر مین ہے کہ یکایک سچی بات منہ سے نکل پڑی اور اس روایۃ کو نقل کرتے ہین اور نیز صفحہ ۲۸ مین عیسی کو ہی امام مہدی قرار دیا ہے ہم بہی آپکی تائید مین ابن ماجہ وحاکم کی روایۃ نقل کردیتے ہین لا المھدی الا عیسی ابن مریم یعنی مسیح موعود جسکا لقب ابن مریم ہے اسکے سوا کوئی مہدی نہین ہے یعنی ایک ہی شخص دونون شان کا جامع ہوگا اور تاریخ الخلفا مین بہی امام سیوطی نے بہی اس روایۃ کو نقل کی ہے اس روایۃ کی صحت مین یہی بس ہے کہ محدثین اسکے رواۃ کی جرح وتعدیل مین ساکت اور امام ابن کثیر محدث وقت اسکی توثیق وتعدیل مین لب کشا ہین اور سردو دعوی کے مدعی مین مسیح مہدی کے دونو حلیہ بلا کم وکاست موجود ہین اور نیز خدائے عالم الغیب نے دونو دعوی کی تصدیق مین صدہا نشانات سماوی وارضی ظاہر فرمائی جو بالاستیعاب تریاق القلوب وغیرہ کتب مین مندرج ہین

اور مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے جو جو علامات مہدی موعود و مسیح موعود کیلئے پیشگوئی فرمائی ہے
وہ سب یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جسکے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ اور جسکا انکار کسیطرح
ممکن نہیں پس جس دعوی کی ایسی دو شاہد ہوں ایک تو خدای ذوالجلال والاکرام عالم الغیب والشہادۃ
دوسرے اصدق الصادقین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دو کی تائیدی شہادت میں لاکھوں مخلوق
کی چشم دید واقعہ گواہ شہادت ہی تو اب اس حدیث میں کلام کرنا فی الحقیقت ان دو جلیل نشان
شاہدوں کی شہادت سے انکار ہی جو صریح بے ایمانی و ملحدی ہے۔ اور اسپر قرینہ قویہ یہ ایک ہے
کہ حکم عدل مقسط جس طرح عیسی موعود کے علامات حدیثوں میں پائے جاتے ہیں بعینہ وہی
صفات جمیلہ مہدی موعود کیلئے بھی مذکور ہیں اور غور طلب امر یہہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خلیفہ
کی بعثت اس طریق پر کہ ایک دوسرے کا تابع ہو سنت الہی کے صریح خلاف ہے جب ایک کو تابع اور دوسرے کو
متبوع قرار دینا ہی تہا تو پہر دونو کو خلیفۃ اللہ علی الارض کے باعزت خطاب سے کیوں سرفراز کیا گیا۔ ہاں جب
ایک ہی شخص کو دونو صفات کا جامع تسلیم کریں جسکی تصدیق احادیث مذکور بالا و نشانات سماوی اور مخبر صادق
علیہ التحیت کی پاک پیشگوئیوں کے وقوع سے بداہتہ پائی جاتی ہے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اہل
تواریخ کو ہمارے اس بیان سے کبہی اختلاف نہوگا کہ مہدویت یا مسیحیت کے مدعی تو بہت گذرے ہیں مگر آج
تک کسی ایک نے بہی ان دو نشانوں کا دعوی نہیں کیا۔ چونکہ وہ لوگ عنداللہ موعود نہ تہے اسلئے ان
دو جلیل القدر نشانوں کے دعوی دار نہونیکے قطع نظر انکے صرف ایک دعوی پر بہی کوئی نشان سماوی
اور اسقدر کثرت سے وقوع پیشگوئی انکے صداقت کے لیئے وقوع میں نہیں آئی۔ آج دیکھو مسیحیت و مہدویت
و مجددیت کے مدعی کی صداقت پر آسمان و زمین دونو شہادت دیرہی ہیں۔ رمضان میں کسوف و خسوف
کی پیشگوئی کے وقوع کو دیکھو کہ کس صفائی سے مدعی مہدویت کے صداقت ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہندوستان
و پنجاب میں اور ۱۳۱۲ھ ہجری میں امریکہ میں واقع ہوئی۔ اور حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا
کے وقوع پر غور کرو طاعون کا ہونا حج کا روکے جانا دمدار ستارہ کا نکلنا اور ذوالسنین ستارے
کا طلوع اور مہدی کا صاحب القلم ہونا کیا یہہ علامات مہدی میں داخل نہ تہے اور کیا اب سب کے
روبرو یہہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں انصاف کی آنکہہ ہو تو دیکہو ۔ آسمان بارد نشان
الوقت می گوید زمین ۔ این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند +

قول عیسی بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرماوینگے۔

اقول ۔ ہمکو بہی تسلیم ہے کہ ایسا ہی ہونا تہا اور وقوع بہی ایسا ہی ہوا نقشہ جغرافیہ لیکر دیکہو

کہ قادیان جو ہند و پنجاب مین داخل ہی دمشق کی شرقی جانب پڑتا ہے یا نہین۔

قولہ عنقریب میری امت سے دو مرد عیسے بن مریم کا زمانہ پاینگے۔ اقول ظاہرا امت سے مراد امت موجودہ زمانہ رسالت آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ ورنہ امت حضور سے تو لاکھون مرور زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پاینگے اور قتال لعین دجال مین حاضر ہونگے اس تقریر پر وہ دو لو غیر سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام ہین کہ اتبک زندہ ہین اور اسوقت تک زندہ رہینگے انہی کلامہ

اقول ایک ہی حضرت ابن مریم کی زندگی کے اقرار پر یہہ مار دہاڑ ہے جس سے ہزارون مخلوق الہی نے توبہ کی ہی پہر اپنے ناحق اور دو کے حیات جسمانی کی تہیر کر دی۔ ایسا نبی پردہ دری کیون کروا رہی ہین۔ قران کہولو اور عینک لگا کر دیکہو یہہ آیت ان دو حضرات کی جسمانی زندگی پر کیا فتوی دیتی ہی۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد یعنی ہمنے تیرے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکہا کسی پہلے کیلئے خلود نہین ہی سب مر چکے ہین جب بالاتفاق فریقین حضرت خضر والیاس علیہما السلام بقینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے بشر ہین تو عدم خلد و موت مین بہی اتفاق چاہیئے ورنہ منکا کی صورت مین قرانی فیصلہ سے یقینا انحراف کا الزام آپکے عائد حال ہوگا اور جب بخاری و مسلم کے متفق علیہ سو برس والی حدیث بہی اس آیۃ کریمہ کے تفسیر کاب ہی تو فرمان نبوی سے اعراض ایک دوسرا جرم والزام ہے۔ پہر گاہ کہ اخبار الہی و وعدہ ایزدی ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین کی رو سے ہم دیکہتے ہین کہ تمام مخلوق الہی جسمین انبیای کرام کا گروہ بہی داخل ہی سب کے سب بلا تغیر احوال اسی زمین پر بود و باش کرتے رہے اور موت کے وقت تک اسی دنیوی غذا سے متمتع ہوتے رہے تو آپ بتلاؤ کہ یہہ دو بزرگوار کس اقلیم مین تشریف فرما ہین اگر پردہ زمین مین انکے وجود کا نشان نہین ہی تو پہر آیات وحدیث مذکور الصدر کی رو سے انہین اموات مین کیون اعتقاد نہین کرتے۔ کیا اتبک انکے اعضای رئیسہ اور ہوش و حواس مین اسقدر انقضای مدت پر بہی جو تخمینا دو چار ہزار برس سے کم نہین ہی کوئی تغیر وانقلاب وارد نہین ہوا حالانکہ اخبار الہی ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون انکے انقلاب حالات ظاہری و باطنی کا سخت متقاضی ہی۔ اگر آپکی باتون کو مان لین۔ یا اس محدث کے قول کو جسپر آپنے زور سے پنجہ مارا ہے تو اس واجب الاذعان فرمان کو کیا کرین۔ خدا سے ڈر کر جواب دو سارے نبیون کے سردار اور تمام راستبازون کی سرتاج محمد عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین نے دو حکم الہی کی رو سے اسی زمین پر بود و باش فرمائی اور بچپن وجوانی و بڑہاپا وغیرہ کے تغیرات سے متاثر ہوتے رہے تو وہ کون ہے جو آپ سے بڑہکر ہو جسکی خاطر

خدائی تعالی اپنے وعدہ اور خبر دادن میں تخلف کو جایز رکہے ای محجب خدا سے ڈر اور قرآن الشریف و صحیح حدیث متفق علیہ کے بالمقابل آئین شاہین یکو اس منہ سے مت نکال۔ ورنہ یاد رکہہ کہ عوام کی استرضا اور احکام الہی کے اخفائی میں ضرور پکڑا جائیگا سے من آنچہ شرط بلاغست باتو می گویم توخواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ محجب کے کمال میں سے ایک یہہ بہی ہی کہ وہ تمام انبیائی سابقین کو امتی قرار دیکر تمام کلیات و جزئیات میں خاتم الانبیا کا محض تابع اعتقاد کرتا ہی۔ اور اتنا نہین سمجہتا کہ وہ حضرات اموات وغیر مکلفہ ہوکر اور فرمان الہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کی رو سے متبوع و مقتدی کہلا کر اور قبروں سے نکلکر خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی ہمارے برابر کیونکر کرسکتے ہین۔ ہم اس بحث کو آیندہ چلکر ذرا زیادہ وضاحت سے بیان کرینگے حضرت محجب کو اپنے باپ کے بے سروپا بات پر (کہ وہ دوامی خضر والیاس ہین) بڑا ناز تہا اسلئے انکا لقب محقق رکہا ہی یہان انکی تحقیق کی قلعی کہل چکی ہی۔ دیکہنا اب کیا لقب انکے لئے تجویز ہوتی ہی۔

قولہ خوشی و شادمانی ہی اس عیش کیلیے جو بعد نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اوگے یہانتک کہ اگر تو اپنا دانہ پتہر کی چٹان پر ڈالدے تو وہ بہی جم اوٹہیگا اور یہانتک کہ آدمی شیر پر گذریگا اور وہ اوسے نقصان نہ پہنچائیگا اور سانپ پاؤں رکہدیگا اور وہ اوسے مضرت ندیگا۔ نہ آپسمین مال کا لالچ رہیگا نہ حسد نہ کینہ۔

اقول یہہ پیشگوئی مسیح موعود کی زمانہ کی خبر دیتی ہی بحمد اللہ آج سب کے سامنے پوری ہو چکی ہے اس حدیث مین اشارہ ہی کہ مسیح موعود کا زمانہ نہایت آسایش و امن کا ہوگا کوئی شریر ظالم طبع کسی پر ظلم کرنے نہ پائیگا باگ بکری ایک گہاٹ سے پانی پئینگے یعنی موذی انسان ایذا دہی سے روکا جائیگا۔ دیکہو کہ یہہ سلطنت برطانیہ جسمین مسیح موعود نے نزول فرمایا ہی کیسے آرام و چین کا زمانہ ہی۔ اور اگر اس حدیث کو اپنی ظاہر معنی پر رکہیں تو سنت اللہ کی بالکل خلاف ہونیکے سبب مردود ٹہیرینگی۔ خدا تعالی اپنی قدیم قانون کو کسیکی خاطر ہمیشہ کیلئے بدل نہین سکتا لا تبدیل لسنتنا لله وحقائق الاشیا نہ انکے سچے واقعہ کی شرازی کو مسیح موعود کی زمانہ سے قیامت کے وقوع تک جو ایک ممتد زمانہ ہی منتشر و پراگندہ نہین کرسکتا جب آدم سے تا خاتم خاص خاص مرسلوں کے مبارک دنوں مین شیر بکریوں اور انسانوں کو کہاتے رہے اور سانپوں کا زہر برابر اثر کرتا رہا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولخت جگر حضرت حسن و خلفاء اول سلام اللہ علیہا پر زہر نے اپنا کام کرکے تاثیرات اشیا کی ودیعت الہی کو ثابت کردیا ہی اور کبہی سخت پتہر کی چٹان پر

لا آب و گل دانہ نہین اوگا تو مسیح موعود جو بزعم مجیب حضرت عیسی نبی ہین اور آخر زمانہ مین امتی ہوکر
آسمان سے اترینگے کیونکر انکے زمانہ مین ایسی ایسی واقعات کے خلاف امید ہو سکتے ہے اور جبتک جناب
مسیح ابن مریم دنیا مین رہے تو کبھی ایکسال بلکہ یکماہ تک بھی ایسے نمونہ نمونہ دار نہین ہوئے اور یہ قرآنی آیتہ
ہی اس دعوی کی مخالف ہے فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا الآیۃ
خلاصہ آیتہ یہ ہے کہ جس سخت پتھر پر مٹی ہو تو کسی درخت کے اوگے اور اوس سے بارور ہونیکی امید ایک
خیالی فعل اور عبث کار ہے ہم تو اپنے مسیح موعود علیہ الصلوۃ من اللہ الودود کے مدح مین ایسا طرز
نہین کرنا چاہتے کہ جسپر قرآنی و حدیثی و سنت اللہ و سنت انبیا کے حملوں کی زد پڑے۔ دنیز حرص و حسد
و کینہ کا استیصال سبھون کے سینہ سے محال عقل و نقل ہے ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ مسیح موعود کے زمانہ مین
بھی یہود و نصاری مین بغض و عداوت رہیگی اور قیامت کا قیام شریر انسانون پر ہوگا تو پھر ان خبیث
لوگون کے وجود کے ساتھ کینہ و عداوت و حسد کا ارتفاع قطعًا محال ہے کیونکہ انسان اپنی فعلون کی ارتکاب
کے سبب شریر کہلاتا ہے۔ ہان حضرت مسیح موعود کے خاص مریدون مین یہہ ناپاک قلبی امراض کو جگہہ
نہ ملیگی بحمد اللہ ہم بچشم خود دیکھہ رہے ہین کہ جیسی محبت و اخوت و سچی ہمدردی اس سلسلہ عالیہ احمدیہ
مین ہے بخدا دوسری اقوام و دیگر سلاسل مین شاذ و نادر پائی جاتی ہین۔

قولہ انمین کا مرد (ای یاجوج ماجوج) نہین مرتا جبتک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھہ لے۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہہ دعوی کسقدر دور از عقل و کسقدر مشاہدہ کے خلاف ہے اور
کہانتک قرآن کے فرمان کے برعکس ہے ہمنے تسلیم کیا کہ ایک مرد و ایک عورت کو بارہوین سال سے اولاد شروع ہوئی
اور ہر ایک سال مین ایک بطن سے بجائے ایک لڑکے کے چار چار بچے نکلنے لگے تو سو برس مین تین سو باون بچے ہونگے
اگرچہ چھہ مہینے مین چار چار جننے لگین تو سات سو باون ہوئے پھر بھی ہزار کی تعداد پوری نہین ہوئی
اور اگر ہر ایک مرد کی دس دس عورتین ہون اور لگاتار ہر سال ایک ایک بچہ جننے لگین تو بھی
تعداد مذکور کی تکمیل مین کچھہ کسر باقی رہ جاتی ہے۔ خداتعالے فرماتا ہے ومنکم من یتوفی ومنکم من
یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون
ان دو آیتوں کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بعض انسان بڑہاپے کے آنیکے پہلے ہی مرجاتے ہین اور بعض لوگ
ارذل عمر کو پہونچکر بالکل انجان و بے سمجھہ اور بچے بن جاتے ہین کیا یاجوج ماجوج کے چار لاکھہ گروہ
(جو مجیب کے عبارت بالا مین موجود ہے) مین سے ایک مرد پر بھی ومنکم من یتوفی کا اثر پڑیگا
اور وہ ضرور ہزار شخص اپنے نطفے سے دیکھکر ہی مریگا حسب قانون الہی ارذل عمر تو ضرور آئیگی اور

ہر اعضا مین فتور بہی فرور پڑیگا مگر بزعم مجیب زن و شوہر کے شہوانی مادہ اور انکے رجلیت و شہوت مین کوئی فرق نہ پڑیگا تب بہی تو ہزار شخص کے باپ مان ٹہرینگے ای ظاہر پرست حقائق الٰہیہ و معارف قرآنیہ سے بے نصیب علما خدا تمہاری حال پر رحم کرے تمہین نے ایسی ایسی بیہودہ بے سر و پا باتین لکھکر اسلام کو بدنام کیا اور غیر اقوام کو اچھی خاصے لاحل اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔ المرائیو خذ با قرارہ۔

قولہ کیونکر ہلاک ہو وہ امت جسکی ابتدا مین مین ہون اور انتہا مین عیسی بن مریم اور بیچ مین میرے اہل بیت سے مہدی۔

اقول مولوی حامد رضا صاحب نے جس عبارت کو برسون کی جان فشانی و عرق ریزی سے قایم کی تہی اور عیسی و مہدی کو دو شخص بزعم فاسد قرار دیا تہا آہ آج اپنے ہاتہون سے اسے گرا دی۔ اور صاف لفظون مین اقرار کر دیا کہ مسیح کا زمانہ آخر ہے اور مہدی کا درمیانی جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دو کسیطرح ایک زمانہ مین جمع ہو نہین سکتے۔ شاید مولوی صاحب یہ فرما دین کہ اگرچہ مہدی مسیح موعود کے نزول کے وقت مر چکے ہونگے مگر خدا تعالی انکو زندہ کر کے حضرت مسیح کا سپہ سالار بنائیگا۔ ہم امید رکہتے ہین کہ مہربانی فرما اس مہدی کا مدفن کا نام و نشان بتلا دین تاکہ ہم بہی انکی زیارت سے مشرف ہوئین الحاصل آپ نے یہان اقرار صاف کر لیا ہے کہ دونو کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ اور یہی مدعا تہا۔

قولہ منا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ میرے اہل بیت مین وہ شخص ہے جسکے پیچہے عیسی بن مریم نماز پڑہین گے۔

اقول ابہی آپنے دو تین سطر کے پہلے یہ کہا تہا کہ ایک زمانہ مین مسیح ہونگے اور ایک زمانہ مین مہدی مگر ہمارے مجیب صاحب بہی اپنے دہن کے سچے ہین۔ دیکہو یہی یہان دونون کو ہمعصر بنا دیا اور اس حدیث سے مہدی کی وجود کا ثبوت دیا ہے جسکے پیچہے حضرت عیسی نبی اللہ نماز پڑہینگے۔ لیکن میرے نزدیک اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مسیح موعود جسکے پیچہے نماز پڑہین وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے گنا جائیگا اور مجیب کے ظاہر ترجمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے مگر در باطن اسکی کچہ اور غرض ہے۔ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان کہ جسکو امام وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا امام پنج وقتہ جمعہ بنا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مین شمولیت کا شرف بخشا ہو تم جانتے ہو کہ وہ کون صاحب ذی قسمت ہین وہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب خوش الحان عارف قرآن مین اور امام عیدین حضرت حکیم الامۃ مولوی حافظ حاجی نور الدین صاحب ہین جنکے علم و کمال و ہمہ دانی کا ایک عالم قائل ہے اس حدیث مین صاف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول درحقیقت بروزی رنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نزول ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعود کی امام نماز کو اپنی اہل بیت مین شمار کیا ہی اور مسیح موعود کو اپنی نفس نفیس کا قائم مقام ٹھہرایا ہے

قولہ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین حضور کے پہلو مین دفن کی جاؤن فرمایا بھلا اسکی اجازت مین کیونکر دون وہان تو صرف میری قبر کی جگہہ ہے اور ابوبکر و عمر و عیسے بن مریم کی علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اقول یہہ روایتہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کی روایات سے متعارض ہی انمین لکھا ہی کہ حضرت عمر فاروق نے مرض الموت مین اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المومنین عائشہ کی پاس بھیجکر بعد سلام کہلوایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو مین بہین رسول خدا کی پہلو مین دفن کیا جاؤن حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ مین نے تو اپنے لئے اس جای کو پسند کیا تہا جب آپ درخواست کرتی ہین تو مین اپنی پر آپکو پسند کرتی ہون اور ترجیح دیتی ہون اگر یہہ روایتہ اور یہہ بات صحیح ہوتی تو نہ حضرت عمر کو اجازت والتماس کی حاجت پڑتی بلکہ یاد دہی بس تہی اور نہ ام المومنین کی یہ شان ہے کہ صاف جواب ملنے پر پہر بہی وہان دفن کا ارادہ مصمم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بنتین غرض آپکی یہ روایتہ اعتبار کے قابل نہین ہی اور نہ ایسی قوت رکہتی ہی کہ بخاری شریف جیسی معتبر کتابون سے ہم پلہ ہوسکے۔ رہا مسیح موعود کا وہان دفن ہونا نہین معلوم کہ یہہ روایات اپنی ظاہر معنی پر پوری ہوتے ہین یا اپنے اندر کوئی استعارہ و تاویل رکہتی ہین کیونکہ یہہ پیشگوئی ہے والعلم عنداللہ۔

قولہ عیسے بن مریم اترینگے نماز مین پڑہینگے جمعے قائم کرینگے۔

اقول جمعہ تو اب بہی قائم ہی شاید انکی وقت مین بند ہوگیا ہوگا۔ ہمین حیرت ہے کہ نزول کے وقت جب کروڑہا مسلمان موجود ہونگے تو جمعہ کے بند ہوجانیکا گمان تو وہم ہی تو ہم ہے لیکن ہماری نزدیک فیصلی الصلوٰۃ لیجمع الجمع کا یہہ ترجمہ اچہا معلوم ہوتا ہی کہ کئی نمازون کو جمع کرکے پڑہے گا اور جماعت کو اکٹہا کریگا کیونکہ دوسری ایک مشہور روایتہ مین وتجمع لہ الصلوٰۃ آیا ہی یعنی مسیح کی خاطر نماز جمع کی جائیگی دین کی ایسی اشد ضرورت کامون مین مشغول ہوگا کہ بلا مرض و سفر بہی اسوقت سکے لئی نماز کی جمع جائز ہوجائیگی اور یہہ اسکی فضیلت و خصوصیت مین داخل ہی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اعجاز مسیح تفسیر سورہ فاتحہ کی تحریر فرمائی وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تہے اور ایسا ہی مغرب و عشا مین اور اسی زمانہ مین یہہ عاجز بہی اپنی چند رفقا کے ساتہہ تجدید بیعت کے لئے حاضر ہوا تہا۔

قولہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ عیسی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کوہ رفیق کی چوٹی پر نزول نہ فرماوین

اقول مجیبکے ہوش و حواس ٹہکانے نہین ہین کہین تو اپنے خیالی مسیح کو منارہ دمشقی پر اوتارتے ہین اور کہین بیت المقدس کے پاس اور کہین مسلمانون کی جماعت مین اور کہین کوہ افیق پر نہین

نہین معلوم ایک انسان آسمان سی اترتے ہوئی ایک ہی آن مین اتنے مختلف مقامون پر کیونکر اتر سکتا ہے
ع ۔ ست دریشان خواب من از کثرت تعبیرہا ۔ مجیب کی اسکا جواب اسکے مذاق کی رو سے بہت آسان ہی
کہ خدا تعالی مین قدرت ہے کہ ان مختلف مقامون کو کھینچ تان کر سب کو ایک جگہہ کردی جس سی یہہ روایات
یہ تماہا صحیح ہو جائین ۔ مگر چونکہ اسکی پہلے موت مسیح و نزول مسیح و رفع مسیح علیہ السلام کا ذکر بصراحت آچکا ہی اسلئے
اب اس جواب کے سننے کی چندان امید نہین ہی ۔ غیرت مند سمجھہ دار انسان ہین ۔

قولہ سر دست بلا قصد استیعاب تینتالیس حدیثین ہین جنمین ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے ۔

اقول ناظرین غور فرماوین کہ مجیب نے جس آیۃ کو قطعیۃ الدلالت و صریحۃ الدلالت کہکر حیات مسیح بن مریم ثابت
کرنے چاہا تہا اس مین اسقدر دیگر احتمالات پیدا ہوگئے کہ جس سی استدلال باطل ٹہیرا اور نیز مجیب کے ترجمہ مین جو جو
قباحتین پیش آئی ہین انکا مختصر ذکر بہی کیا گیا اور حدیث کی طرف توجہ کی تو بلا قصد استیعاب (۴۳) احادیث
اندہا دہند نقل کر ڈالین جنکا مختصر جواب پیش خدمت ہو چکا ہی ۔ مردہ کو دوبارہ دنیا مین آنیکو جائز رکہا تہا اور
یہ انکا آخری حیلہ تہا اس باب مین ہماری طرف سے جو مبسوط و مدلل تحریر پیش ہوئی ہی اسکا بہی موازنہ فرماوین
اس مولوی کو نہ قرآنی تعارض کا ڈر نہ احادیث کی تخالف کی پروا اقوال جمع کرکے عوام کے سامنے رکہہ دینا انکا
کام ہی ۔ اور بس ۔

قولہ ۔ قولہ تعالی انہ لعلم للساعۃ بیشک مریم کا بیٹا علم ہی قیامت کا یعنی انکو نزول سی معلوم ہو جائیگا
کہ قیامت اب آئی ۔

اقول جاننا چاہئے کہ مشہور قرات جو تمام قرآن شریف مین درج اور متلو ہی وہ لعلم بکسر عین ہی اور بفتح
عین و لام ایک قرارت شاذہ ہی ۔ پس ہمین کیا ضرورت ہے کہ قرارت متواترہ کو چہوڑکر ادہر ادہر بہٹکتے پہرین ۔
ناظرین انصاف کرین کہ مجیب نے اس آیۃ کریمہ مین کہان سی نزول کا معنی پیدا کیا ۔ یہہ تحریف معنوی اسکے
حق مین کیونکر جائز ہوگی کسی ذی علم پر مخفی نہین ہی کہ مصدر کبہی اسم فاعل کی معنی مین آتا ہی اور کبہی اسم مفعول
کے ۔ اسم فاعل کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح بن مریم قیامت کے عالم ہین یعنی انکو احوال قیامت و حشر و
نشر کا علم حاصل ہی اس سے نزول و حیات کسطرح سمجہا گیا اور اسم مفعول ماننے کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا
کہ ابن مریم قیامت کیلئے معلوم ہین ۔ محض غلط ہے جسپر حیات و نزول کا اعتقاد دینا بنا فاسد
علی الفاسد ہی اور اگر مبالغہ کہین کہ ابن مسیح قیامت کے لئے علم ہین یعنی اسکی بڑی عالم ہین تو بہی مضائقہ نہین
اس ترجمہ سی بہی مدعا مجیب حاصل نہین ہوتا ۔ اور اگر قرارت شاذہ کو بہی اختیار کرین تو بہی کس طرح

حیات جسمانی مسیح علیہ السلام ثابت نہین ہوتی اسوقت یہ ترجمہ ہوگا کہ یہ مسیح ابن مریم قیامت کے ایک نشان ہین پس
تم قیامت کے آنے مین شک مت کرو یعنی انکے بن باپ کے پیدائش دلیل اسبات کی ہی کہ خدائی تعالی قیامت مین اسی
طرح مردونکو زندہ کریگا اور بہی سب سی بغیر ظاہری اسباب کے وجود مین لائیگا۔ حاصل یہ ہی کہ حضرت مسیح کی زمانہ
مین ایک صدوقی قوم قیامت کے وجود کی منکر ہوگئی تہی اسلئے خداوند تعالی حضرت مسیح کو بے باپ پیدا کرکے
یہہ ثابت کیا کہ اسی طرح بلا رعایت اسباب کے سب مردون کو حساب لینے کے لئے پیدا کردینگے یہ اسکا نمونہ ہے
اس سی بہی حیات کا ثبوت نہین ملتا۔ نزول کا پتہ نہین لگتا اور یہہ خیال کرنا کہ خدائیعالی حضرت مسیح کے
زمانہ کی یہود کو فرمایا کہ یہ مسیح قیامت کے قریب پہر آئیگا اسلئے کہ نشان قیامت ہے۔ سراسر لغو اور لوچ دلیل ہی
اسواسطے کہ اسوقت کی یہود کو کیا فائدہ۔ جب انکی وسوسہ کا کوئی علاج نہوا اور وہ دنیا سی قیامت کے انکاری ہوکر
گذر گئی جو دلیل و نشان بعد مرگ مخالف پیش ہو تو بہلا ایسے نشان سی میت کو کیا نفع۔ اور یہہ طرفہ ہے
کہ انہ لعلم للساعۃ کی متصل فلا تمترن بہا وارد ہی۔ جسکا یہہ معنی ہوا کہ ای یہود صدوقی تم قیامت کے آنیمین
مت شک کرو اسلئے کہ یہہ مسیح آخر زمانہ مین قیامت کے قریب نشان قیامت ہوکر آئیگا۔ کیا اس سی یہودیون کی تشفی
ہوسکتی ہی اور اس بیان سی یہودیون کو موقع اعتراض نہین ملتا کہ دلیل و علامت کے پہلے کیونکر ہم وجود قیامت پر
ایمان لائین۔ مین جانتا ہون جنہون نے استدلال کیا ہو اسپر عجب حیرانی ہوئی۔ نشان و دلائل کے پہلے شک کیونکر
دور ہوسکتا ہی کیا اتمام حجت کے یہی طریقی ہوتی ہین کہ تم ہماری بات پر یقین کرلو اسکی دلیل و نشان تمہاری مرنے کے
بعد ظاہر کردینگے ھذا الغو منجدہ ۲ ہم پہر مکرر کہتے ہین کہ یہہ ترجمہ اور اسپر یہہ فساد و قباحت لفظ لعلم کو بفتح
عین ولام پڑہنے پر وارد ہوتے ہین جو داخل قران نہین ہی ایک قرارت شاذہ ہی جسکا رتبہ خبر احاد سے کچہہ بہی
بڑہکر نہین۔ اسکی طرف توجہ کو مبذول کرنا دانشمندی کی خلاف ہے اور طرفہ یہ ہی کہ توجہ سی بہی کوئی
عمدہ نتیجہ نہین نکلتا کما مر۔ یہہ تمام تغافر ہیر و الجاث جو گذری اس صورت مین ہین کہ انہ کی ضمیر کو ابن مریم کی
طرف لوٹائی جائی ورنہ بقول صحیح اس ضمیر کا مرجع قران ہی جسکا ذکر اسکی پہلے متعدد مقام پر آیا ہی۔ اب
ترجمہ یہہ ہوگا کہ قران قیامت کا بڑا عالم ہی اسمین شک نہین کہ قران مجید نے حشر اجساد کی مسئلہ کو بڑی بڑی
زبردست دلائل پیش کرکے ایک نظری شئی کو بداہت کے رنگ مین دکہلایا ہی اور منکرون کو بہت سے نظایر
بدیہہ بتلاکر حشر اجساد و بعثت بعد الموت کا اقبال لیا ہی۔ پس حق تو یہہ ہی کہ جس ترجمہ مین کوئی
قباحت عارض نہوا اور سیاق عبارت بہی اسکا موید ہو تو اسکا اختیار قرین انصاف ہے
اور اگر بطور تنزل پہلی ترجمہ کو جسمین بڑی بڑی اعتراض وارد ہوتے ہین بہی تسلیم کرلین تاہم مخالف
کا مدعا پورا ہوتے نظر نہین آتا۔ کیونکہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مشہور اصولی مسئلہ اسکا قائل ہے۔ اور ہم اصول ترجیح پر غور کرتے ہین تو کوئی ایک ادہر آیتہ بھی ایسی ترجیح کی ہمین نظر نہین آئی بلکہ اسکے مخالف کیلئے صدہا قرآنی و حدیثی دلائل ہر گوشہ اور ہر ایک مین نگاہ اسکے قلع وقمع کیواسطے مستعد کہڑے ہین اور حضرت مسیح بن مریم کی احیاناً و اسکی نزول در فع کے باطل خیالات کو جڑسے اوکہاڑ رہے ہین جنکا ذکر پہلے گذرا اور کچھہ آیندہ آتا ہے۔ مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالی بہی ایک نظر اس بحث پر ڈالین کیونکہ انہون نے اپنے رسالہ الحق الصریح مین نزول مسیح کا ثبوت اس آیتہ مین دیا ہے اور بے جا ناز بھی کیا ہے اور یہی صاحب اسی رسالہ مین بخاری شریف کی اس روایت (فاقول کما قال العبد الصالح الخ) مین بڑا ہی دہوکا دیا ہے اور اپنے ذہن رسا در بزعم خود حق بجانب خود سمجھکر حمد الہی و شکر الہی بجا لائے ہین تاکہ سامعین کو اسکی حقیقت پر یورالیقین ہو جائے۔ مگر یاد رہے کہ یہہ انکی خوش فہمی سراسر ابلہ فریبی ہے کیا کرین یہہ رسالہ مختصر ہے اور ہمارا اتخاطب اسوقت اور سے ہے ورنہ بحولہ تعالیٰ ہم انکی ایسی خبر لیتے اور انہی کی مسلک پر ایسا الزام دیتے کہ مولوی صاحب کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی اور حق تو یہہ ہے کہ ان مولویون کو امام آخر الزمان کے دلائل کے بالمقابل سوائے ابلہ فریبی اور چالبازی کے اور کچھہ بن نہین پڑتا۔ اس باب مین میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری کا نمبر سب سے بڑہا ہوا ہے یاد رہے کہ یہ جملہ تراحم الساعۃ کو قیامت کے معنی مین تسلیم کرنیکے بعد ہے اور اگر ساعت سے ایک عظیم الشان امر مراد ہو جسکی تائید بہت سی قرآنی آیتون سے ملتی ہے تو اسوقت بالکل مطلع صاف ہے۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت امام آخر الزمان نے سیر کرتے ہوئے ایک سائل کی جواب مین اس آیتہ کی عجب تفسیر فرمائی جسپر حاضرین نے متفق ہو کر کہا کہ آجتک ہمنے اس نازک توجیہہ کو اسوقت کے سوا کبہی آپ سے نہین سنی غرض مین نے اسکو اپنی نوٹ بک مین لکھہ لیا اور میرے محب مکرم مرزا خدا بخش صاحب نے اپنے کتاب عسل مصطفےٰ مین درج کیا جسے منظور ہو اس کتاب مطبوعہ مین دیکھہ سکتا ہے۔

قولہ مسئلہ ثالثہ سیدنا روح اللہ صلوٰۃ اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہ کی حیات مین کہا ہے اسکے دو معنی ہین کہ ایک یہہ کہ اب وہ زندہ ہین۔ جسمین خلاف نکریگا مگر گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہین انکی موت صرف تصدیق وعدہ الیہ کیلئے ایک آن کو ہوتی ہے پہر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے۔

اقول اے حضرت محب حیات حقیقی سے آپکی کیا مراد ہے اگر بعد مرگ تمام بشری و جسمی تعلقات سے الگ ہو کر قربت الٰہی کے مقام مین دوامًا رہنا مراد ہے تو ہم بہی آپ کی رائے کے ساتھہ متفق ہین اور اگر حقیقی حیات سے آپکی یہہ مراد ہو کہ جسطرح دنیا مین کہاتے پیتے تہے اور ہدایت خلق کرتے تہے اور دینی و دنیوی امور

کو انجام دیتے ہین اسی طرح بعد موت اب بھی وہی حالت ہے تو اس راگ مین آپ منفرد ہین آیات قرآنی اسکے خلاف
شیار وزی مشاہدہ اسکے خلاف جب تمام انبیائے کرام کے ساتھ آپ حضرت مسیح کی موت کے قائل ہوئے تو اب میری
گذارش یہ ہے کہ جسطرح تمام مرسلین کے اجساد مبارک بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے اسیطرح جناب مسیح ابن مریم
کا جسد شریف مرنیکے بعد زیر زمین کیا گیا یا نہین۔ بصورت اولی نزول مسیح من السما بجسد العنصری باطل ٹھیرا کیونکہ
روح پر فتوح نورانی جسم لیکر اعلی علیین وجنت نعیم کو سدہارے اور یہ جسم خاکی یہین کا یہین رہ گیا۔ اس بے روح
جسم کی پرواز آسمان تو درکنار ایک بالشت بھر ممکن نہین اور اگر ممکن ہے تو جملہ انبیائے کرام کیلئے بھی ممکن ہونا چاہیے تھا
اور یہ آپکے نزدیک بھی غیر جایز ہے۔ پس حضرت مسیح کے جسد بلا روح جو زیر زمین دفن ہوا۔ اسکے پرواز کی خصوصیت
کس بات سے ہے۔ اور یون تو جسم مع الروح کا عروج بھی محال عقل کے خلاف وقانون قدرت کے خلاف مشاہدہ کے خلاف
اور آیات قرآنی وفرمان الہی کے خلاف ہے بصورت ثانیہ اگر دفن نہین کیا گیا تو پھر کیا ہوا آپ تو یہ کہنے والے ہین
کہ وہ پھر زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گئے مین پوچھتا ہون کہ اس جسد مین کونسی روح ڈالی گئی اگر کہو کہ روح
سابق عود کر گئی تو یہ سوال ہوگا کہ پھر مردہ کرنے اور جسد کو بے روح بنانے کی کیا ضرورت تھی جس سے دو موت کا استحالہ
لازم آتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ (پ ۳۰ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی
فی عبادی وادخلی جنتی) کی روسے خروج کے بعد پھر روح کا جسد کی طرف عود کرنا اور دنیا مین رہنا
سہنا یا آسمان کی طرف مع الجسد اوڑ جانا محال ہے۔ ترجمہ آیۃ یہ ہے اے روح آرام یافتہ اپنے رب کی
طرف لوٹ وہ تجھسے راضی اور تو اس سے راضی اور میرے بندون مین شامل ہو اور میری جنت دار آرام کے
مقام مین جا داخل ہو اگر کہو کہ دوسری روح اسمین نفخ کی گئی تو ہم پوچھتے ہین کہ اس مثیل مسیح کا عوار پیدا
ہوا یا نہین۔ اور پھر ہم پوچھتے ہین کہ کسکی روح ایسی جسد کے لائق ہے اسکے لئے پیغمبرونکی ارواح مین سے ایک
روح کی اشد ضرورت ہے۔ ابھی معلوم ہوچکا ہے کہ ایسی مطہر ارواح قرب الہی وجنت خلد مین جاکر پھر آتی
نہین وہین جا رہتی ہین جسپر رجوع کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے۔ اس آیۃ مذکورہ سے بداہۃ ثابت ہوا
کہ مرتے ہی روح مرد کامل جنت مین داخل ہوجاتی ہے اور آیت وما ہم منہا بمخرجین اور ہم فیہا
خالدون کا فیصلہ ناطق ہے کہ وہ پھر کبھی اسمین سے باہر نہین کئے جاتے پس جب بقول شما ایک آن کیلئے انکی موت
ثابت ہولی اور مرتے ہی داخل جنت ہوئے تو پھر کیونکر وہان سے نکلکر دنیا مین آسکتے ہین اسلئے کہ جنت سے خروج
قرآنی فیصلہ کی روسے قطعاً ناجائز ہے کما مر وہو المدعا

قولہ دوسرے یہ کہ اتنک دن پر موت طاری نہین ہوئی زندہ ہی آسمان پر اوٹھا لئے گئے اور بعد نزول
دنیا مین سالہا سال تشریف رکھکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پائینگے الخ۔

اقول مجیب نے آیت وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اور نزول کے احادیث سے تمسک کرکے قبل موت رفع الی السماء ونزول من السماء کا اعتقاد جمایا ہے جسکا جواب تفصیلی اپنے اپنے مقام پر گذر چکا ہے بار بار اعادہ کی حاجت نہین ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرماوین اور مقدمہ ثانیہ و ثالثہ کا بھی مطالعہ ہو جسمین بحث نزول و بحث صعود بصراحت مذکور ہے۔

قولہ یہی تفسیر بسند صحیح دیگر صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے جنہی سے صحیح بخاری مین قول موت منقول ہونیکا مخالف نے ادعا کیا تھا الخ۔

اقول مجیب نے بیچارے سائل کو یہان دہوکا دیا ہے ارشاد الساری بخاری کی شرح سے ایک قول ابن جریر نقل کردی ہے۔ ای مولوی صاحب کہان اصح الکتب بخاری جسکا رتبہ کتاب اللہ کی بعد ہے اور کہان ارشاد الساری اور کہان تفسیر ابن جریر۔ آپکو شرم نہین آئی کہ ایسے جلیل القدر کتاب کے سامنے جسکی صحت پر ایک عالم کا اتفاق ہے تفسیر ابن جریر کو جو ایک رطب و یابس روایات کا مجموعہ ہے پیش کرتے ہین جب صحیح بخاری کی ساتھ صحیح مسلم ہم سنگ نہین ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی وغیرہ کتب احادیث ہم پلہ نہین تو یہ کس شمار مین ہے اور حال یہ ہے کہ امام بخاری نے ابن عباس رض کے قول ممیتک کو مستحکم کرنیکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کو پیش کیا ہے جس سے موت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم بصراحت ثابت ہے۔ کیا آپ اور آپکے ہمخیال ابن جریر کی قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد پر ترجیح دیسکتے ہین حاشا وکلا اسکے علاوہ متعدد آیات قرآنی جنمین صراحۃً واشارۃً وفات مسیح کا بیان ہے جنکو ہم اسکے پہلے ذکر کر آئے ہین اور انشاء اللہ آیندہ آگے چلکر خاتمہ مین بھی ذکر کرینگے امام بخاری کی روایات کی پشت پناہ ہین کوئی ہے کہ ایسی حصین حصین کے پناہ گزینون کی ساتھ قوت آزمائی کر سکے کیا ممکن ہے کہ کوئی ان فولادی پنجون مین اپنا چوبی پنجہ ڈالکر بازی جیت جائے۔

قولہ انی متوفیک قابضک ورافعک الی من الدنیا من غیر موت۔

اقول مولوی صاحب نے ناحق دردسری کرکے اس قول مفسر کو اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے جس سے ہمارا ہی مدعا نکلتا ہے اسلئے کہ قبض موت کے معنی مین آیا کرتا ہے بشرطیکہ ذوالعقول مین مستعمل ہو الفاظ ذیل پر غور کرو ماقبض اللہ تعالیٰ نبیاً الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ۔ رواہ الترمذی۔ مامات نبی الا دفن حیث یقبض۔ رواہ ابن ماجہ۔ ثم یرسل اللہ ریحاً باردۃ فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر ا

والایمان الا قبضہ حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلتہ علیہ حتی تقبضہ
رواہ مسلم۔ حضرت عمر فاروق کی دعا جب حج سے لوٹے ہین یا اللہ مین کمزور ہو گیا اور کبر سن کو پہونچا
میری رعایا زمین پر پہیل گئی ہے فاقبضنی الیک دیکہو موطا مالک وغیرہ اور امام بخاری کی دعا
قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک مشہور اور زبان زد خلائق ہے۔ ان مقامو
مین قبض موت ہی کے معنی مین آیا ہے۔ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر الحدیث رواہ النسائی وابو یعلی و
الحاکم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کئے گئے یعنی جب وفات پائی تو انصار نے کہا
کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر کیا جائے اور ایک مہاجرین ایک امیر تمہاری طرف سے ان نظائر کے
قطع نظر یہہ لفظ توفی محاورہ عرب سے سوائے قبض روح کے تام ہو یا ناقص جیسے موت و نیند مین دوسرے
معنی کیلئے ہرگز مستعمل نہین ہوا اور یہہ لفظ بس مقام سے زاید کلام پاک مین خدا برتر نے قبض روح کے
معنی مین استعمال کیا ہے جسکا جی چاہے قرآنی اصطلاح کو اپنی ناقص رائے کے خلاف پاکر بدل دے مگر ہم
تو اسکی تفسیر اور اسکی اصطلاح کے دامن سے اپنے اعتقاد اور اپنے دل کو بطیب خاطر وابستہ رکہین گے
ہمین ان محاورات قرآنی اصطلاح قرآنی کے منحرفون سے گمان غالب ہے کہ لغت کی سند دیکر آج
نہین تو کل ضرور صوم وصلوۃ کو محاورہ کتاب الہی کے خلاف معنی لیکر اپنے دل کو خوش کرینگے اور لغت
والی کا ثبوت دینگے۔ اسلئے کہ ہم نے اسی ایک لفظ توفی مین انکی ایمانداری اور خشیۃ اللہ کا نمونہ دیکھ
لیا ہے۔ لغات عرب مین صوم معنی گوبر شتر مرغ کے لکہا ہے اور آتش پرست و نصاریٰ کے گہرجا کو بہی کہتے ہین
اب ہمارے مخالف بہائی جو اصطلاح قرآنی کے مخالف ہین آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام
کے اس ترجمہ کو پسند کرینگے۔ کہ اے ایمان والو تمپر شتر مرغ کے گوبر کا استعمال واجب کیا گیا ہے اور گرجا
مین جانا لازم کیا گیا ہے۔ اور صیام کسی درخت کے سایہ مین آنا اور چپ رہنا۔ اور ہوا کا ٹہرنا۔ اور دو
پہر دن کا ہونا بہی لغت مین پایا جاتا ہے۔ اور ایک بدصورت درخت کا نام بہی ہے۔ اور صلوۃ بہی
حنا بیدن سرین و بریان نمودن چیزے بر تابہ بہی آیا ہے۔ اب رہی بحث رافعک الی پر جو حاشیے
زاید مین آپ بحث مقدمہ ثالثہ رفع پر ایک نظر ڈالئے جس سے اس حاشیہ زائدہ کی غلطی بخوبی کہل جائیگی
مرفوع الی اللہ سے مراد سوائے تقرب کے اور معنی لینا کمال احمق و ابلہی ہے۔ جب ہماری دلائل
بالا سے توفی بمعنی موت ثابت ہوا تو اب ظاہر ہے کہ جس چیز کو قبض کیا ہے اسی کا رفع ہو گا نہ یہہ کہ
موت کے ذریعہ روح کو تو قبض کرین اور جسم کو آسمان پر لیجا وین کیا عند الموت روح کا رفع ہوتا

ہے یا جسم کا نقشہ۔
قولہ تفسیر حسینی و تفسیر فتوحات الدین ہے انہ رفع الی السماء ثم یتوفی ابعد ذالک بعد نزولہ الی الارض
وحکمہ بشریعۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہ آسمان پر اوٹھائے گئے اور اسکے بعد زمین پر اوتر کر
شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حکم کر کے وفات پائین گے۔
اقول ای حضرت مجیب خدا آپکے حال پر رحم کرے یہ کیا ظلم ہے۔ پہلے توفی کی ظاہر اور اصطلاحی قران کی معنی
مین تحریف معنوی کی جب اس سے اطمینان قلب ہوا تو تقدیم و تاخیر کرکے تحریف لفظی کا نمونہ دکہلایا اور افصح الکتب
وابلغ النظام کلام مین اصلاح عبارت و تقدیم و تاخیر کرکے مصحح کلام ربانی بن بیٹھے۔ تقدیم و تاخیر ہی سے مطلب
نہ نکلا اور رفع کی ساتھہ ہی موت آن کھڑی ہونیکا ڈر کا پیدا ہوا تو بجائے واو کے حرف ثم کا لگا دیا جس سے تراخی
کا معنی ثابت ہوجائے۔ اور اسقدر زمانہ ممتد ہوجائے کہ حضرت مسیح دو ہزار برس سے زائد آسمان پر خدائی صفات
مین حصہ یاب ہو کر پہر زمین پر تشریف لاکر چالیس برس کے بعد وفات پائین رفع الی السماء نہ قران مین ہے
اور نہ کسی صحیح حدیث متصل مرفوع مین۔ پہر یہ کیا اندہیر ہے کہ ناقل و منقول عنہ سب اسی پر زور دیتے ہین قران
مسیح کی موت کو مختلف پیرایہ مین سمجہاتا ہے حدیث جداگانہ طرز سے مسیح کی موت کی خبر دیتی ہے دیکہو طبرانی و بخاری
ما ثبت بالسنۃ وغیرہ اور معراج کی حدیث جو صحاح ستہ مین موجود ہے وہ تو حضرت مسیح کو حلقہ موتی مین ٹہلاتی
ہے۔ حضرت یحیی نبی کے ساتھہ جناب مسیح بن مریم کی نشست و برخاست اور قیام اسکے بغیر نہین کہ دونو حضرات ایک
ہی رنگ مین رنگین ہین۔ بعد مرگ دونو کو نورانی جسم ملا ہے جسے کہانے پینے پیشاب پیخانہ وغیرہ حوائج کی کوئی ضرورت
نہین پڑتی۔ اگر کہو کہ عیسی نبی اللہ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر تشریف فرما ہین۔ تو بتلاؤ کہ
زندہ بجسدہ العنصری کو مردہ سے کیا تعلق اور کیسی موانست در پیرہ یہی بتلاؤ کہ خاکی جسم اور تمام تعلقات زندگی
کے اشد محتاج کا انجام مرام موتی کی زمرہ مین بیٹھکر کیونکر ہو سکتا ہے۔ دو ضد کیونکر یکجا جمع ہو سکتے ہین۔ کوئی
ہے کہ روایات صحیحہ کی روسے ان دو بزرگوار کے جسم و حالات مین تفاوت مین ثابت کر سکے ہرگز نہین۔
پس عدم تفاوت حالت اور باہم موانست و تعلق یہ شہادت دیتی ہین کہ عیسی علیہ السلام مر چکے ہین اور
بعد مرگ انہین نورانی جسم ملا ہے۔ اسی لئے تو موتی کی جماعت مین تشریف فرما ہین مگر یہ حضرات ہین کہ حضرت عیسی
علیہ السلام کو آسمان پر چڑہائے بغیر چین نہین لیتے۔ بات تو یہ ہے کہ انکو ہر طرح سے امداد مذہب نصاری مرکوز
خاطر ہے۔ اسلئے انکی خدا کی زندگی و اقبال لازوال کی دعا کو ہمیشہ زبان رکہا کرتے ہین شریعت محمدیہ پر حکم کرنا ادعا
ہے انکی حیات جسمانی و نزول من السماء پر جب موت کے قوی دلائل اور نہایت مضبوط ڈوریان حیات جسمانی
حیات کو جکڑ رہی ہوئی ہین جس سے کسی طرح ہل جل ممکن نہین تو نزول من السماء کے بعد شریعت محمدیہ

حکم کرنا معلوم شد مجیب کی تفسیرین دفعہ یہ ہمارے نصوص قرآنی وحدیثی کے سامنے محض لاغر ہین۔

قولہ توفی کہتے ہین کسی چیز کو پورا لینے کو۔

اقول ہم بھی اسی کے قائل ہین کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کی روح کو پورا قبضہ مین کر لیا جس سے اسپر جھوٹنا محال ہے بخلاف منکرین کے کہ انمین قبض تام نہین ہوتا ہمارے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے اس باب مین ایک اشتہار دیکر کہا ہے کہ اگر کوئی قرآن وحدیث ولغت ودیوان قدیم وجدید سے یہ ثابت کردے کہ توفی کا لفظ جسکا اسکا فاعل اللہ تعالی اور اسکا مفعول کوئی ذی روح انسان ہو تو سوائے موت وقبض روح کے اور معنی کسی جگہ بھی آیا ہے تو اسکے لئے ہزار روپیہ انعام ہے کہان ہین حامد رضا صاحب بہاری اور انکے ہم خیال مولوی صاحبان۔ ذرا غیرت کو کام مین لا کر اس آسمانی صدا کی طرف کان لگائین۔ اور مدعی کی سیاکرنیکے لئے مرد میدان بنین اور اگر توفی بمعنی قبض تام اور پورا لینے کا ہو تو یہ ترجمہ بھی غیر موزون نہوگا کہ ای عیسی مین تجھکو پورا کرنے والا ہی پوری عمر طبعی کو پہونچانے والا ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایکسو بیس کی عمر پاکر طبعی عمر کو پہونچکر کشمیر مین وفات پائی سری نگر محلہ خانیار مین دفن ہوئے اب تک قبر موجود ہے جو عیسی صاحب و شاہزادہ نبی اور یوز آسف نبی کی قبر سے مشہور ہے۔

قولہ مجیب نے صفحہ ۳ مین حضرت عیسی علیہ السلام کو صحابی رسول اللہ بنانے مین کوشش کی ہے۔

اقول صحابی تو اسی وقت بنین گے کہ اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہون اور پھر کسی وقت انکے نزول کا صحیح ثبوت لگ سکے مگر آپ دیکھ چکے ہین کہ مجیب نے جس زینہ کو حضرت مسیح کے چڑھانے اور اتارنے کیلئے بڑی عرقریزی سے کھڑا کیا تھا وہ سراب نکلا یا یون سمجھو کہ اسمین گھن لگ گیا اور اسکی ساری کوششین برباد ہوگئین اور جسکے کو اپنے اعتقاد کا تکیہ گاہ بنایا تھا اور اسے عمود فولادی سمجھا تھا آج وہ گھاس کی ٹٹی نکلی اگر آپکے ہمارے طوفان خیز دلائل یا بتغیر الفاظ یون کہو کہ ہماری شرر افشان کاری حربے سے یہ بودی نکمی ٹٹی بچ نکلی تو آج نہین تو کل ضرور یہ پرانی گھن خوردہ عمارت گر کر رہیگی۔ کسی نبی کو امتی قرار دینا جائز ہے یا نہین اسکی تفصیلی بحث قریب مین کرینگے اور یون تو مختصراً کچھ کر چکے ہین۔

قولہ صفحہ ۳ مین مسیح بن مریم کے دو موت کا انکار کیا ہے۔

اقول مجیب نے ص۱۱ مقدمہ خامسہ مین صاف طور سے اقرار کیا ہے کہ کسی نبی کا انتقال اسکے دوبارہ تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا شاید وہان مدہوشی کا عالم تھا اب ہوش سنبھالا ہے غرض یہان مولوی صاحب ہمارے ہم کلام ہوگئے ہین اب انکو یہی ضروری ہے کہ چار آیات مذکورہ بالا مین جنمین احیاء اموات کا ذکر ہے تاویل صحیحہ کرکے ان آیات کے موافق کردینگے نہین عدم رجوع موتی کا بیان مختلف رنگون مین بصراحت موجود ہے۔ للہ در

القائل ۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ۔

قولہ یہان اگر وفات بمعنی موت ہو بہی تو یہہ روز قیامت کا مکالمہ ہے ۔

اقول ہم اسکا جواب بڑی وضاحت کی ساتہہ خاتمہ مین لکہنے والے ہین ۔ مخاطب ناظرین تہوڑی دیر صبر فرماوین مجیب صفحہ (۳۴) مین ماقبل کی کلام کا اعادہ کیا ہی جسکا جواب ہم ادا کر چکے ہین ۔

قولہ صفحہ ۳۴ وفات بمعنی خواب خود قران عظیم مین موجود ہی ۔

اقول ہمین کب انکار ہی ہم تو بار بار یہی کہتے ہین کہ توفی بمعنی قبض روح ہی تام ہو جیسے موت مین یا ناقص ہو جیسی نیند مین الحاصل نیند بہی ایک خفیف موت ہے النام خفیف الموت النوم اخو الموت مشہور مقولہ عرب ہے ۔ مجیب جیسا یہان معنی نیند کا ہرگز حسبان نہین ہی اور اگر ہی تو تشریف لائی اور اس آیتہ کا ترجمہ فرمائی یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی ای عیسی مین تجہکو سولانی والا ہون اور عزت دینے والا ہون ۔ یا بزعم فاسد مجیب اور تجہکو اپنی طرف اوٹہانیوالا ہون کیا حضرت عیسی اس وعدہ الہی کے پہلے کبہی سوئی تہی یا نہین اگر سوئی تہے تو یہہ وعدہ عبث ہے کما لا یخفی اور اگر کبہی انہین ارام لینے کا اتفاق نہین ہوا تہا تو خدا تعالی برخلاف جملہ عالم انہین ساری عمر تکلیف مین رکہا وہو مذموم اور یہہ بہی فرمائی کہ یہہ وعدہ کب پورا ہوگا زمین مین یا آسمان مین یا نزول من السماء کی بعد پہر یہ بہی تبلائی کہ جب حالت خواب مین خداوند عالم نے انکی روح کو اپنے قبضہ مین لیا تو جسم کا رفع کیونکر متصور ہو سکتا ہی کیا کبہی آپنے دیکہا ہی کہ حالت نیند مین جسد عنصری بہی روح کی ساتہہ غائب ہو جایا کرتا ہی اور بستر خواب پر پڑا نہین رہتا ۔ حیرت ہے کہ نیند مین تو روح کو قبض کری اور جسم کو اوٹہا کر آسمان پر لیجائی اور آمری جیب مجیب آیتہ وعدہ کو آیتہ الیفا کی ساتہہ ربط دیکر ترجمہ سی حظ اوٹہائی وہ یہ ہین یا عیسی انی متوفیک فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۔ ای عیسی مین تجہکو سولانیوالا ہون ۔ ایفائی وعدہ مین حضرت مسیح بن مریم فرماتی ہین کہ ای رب جب تونی مجہے سلادیا تو تو ہی میری قوم کا محافظ تہا ۔ کیا اس آیتہ مین دونو حضرات کے باری باری پہرا دینا اور قوم کی نگرانی کرنیکا ذکر ہی کہ جب عیسی سونے لگین خدا کی نگرانی کی باری آوے اور جب جاگتی رہین تو خود ہی نگران کار ہے ۔ تعالی عنہ شانہ الکریم ص۴۴ مین حضرت کی ساتہہ تین وعدہ الہی کا ذکر کیا ہی اور وعدہ رابعہ کا نام تک نہین لیا سراسر خیانت ہے ۔ چوتہا وعدہ جو فوقیت مسیح علی الکفار ہی اسلئے عمداً ترک کیا ہی کہ اس سی ایک سخت ضرب انکی اعتقاد کی وجود پر پڑتی ہی اور انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین اسکی تشریح آئیگی ۔

قولہ ۔ اگر معنی آیت یہی ہون کہ مین تمہین موت دونگا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اوٹہا لونگا تو ایسی سوا اسکی کہ اونہین موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے ۔

اقول ۔ ہماری مولوی صاحب کو یہی وہمن ہی کہ عیسی نبی صاحب کسی طرح آسمان پر چلے گئے مین انہین بار بار سمجہا گیا

کہ مرفوع الی اللہ کا معنی آسمان پر جانیکا نہین ہے اور مزید تفہیم کیلئے ایک مقدمہ جدا گانہ لکھا گیا مگر ہماری خد
ہین کہ وہی رفع الی السماء وہی نزول من السماء کا وظیفہ ورد زبان ہے۔ مجیب کو اصل واقعہ اور کتب سابقہ
چونکہ بیخبری ہے اسلئے یہہ بیمحل تکلم ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مین وہ
نبی مسیح موعود ہون جسکی تمہین انتظاری ہے۔ علماء یہود نے کہا کہ مسیح منتظر جب آئیگا کہ ایلیا نبی اسکی پہلے آسمان سے اترے
ابہی تک تو وہ نہین آیا پہر تم کیونکر مسیح موعود ہو سکتے ہو حضرت روح اللہ نے کہا کہ آنیوالا تو آگیا وہ یحیی زکریا کا بیٹا ہے یہ
یہودی مولوی بڑے بگڑے اور کہا کہ یہ توریت کا محرف ہے اسمین صاف لکھا ہے کہ ایلیا آسمان سے آئیگا اور یوحنا تو زکریا کے
پیدا ہوا ہے۔ پس یہودیون نے اتفاق کیا کہ اس ملحد محرف توریت کو سولی دیدیجائے جس سے اسکے نبی ہونیکا دعوی بہی غلط
ہو جائیگا اسلئے کہ توریت کا حکم ہے کہ جہوٹا نبی سولی پر لٹکتا ہے اور جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ الحتصر یہودیو
نے یہہ منصوبہ باندہکر قیصر روم کی عدالت سے بجبر و قہر سولی پر چڑہانیکا حکم نکلوایا اور معاذ اللہ مسیح کو لعنتی موت سے مارکر اسکی
روح کو خدا تعالی کی درگاہ مین مردود بنانیکا مصمم ارادہ کرلیا تب حضرت مسیح نے جناب باری مین گریہ و زاری شروع
اور ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر رحمت و فضل الہی انکو اپنی طرف جذب کرنے لگی۔ آپکی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے صلیبی
سے بچاکر کشمیر مین پہونچایا اور یہان ایکسو بیس برس (۱۲۰) کی عمر پاکر اپنی طبعی موت سے مرکر مرفوع الی اللہ و مقرب بارگ
ہوئے پس ترجمہ اس آیۃ کا یون ہوا کہ اے عیسی مت گہبرا مین ہرگز تجہے صلیبی موت و لعنتی فوت سے نہ مارونگا یہ کافر کبہی اپنے
مرادمین کامیاب نہوگے مین تجہے طبعی موت دیکر تیرے رتبہ کو بلند کرونگا اور تجہے اس الزام سے پاک کرونگا اور قیامت تک
تیرے تبعین کو تیرے منکرین (یہود) پر غالب رکہونگا تمام ہوا ترجمہ آیۃ کا۔ فرمائیے حضرت اب بہی تسلی ہوئی یا نہین یہ بہی
کوئی عمدہ بشارت تازہ ہے یا نہین اگر یہان رفع سے مراد رفع درجات و رفع روحانی نہین ہے رفع جسم مراد ہے تو فرمائیے
یہودیون کے الزام کا جواب قرآن مین کہان اور کس جگہہ ہے یا درکہو کہ صرف یہودی مولویون کے ناپاک منصوبون کے دفع
کیلئے رفع و تطہیر خدا تعالی نے عیسی علیہ السلام کے واسطے قرآن مین استعمال فرمایا ورنہ تمام اہل اسلام کے نزدیک
تمام انبیاء مرفوع الی اللہ مطہر و مزکی ہین اسمین حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہین ہے۔

الزام لطیف

مجیب نے آیۃ ذیل پر استدلال کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومنون کی روح آسمان پر بلند ہوتی ہے دیکہو صفحہ ۴۴
ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ترجمہ مجیب بیشک جن
لوگون نے ہماری آیتین جہٹلائی اور انسے تکبر کیا انکے لئے نہ کہولے جائینگے دروازے آسمان کے تو کافر کی روح آسمان پر نہین
جاتی الخ بیان حضرت مجیب نے تسلیم کرلیا ہے کہ جسم عنصری کا صعود اور اسکا رفع محال عقل ہے جبہی تو لہم کے ہوتے
ہوئے صرف رفع روح کے قائل ہوئے۔ اور قضیہ پاک ہوا اور ترجمہ حسب رائے مجیب یہہ ہوا کہ اے عیسی مین تیری

روح کو قبض کرنیوالا ہون اور تیری روحکو آسمان مدارج پر بلند کرنیوالا ہون۔ اس پہلی آیتہ کے ساتھہ السبت یہ کہم قالوا بلی کی تلاوت کیجئے تو اور تقویتہ پیدا ہو جاتی ہی اگر آپ ہٹ دہرمی پر آجائین اور آیتہ بابالبحث سی رفع جسم الی السماء مراد لین تو اسکی قطع نظر کہ رفع الی اللہ تقرب و رفع درجات کے معنی مین قطعی ہی آپ پیہ واجب ہوگا کہ تمام مومنین کی احیاد کو بھی آسمان پر جانیکا اعتقاد کہین اور آیندہ انکے لیے بھی ناخنون تک زور لگائین احتمال ہی کہ کوئی آنکھہ کا اندہا گانٹھہ کا پورا انکے دام مین آپھنسے۔ بڑی تعجب کی جگہہ اور بڑی حیرت کا مقام ہی کہ جس آیتہ مین سماء کا لفظ بصراحت موجود ہی وہان رفع جسم ممتنع ہوا اور رفع روحکا یقین کیا جائے اور جہان لفظ سماء نہ وارد ہی وہان جسم کے رفع الی السماء کو جایز کہا جائے۔ لطف یہ ہی کہ مجیب نے اپنے جواب کا افتتاح بعد بسم اللہ و قبل حمد اسی آیتہ سی کرکے ہمارا ہاتہہ بٹایا ہی اور اپنی پہلے قلم سے اپنا ادر امر حق کا ثبوت دیا ہے۔ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قولہ صفحہ ۴۶ سطر ۷ کا خلاصہ یہہ ہی کہ کوئی نبی نبوت سی معزول ہوا اور نہ استعفا دیا ضرور وہ سب اللہ تعالے کے نبی ہین اور ہمیشہ رہین گے اور ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اور ہمیشہ امتی رہین گے اور نبی ہونے میں اور امتی ہونے مین کوئی منافات نہین اور نہین جاتا کہ ایک عیسی روح اللہ پر موقوف نہین ابراہیم خلیل اللہ و موسی کلیم اللہ و نوح نجی اللہ و آدم صفی اللہ و تمام انبیاء اللہ صلی اللہ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اس دعوی پر حدیث لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اور آیتہ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ الایتہ پر تمسک کیا ہے۔ اور اپنے مخالفون کو برا بھلا کہا ہی اور اس استدلال پر بڑا ہی ناز کیا ہی۔

اقول و باللہ التوفیق اگر باعتقاد مجیب تمام مرسلین سابقین کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا امتی تسلیم کرلین تو بہت مشکلات ذیل پیش آتی ہین۔ مشکل اول یہ سب پر ظاہر ہی کہ امتی وہی کہلا سکتا ہی کہ جو ہر حالت مین اپنی نبی متبوع کا تابع رہی کسیطرح کلیات و جزئیات مین سر مو فرق کرنیکا مجاز نہو یہ تعریف بہیر صادق آتی ہی اگر انبیاء کرام کو ہمارے ہم سنگ نبنائی تو پہلی نبوت سے انہین معزول کرو۔ کیونکہ ایک مستقل نبوت تشریعی دوسری نبوت کی من کل الوجوہ تابع ہو نہین سکتی اور ایسی شان رفیع رکہکر خادمی کا جوا گردن پر نہین اوٹھا سکتی خادم و مخدوم مین ضرور فرق ہی مالک مملوک تابع متبوع مین ضرور فرق ہی نبی صاحب شریعت و امتی مین ضرور فرق ہی یہہ دونو ضدین ہین ایکجا جمع ہو نہین سکتی۔ کیا تمہین یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین مجہکو یونس نبی پر ترجیح مت دو یعنی من حیث النبوت ہم دونو ایک رتبہ کی ہین۔ کبھی تمنے سنا ہی کہ ابوبکر عمر عثمان علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے بھی اس قسم کا ارشاد ہوا ہی۔ ہرگز نہین۔ اسمین وہی سر ہی کہ یہ امتی ہین اور وہ نبی کیا تمہین یاد نہین کہ شب معراج مین جب رسول اکرم حضرت موسی سی آگی بڑہ گئے تو موسی نبی رو کر فرمانے لگے کہ اس لڑکی کی امت میری امت سے

بہتر بہشت مین داخل ہوگی۔ دیکہو صحیحین و سنن نسائی وغیرہ۔ بہلا عقل ایک لمحہ کیلئے باور کر سکتی ہی کہ امتی تابع اپنے نبی متبوع کی کثرت گروہ پر گریہ اور رشک کرے اور اسکی امت سے اپنی امت کو سفارش بتلائے۔ حاشا وکلا۔ مشکل دوم تابعداری و اطاعت کیلئے شرط ہی کہ خادم و مخدوم ہم عصر ہون یا زمانہ مخدوم سابق ہو یہ کیسی اطاعت ہے کہ مخدوم کا زمانہ ابہی عدم مین ہی اور خادم دو چار ہزار بلکہ چہ ہزار برس پہلے اپنا دور عمر گزار کر چلدیا۔ مشکل سوم کیا امتی کو ایسی ضخیم کتاب بہی دیجا سکتی ہی کہ اپنے ساری مطالب کا حل اسی سے کرلے اور ایک ذرہ برابر اپنی نبی متبوع کے احکام کا محتاج ہو۔ ہرگز نہین۔ پہر یہہ کتاب توریت نبی متبوع کے پہلے کیون نازل ہوئی۔ مشکل چہارم جو کتاب امتی تابع کو ملی نبی متبوع کی کتاب سے اکثر باتون مین معارض ایک چیز پر امتی عمل کرتا ہی تو اسکا نبی اسکے خلاف مین کیا یہہ عمدہ روش ہی کیا ایسی مخالفت سے امتی ماخوذ نہو گا۔ مشکل پنجم نبی کی کتاب امتی کی کتاب کی ناسخ کیون ہونا چاہئے۔ جب برگزیدہ امتی اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتا تہا۔ مشکل ششم حیرت ہے کہ امتی اپنے کو بہی رسول خدا کہتا ہی اور اپنے پیشوا نبی کو بہی اسی صفت سے یاد کرتا ہی کیا ہم ایسے سچے رسول کو گستاخ کہہ سکتے ہین اور طرفہ یہہ ہی کہ وہ امتی اپنے نبی کی آمد کی بشارت دیتا ہی نہین معلوم اپنے نبی کے آمد کے پہلے اسکے احکام کی تعمیل کیونکر کرتا ہوگا۔ غور کرو اس آیۃ واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یاد کرو جب عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل مین رسول خدا ہون کہ تمہارے پاس آیا ہون اور توریت کا مصدق ہون اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہون کہ میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہی۔ اس آیۃ مین ایک بات اور غور طلب ہے کہ حضرت عیسی نے ایک اپنے برابر امتی کی کتاب توریت کا ذکر کیا ہی اور اسکی تصدیق کی مگر حیرت کا مقام ہے کہ اپنے نبی کی آمد کی ذکر کے ساتہ اسکی کتاب کا نہ نام لیا اور نہ اسکی تصدیق کی جو انکے لئے اشد ضروری اور انکے ایمانیات مین داخل تہا۔ مشکل ہفتم قال اللہ تعالی لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم رسولون مین سے کسی ایک کے درمیان فرق نہین کرتے ہین سب کو یکسان خدا کی فرستادہ اعتقاد کرتے ہین۔ اس آیۃ مین دو باتین پائی گئین۔ ایک تو خدا نے سبکو رسول دینی قرار دیا دوسرے عدم تفریق بینہم کا ارشاد فرمایا حالانکہ امتی و نبی مین تفاوت بین چاہیئے مساوات کیسی۔ مشکل ہشتم قرآن کی ماہر کو اس شہادت سے کبہی انکار نہو گا کہ جتنے مرسلین پہلے گزرے ہین۔ سبہون نے اپنے قوم کو جو ہدایت دی وہ صرف یہی تہی کہ انی رسول اللہ فاتقوا اللہ … مین فرستادہ خدا ہون میری ساتہ ہو لو کسی ایک نے بہی منہ سے یہہ نہین نکالا کہ مین فلان کا امتی ہون۔ اور ساری باتون مین خاتم الانبیا کا محض تابع اور انکے احکام کا منقاد۔ پس کیا آپ ان حضرات پر اخفائے شہادت و عدم اظہار امر حق کا جرم لگا سکتے ہین۔ اعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ۔ مشکل نہم جب خداوند

آمر نے اپنی تمام مرسلین و نبیون کو مقتدی و مطاع کے بزرگ خطاب سے یاد فرمایا ہے تو کسکی مجال ہے کہ انہیں
مطیع و امتی بنانے کی جرات کرسکے قال اللہ تعالی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ
یعنی ہم نے تمام رسولون کو مطاع بنا کر بھیجا ہے۔ حصر مین یہ اشارہ ہے کہ ہمارے مرسلان کسی وقت کسی کے
مطیع نہین ہو سکتے۔ مگر ایسے نبی اپنے زمانہ کا استقلالی صاحب شریعت ہے۔ جائے غور ہے کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ
والسلام کے بعد جتنے انبیا گزرے ہین سب پر توریت کے حکم کی تعمیل واجب تھی مگر باوجود اسکے کسی نبی نے حضرت موسی
کو اپنا نبی اور اپنی ذات کو محض انکا امتی قرار نہین دیا۔ اور نہ موسی علیہ السلام نے آیندہ نبیون کو اپنا امتی
فرمایا پس جو نبی سب نبیون کے پیچھے تشریف لاوے اور اسکی کتاب بھی سب کتابون کے پیچھے اترے جسے اگلون کو
اسکے احکام پہ ناچار عمل کا موقع نہ ملا ہو اور نہ انہین اسکا علم ہو تو وہ بھلا کسطرح اگلون کا نبی اور اگلے لوگ
کیونکر اسکے امتی قرار پاسکتے ہین۔ مشکل یہ ہے قرآن کے پڑھنے والون سے پوشیدہ نہین ہے کہ ایمان کا لفظ کئی
مقام پر سچ سمجھنے اور ماننے کے معنی مین آیا ہے جس سے کسیطرح اسکے مصدق کو امتی نہین کہہ سکتے۔ ہم ذیل مین
ایک ایسی آیتہ پیش کرتے ہین جو الزام و اسکات خصم کیلئے کافی و وافی ہے قال اللہ تعالی امن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الآیہ محمد
رسول اللہ اور جملہ مسلمان قرآن کو مانتے اور اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور نیز یہ پیغمبر محمد (صلعم) و
تمام مسلمان اللہ پر اور اسکی تمام فرشتون پر اور اسکے تمام کتابون پر اور اسکے اگلے تمام رسولون پر ایمان
لاتے ہین یعنی ان سبکی تصدیق کرتے اور انکو برحق اور سچ سمجھتے ہین ہمارے اس دعوی کا ثبوت کتاب مجید
کی اس آیہ سے بخوبی ملسکتا ہے قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم
الآیہ یعنی اے پیغمبر ان منافقون سے کہدے کہ جھوٹے عذر مت تراشو ہم ہرگز تمہاری باتون کی تصدیق نہ کرینگے
اور سچ نہ مانینگے کیونکہ اللہ نے تمہاری اخبار سے ہمکو اطلاع دیدی ہے مجیب صاحب ذرا یہان اپنا ترجمہ کرکے
دیکھیے ہمین یقین ہے کہ آپ اسوقت کوئی کونہ منہ چھپانے پھرینگے۔ چونکہ اس آیتہ بالا مین مثل آیتہ میثاق
ایمان کا لفظ دوجگہ موجود ہے اسلئے ہمارے مجیب صاحب کو بالضرور یہ ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مہبط وحی و صاحب قرآن پر ایمان لائے ہین اور اسکے امتی ہین اور وہ انکے نبی ہین جس سے افضلیت
شی من نفسہ لازم آتی ہے اور نبی و امتی ایک ہی شخص قرار پاتا ہے جو بداہت محض لغو و بیہودہ خیال ہے و نیز
قطعاً بخیال شما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے امتی اور فرشتون کے امتی اور فرشتے انکے نبی اور نیز
تمام انبیاء کرام کے امتی اور سارے انبیا انکے نبی قرار پاتے ہین۔ آیتہ میثاق کی رو سے آپنے تمام انبیا
کو محمد رسول اللہ خاتم الانبیا کا امتی بخیال خام تسلیم کیا اور یہ آیت باعتقاد شما اسکے برعکس فتوی

ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گذشتہ نبیوں کا امتی ٹھیرا دیا ہے۔ مجیب صاحب نے ہمیں اس
چیستان کا مطلب سمجھایا کہ زید عمرو کا مخدوم ہے اور عمرو بھی زید کا مخدوم ہے زید عمرو کا امتی اور
جملہ امور میں محض اسکا تابع ہو اور نیز عمرو بھی زید کا امتی اور جملہ امور میں محض اسکا تابع ہو اور زید عمرو کا
نبی اور نیز عمرو زید کا نبی بینوا بالوضاحۃ و توجروا اور اس آیت سے بقول حضرت مجیب صاحب یہ بھی معلوم
ہوا کہ جملہ مسلمان محمد رسول اللہ کے امتی ہیں اور فرشتوں کے بھی امتی ہیں اور تمام انبیاء و سابقین کے بھی
امتی ہیں اور من کل الوجوہ فرشتوں اور نبیوں کے منقاد امر ہیں اور نیز امتی ہونے میں رسول خدا علیہ
التحیۃ والثنا کے مساوی الرتبہ ہیں۔ ای ناعاقبت اندیش مجیب جاہل مدرضا بریلوی سمجھ سمجھ کر معلوم کر یہ تو لعنت
پر ذلت الزام بر الزام جو تیرے عائد حال ہو رہے ہیں کس وجہ سے ہیں سے امر حق کے کتمان اور امام آخر الزمان سے
بیجا مخالفت کا نتیجہ ہے۔ توبہ کر ورنہ تیرے ایمان کا انجام بخیر نظر نہیں آتا تلک عشرۃ کاملۃ اب مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آیت میثاق کا اصلی ترجمہ کر دیا ہو اور اسکے بعد حدیث مذکور بالا کا مطلب بیان کیا جائے
جس سے ناظرین کو تسکین حاصل ہو اور مجیب بھی فائدہ اوٹہائے ترجمہ آیت۔ یاد کرو اسوقت کو کہ جب خدا نے نبیوں سے
عہد لیا کہ میں نے تمکو کتاب و حکمت عنایت کی ہے پھر جب تمہارے پاس کوئی رسول آجاوے اور تمہاری کتابوں کی تصدیق
کرے اور انکو برحق سمجھے تو تمکو بھی چاہیے کہ ضرور اسکی نبوت کو مانو اور اسکی تصدیق کرو اور اسے برحق جانو اور ہر طرح سے
اسکی مدد کرو آئندہ نبی کو ماننے اور اسکی نصرت کی تاکید اس شرط اور اس قید پر ہے کہ آنیوالا نبی ماضی کی کتاب کا مصدق
ہو اسمیں یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹا مدعی کبھی اپنے سے اگلے نبیوں کی کتابوں کو نہیں مانتا و نیز اسکی عزت کا اقرار نہیں کرتا
بخلاف سچے مدعی کی کہ عبودیت اسمیں بہت غالب ہوتی ہے اور سارے گذشتہ نبیوں اور انکی کتابوں کی تصدیق کرکے
اپنی سچائی اور راستبازی لوگوں کے دلوں میں جاگیر کر دیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسی نے حضرت ہارون کی
نبوت کو مانا اور ہر دینی امور میں انکا ساتھ دیا اور دونوں ملکر حسب ارشاد باری تعالے فرعون کی دعوت کیلئے گئے اور
حضرت خلیل اللہ نے لوط علیہ السلام کے رسالت کو مانا اور انکے معین و مددگار رہے۔ اور حضرت شعیب نے حضرت
موسی کی جیسی اعانت کی سب پر ظاہر ہے۔ غرض یہ صادق العہد انبیا اپنے اقرار کو ہمیشہ پورا کرتے آئے ہیں۔ اور
اگر آنیوالے رسول سے مراد خاتم الانبیا ہمارے سید و مولی مراد ہیں تو یہ ترجمہ کرنا پڑیگا۔ کہ اگر بالفرض ہمارے
برگزیدہ رسول نبی آخر الزمان تمہارے وقت میں آجائیں تو تم پر ضروری ہے کہ انکی تصدیق کرو اور انکو رسول حق
مانو اور حتی الامکان ضرور انکی مدد کرو۔ اس ارشاد سے جناب الہی کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیائے عظام
کے دلوں میں عظمت و شان محمدی کا سکہ جما دے تاکہ ہمیشہ وہ برگزیدہ جماعت اپنے اپنے اوقات میں نبی
امی لقب محمد عربی خاتم المرسلین کا تذکرہ امتیوں سے کرتی رہیں۔ اور اسی وجہ سے تمام کتب مقدسہ سابقہ میں

ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے و بشارات بکثرت موجود ہین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین اور حدیث لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی کا یہ مطلب ہے کہ مین وہ عظیم الشان رسول ہون کہ اگر بالفرض موسی جیسے صاحب توریت اسوقت زندہ ہوتے تو انکو بھی میری پیروی ضرور کرنی پڑتی۔ یہان پیا تباع اور وجود موسی فرضی ہے حقیقی طور پر نہین ہے۔ اس حدیث کا ہمرنگ ہم معنی ایک اور حدیث وہ یہ ہے لو کان فیبا بعدی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ جس طرح حدیث اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عظمت پر دلیل ہے ایسی ہی حدیث دوم بھی حضرت فاروق کے علو مرتبت پر ایک قوی قرینہ ہے۔ خاتم الانبیا کے بعد حضرت عمر رضی اللہ کا نبی ہونا اور حضرت موسی علیہ السلام کا آنحضرت کے باسعادت زمانہ کو پاکر آپکا متبع ہونا فرض کے طور پر ہے نہ حقیقی طور پر۔ اگر حدیث اول مین اتباع حقیقی مراد لیا جائے تو حدیث دوم مین بھی جو اسکا ہمرنگ ہے بالضرور نبوت حقیقی لینی پڑیگی اور اسوقت ایک سخت اعتراض اور ایک بلا کا سامنا درپیش ہوگا اور وہ یہ کہ العیاذ باللہ حضرت موسی علیہ السلام عمر فاروق سے بدرجہا کم رتبہ ٹھیرائینگے اور حضرت عمر خاتم الانبیا مانے جائینگے۔ نہ اختلاف اور اگر یا مین ہمہ آپکو حقیقی اتباع پر اصرار ہے اور یہ اعتقاد تھا اس حدیث کی رو سے حضرت موسی نبی محمد عربی فداہ ابی امی کی تبعیت داخلی ہین تو صحابہ عشرہ کے قطع نظر پہر انکو زندہ ہوکر آنا چاہئے تھا یا اب انہین آنا چاہئے۔ ہذا محال جدا۔ کیونکہ حقیقی اتباع ہے کہ متبوع تو ابھی دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا اور کچھ اپنا فرمان و دستور العمل شائع نہین کیا۔ تابع پہلے ہی ان کر خیالی طور پر متبوع کے جملہ احکام کی تعمیل کرکے چلدیا ہذا شی عجیب و امر غریب۔ ای محب صاحب ان دلائل عشرہ اور استحالہ قویہ کا جواب اپنے والد محقق صاحب سے پوچھ کر دیکھئے جنکی تحقیق پر آپکو فخر ہے۔

قولہ۔ کیون قرآن کا نام لینے والو کیا یہ آیتین (آیات میثاق) قرآن مین نہین۔

اقول۔ کیون قرآن کا نام لینے والو یہہ آیات لا نفرق بین احد من رسلہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ وغیرہ قرآن مین نہین یا نہین ہین اگر ہین تو ہماری رائے پر چلکر تعارض کو دفع کرو اور توبہ کرو ورنہ سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

قولہ کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید سے ساتھ سب انبیائے مرسلین صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانیکا عہد نہ لیا۔

اقول۔ کما تقول شما محمد رسول اللہ کو تمام انبیا اور تمام ملائکہ پر ایمان لانا اس آیۃ آمن الرسول سے ثابت

نہین ہوا۔ ضرور ہوا۔ توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد ہوا دن سبکو محمد رسول اللہ کا امتی نہ بنا دیا۔

اقول کیا اس صریح نص سے بزعم فاسد حامد محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیا بلکہ تمام ملائکہ تک اپنے نقش تشریف کرامتی
نہ بنے ضرور بنے توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد لیتے وقت انہون نے نبوت سے استعفا کیا۔

اقول کیا محمد رسول اللہ صلعم بقول شما انپر ایمان لا کر اور امتی بنکر نبوت سے استعفا کیا۔ توبہ کرو۔

قولہ کیا اللہ عزوجل انہین معزول کر کے امتی کر دیا۔

اقول حبیب بقول شما امتی بنا دیا۔ تو معزول ہی کر دیا کیونکہ عزل عن النبوت سے یہ کہ کوئی نبی امتی نہین ہوتا
نبی و امتی باہم متضاد ہین۔ آپ ہی تو نبیون کو امتی بنانے مین بڑی خوشی نظر آتی ہین ہمکو تو اس سے سخت نفرت ہے اس
نادان تو آیہ میثاق کے رسول کے لفظ سے تخصیصاً محمد رسول اللہ مراد لیا ہے حالانکہ وہان تعمیم ہے اور حق یہ ہے کہ وہان
تمام انبیا کی مراد لینے مین قطعی محذور ہے آنحضرت بعہد انبیا محال عقلی ہے اور مشاہدہ کے خلاف ہے ہان فرضی طور پر مان لین تو
امکان و روایات سے تعمیم پر کہ جسمین کوئی استحالہ لازم نہین آتا اور واقعات صحیحہ ہی اسی کے موید ہین یہی تخصیص کے
قرینہ پر زور دینا انکی ... نہین آتا ... بیان ہماری مراد نبوت سے مستقل ہے ... قبل کی نبوت

قولہ ای سفیہو ... حضرت ... علیہ الصلوۃ والسلام آوینگے اور باوصف نبوت و رسالت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی و ناصر دین ہو کر رہینگے۔

اقول ای نادان حامد رضا خدا تجھے نیک سمجھ دے اسقدر کیون غلو کرتا ہے اور حد سے کیون بڑھتا ہے کیا نبی حدود باری
الہی سے مطاع کا خطاب پایا ہوا کیسی امتی و مطیع بن سکتا ہے جب بخیال خیالیہ تمام مرسلون نے امتی بننے کا اقرار
کیا ہے اور تائید و نصرت کا ذمہ لیا ہے تو اول ابو البشر حضرت آدم کو دنیا مین دوبارہ آکر اپنا عہد پورا کرنا ضروری
تہا مگر انہون نے نہین کیا۔ حضرت نوح بھی بہول گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی اپنے اقرار کا کچھہ خیال نہ
حضرت اسمعیل جنکی صفت قرآن شریف مین صادق الوعد آئی ہے اللہ تعالی انہین صادق الوعد کے لقب سے
یاد کرتا ہے انکو بھی نہ اپنے عہد کا خیال رہا اور نہ اپنے جلیل لقب کا موسی علیہ السلام نے بھی اپنے عہد کی کچھہ بھی پروانہ
کی اب ای مفتری بتلا کہ یہہ خاصان خدا تیرے اصول کی رو سے سچے ہین یا جھوٹے صادق العہد ہین یا کاذب العہد
تیرے نزدیک ایک حضرت عیسی ہی اپنے وعدہ و عہد کے سچے اور پکے ہین اور باقی خیریت۔ گو مر چکے ہین (جسکا
ثبوت پہلے گذرا) مگر چونکہ تیرے علم مین وہ ایک ہی صادق الوعد ہین اسلیئے قبر کو چہیر کر آسمان پر جا بیٹھے کر اپنی
روح سے ملکر ضرور بعد ضرور عنقریب نزول فرمائینگے۔ ای مرد خدا ایسے گندے عقیدہ کو لیکر خدا سے تعالی

کے سامنے توکیسے گردن ڈالیگا تو ہرنماز اور قرآن کو پڑھتے ہیں اور صراط مستقیم کی دعا مانگکر اهدنا الصراط المستقیم ہمیشہ پڑھتے ہیں بہانتک۔

قولہ ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم

اقول فرشتون کا اپنے بازوں کو بچھانا طالب علم دین کیلئے جسمین حدیث اپنے ظاہری معنی پر مستعمل ہے یا نہین اگر ہے تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے کیونکہ باہوش انسان تصور کر سکتا ہے کہ جب طالب علم دینی علم کیلئے سفر کرتا ہے تو فرشتے اپنے بازوں کو اسکے پاؤن کے نیچے بچھا دیتے ہیں تاکہ وہ انپر چلا کرے یہ ایک استعارہ ہے کہ طالب حق کیلئے نصرت الہی نازل ہوتی ہے فرشتے اسکی امداد مین کھڑے ہو جاتے ہیں نیس یاد رکھو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے دو فرشتون کی نسبت ہے کہ نصرت الہی اسکے شامل حال رہیگی اور فرشتے اسکی امداد کیلئے مامور ہونگے اور مستعد دلون کو اسکی طرف کھینچ کر لیجا ئینگے اگر آنکھ ہے تو دیکھو کہ کہان عرب و شام اور افریقہ اسام کلکتہ اور لنکا مدراس حیدرآباد سندوستان اور کہان قادیان کسطرح ان شہرون کے مستعد دل کھینچے ہوئے چلے آتے ہین آپ لوگون نے تو ناخنون تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو مٹا ڈالین اور اس جماعت کے شیرازے کو منتشر کردین مگر جسقدر آپ لوگون نے اس باب مین سعی کی اسیقدر خدا تعالی نے اپنے قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی پر ترقی اور اس سلسلہ حقہ کو مسلسل ترقی ملا کیونکہ یہ سلسلہ اسی کے ہاتھ کا قائم کیا ہوا ہے آج اسکی تعداد لاکھ کے قریب ہے کل تم دیکھو گے کہ اسکی گھوڑ دوڑ کیسی ہے اور کیسی ترقی کر نیکو جی چاہتی ہے تمہین نہین معلوم کہ یہ طاعون کسلئے نازل ہوئی ہے اس سلسلہ کی بڑہانی اور مخالفون کے گھٹانے کیلئے پوری ساز و سامان کے ساتھ آئی ہے واللہ ذو الفضل العظیم مجیب نے اپنے دلائل آیت میثاق و حدیث لوکان موسی کی قوت پر بڑا فخر کیا ہے مگر جب ہماری اس تحریر کو دیکھیگا اگر آنکھ میں حیا کا مادہ باقی ہے تو ذی علمون کے سامنے رخ نمائی کو اسکی حیا اور اسکی غیرت ایمانی ہرگز اجازت نہ دیگی۔ نیز مجیب نے یہ بھی خیال کر مین مسائل کے جواب سے سبکدوش ہوگیا ہون اور حیات مسیح کو بڑی عمدہ پیرایہ مین بیان کر کے فراغت حاصل کرلی ہے۔ اسلئے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۵ تک بڑا ہی تماشہ کیا ہے اور ناز سے چلنا شروع کر دیا ہے اور پھر اپنے قصہ کو دہرا دہرا کر عوام کو خوش کرنا چاہا ہے اسلئے ہم اس فضول و تمتہ باتون کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کو ناپسند اور ناقبل کی دلائل قاطعہ کے تانک سا سر مجیب کے گردن مین لپٹاتے پر پسند کرتے ہین اور نیز ہمکو یہ حق حاصل ہے کہ اسکی درشت زبانی پر جواب ترکی بہ ترکی دین اور الصمصام الربانی علی اسراف القادیانی کے جواب مین اس رسالہ کا نام منشار القضا علی ہفوات حامد رضا کہین۔ مگر ہمارا کام اظہار حق کا اظہار اور اسکی تبلیغ ہے اسلئے ہم نے اسکا نام

القول العجیب فی رد حامد المجیب رکہا۔

خاتمہ

اب ہمپر فرض ہی کہ سائل کو ثانی جواب دیکر منزل مقصود تک پہونچا دین وما توفیقی الا باللہ
واضح ہو کہ جسقدر دلائل ہم نے جواب الجواب مین درج رسالہ کیے ہین ایک حق کے طالب کو زبس کافی و وافی ہین مگر پھر بھی مختصراً چند آیات قرآنی پیش کرتے ہین جس سے وفات مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت کامل ہو جاے اور مخالف کو دم زدن کی مجال نرہے۔

(۱) فرمایا اللہ تعالی نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے تمام رسول مر چکے اگر یہہ مر جائین یا قتل کر دیے جائین تو ای لوگو کیا تم اسلام سے منہ پھیر لوگے۔ یہہ آیت وفات مسیح مین صریح الدلالت ہے اسلیے کہ تمام مرسلین جن مین یقیناً عیسی علیہ السلام داخل ہین انکے مرنیکی خبر دیتی ہے اور موت و قتل کا لفظ اسبات کا قرینہ ہے کہ قد خلت بمعنی قد ماتت کے ہے۔ خداتعالی نے اس آیت کو استدلال پیش فرمایا ہے کہ کوئی انسان کیسا ہی رتبہ کا کیون نہ ہو ایکدن اسے مرنا ہے۔ ای ہمارے پیغمبر کو دیکھو کہ یہہ بھی ایک رسول ہے اسکو بھی ایک روز مرنا ہی تھا کیونکہ اسکے پہلے سب تمام رسول مر چکے۔ اگر حضرت مسیح کو اس حکم سے باہر رکھا جائے تو یہہ استدلال سخت جرح کا محل ہوگا اور اسی نقص کے پورا کرنیکے لیے خداتعالی نے الرسل کا لفظ فرمایا تاکہ کوئی فرد اس حکم سے باہر نرہ جائے اسی آیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (جبکہ حضرت عمر جیسے صحابی تلوار لیکر کہڑے ہوگئے تھے کہ جو شخص رسول اللہ خاتم الانبیا کی موت کا قائل ہوگا اسکے سر کو بدن سے جدا کر ڈالونگا) پڑہکر سب صحابہ پر ثابت کر دیا کہ جسقدر تمام اگلے انبیا وفات پا چکے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکے برابر رحلت فرمائی ہے۔ تمام صحابہ اسپر متفق ہوگئے انمین سے ایک نے بھی یہہ نہ کہا کہ ای ابوبکر آپکا یہہ استدلال قابل جرح ہے اسلیے کہ مسیح ابن مریم ابتک تو زندہ ہین بلکہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا اس ذات کی قسم کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اس واقعہ سے جو پردہ ہمپر پڑ گیا تھا ابوبکر کی اس تقریر سے بالکل منکشف ہوگیا اور ہم خوشی سے پہولے نہ سماے۔ پس صحابہ کرام کا جس چیز پر پہلا اجماع ہوا وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ دیکھو بخاری شریف و دیگر کتب احادیث و سیر

(۲) فرمایا اللہ تعالی نے وماجعلت البشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون۔ یعنی ای پیغمبر تجھ سے تمہارے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکہا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہہ تمہارے مخالفین موت سے بچ رہین گے۔ اس آیت کا صاف مطلب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے تمام بشر خواہ وہ نبی ہون یا ولی سب مر چکے ایک کے لیے بھی بقا و دوام نہین ہے یہہ اخبار الہی ہے جسمین ہرگز کذب کا احتمال نہین جب حضرت مسیح بشر ہین اور ضرور ہین تو اب انکے مرجانے مین کیا شک و شبہ باقی ہے کیا تمہین خدا کی خبر دی بس نہین ہے اور کیا تمہارا دل قرآن شریف کے اس سچے اخبار سے اطمینان نہین پکڑتا اور نیز یہہ آیت

ہمیں مسیح علیہ السلام کی بابت خبر دی ہے اسکی موت کی بھی صحیح خبر دی ہے کیونکہ یہ دونوں حضرات بھی تو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
کی طرح کھانے پینے کے انسان ہی تھے۔

(٣) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی یہ محمد تم میں سے
کسی کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ کے سچے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں یعنی آپکے بعد کوئی نبی صاحب شریعت دنیا میں نہیں آئیگا یہ بات
سب پر ظاہر ہے کہ نبی کبھی معزول نہیں ہوتا اور وحی رسالت بھی اس سے منفک نہیں ہوتی پس مسیح کا نزول دو حال سے خالی
نہیں یا تو نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے اور محض امتی بنکر رہیں گے یا اپنی رسالت لیکر آئینگے پہلی صورت بالبداہت باطل ہے جسکو
اسلام کا اجماعی عقیدہ کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہیں ہوتا اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے وہ کافر ہے اور آیۃ وما ارسلنا
من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور آیۃ لا نفرق بین احد من رسلہ صریحاً جھٹلاتی ہیں اور دوسری
صورت بھی انکا نبوت تشریعی لیکر تشریف لانا اکذب ہے کیونکہ خاتم المرسلین کے بعد ایک اولوالعزم نبی کے آنیکو
تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اپنی ساری باتیں کلی ہوں یا جزوی تمام احکام دین بذریعہ وحی جبرائیل لیا کرتا ہے۔ پس حضرت مسیح
علیہ السلام کی رسالت و نبوت جو انکو لازم غیر مفارق ہے اور جسکو نزول وحی تشریعی ضروری ہوا ہے اسے انکو دنیا میں
آنیسے روکتی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ مر چکے ہیں۔

(٤) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی ہم نے کسی ایک بدن کو بھی ایسا نہیں بنایا کہ کھانا
نہ کھاتا ہو اسی سنت قانون کے سبب ہم اور ہمارے بزرگوار دیکھتے چلے آئے ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم تک سب اس
کھانے کے احتیاج تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عدم اصول کو زیادہ تر وسیع کرنیکی غرض سے تارک الدنیا خدا والی
جماعت کو بھی اس اکل کا محتاج ہونا صراحت کیساتھ بتلایا ہے چنانچہ فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا
انهم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی اے پیغمبر تمہارے پہلے کے جتنے رسول گذرے ہیں سب کے سب
کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے جب حضرت مسیح انسان ہیں اور مرسلوں میں انکا شمار ہے اور آپکا
یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر اسی جسم خاکی کے ساتھ جو کھانے اور پینے بول و براز کا محتاج ہے لیکر تشریف فرما ہیں تو بتلائیے وہاں
کسطرح انہیں دنیوی غذا میسر آسکتی ہے اور غذا کے عدم میسر کے سبب کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے انکی خاطر
اپنی عام قانون سنت کو بدل دیا ہے۔ اگر بدل دیا ہے تو دلیل قرآنی پیش کرو ورنہ یہ دو آیتیں الزام کیلئے آپکے گلے کا ہار ہیں

(٥) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنی اے بنی آدم یہ زمین تمہارے رہنے کی جگہ
ہے اور تمہاری موت تک کی ساری متاع اور تمام اسباب معیشت اسی میں ہیں۔ پس جب حضرت مسیح ابن آدم ہونے
کے سبب آپکی بود و باش کا مقام بھی زمین ہے اور انکی موت تک کی ساری اسباب معیشت یہیں مہیا ہیں۔ تو اپنے مستقر
کو ترک کرنا منشاء الٰہی کے خلاف ورزی ہے اور یہ انکی ملبسہ رتبہ کے خلاف اور نیز خدا تعالیٰ کی وعدہ کے خلاف ہے اور

جب حسب ارشاد الٰہی انسان کی زندگی کے سارے اسباب اسی زمین میں مہیا کیے گئے ہیں تو آسمان پر پھر اس زمینی اجسام
کیونکر تمتع ہو سکتے ہیں کیونکہ بغیر ... عنصری کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ پس جب انکا مستقر اور انکے سارے اسباب
زندگی زمین ہی میں قرار پائے تو پھر صعود الی السماء کا خیال سراسر غلط اور محض لغو ہے۔

(۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون ای فرزندان آدم تم اسی زمین میں زندگی
بسر کروگے اور اسی میں مروگے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤگے۔ یہ بھی ایک دوسرا الٰہی وعدہ ہے جسکا خلاف ہرگز ممکن نہیں
ہرگاہ مطابق وعدہ الٰہی تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی زمین میں ٹھہری اور مشاہدہ بھی اسکی تصدیق
دیتا ہے۔ تو جناب مسیح علیہ السلام کیونکر خلاف وعدہ و مرضی الٰہی اپنا جسم و زندگی سے دور کرے زمین کو چھوڑ کر ادھر کہیں بود و باش
کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں تو اسپر دلائل قرآنیہ پیش ہونی چاہیے۔ پس یہ آیت بھی حضرت ابن مریم کی وفات و عدم صعود الی السماء
کیلیے ایک برہان قاطع ہے۔ زندگی و موت کے واسطے جب زمین ہی مخصوص و مقرر ہے تو صعود و نزول بجسمہ العنصری کا خیال قطعاً
محال ہے۔

(۷) الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہمنے زمین کو زندوں اور مردوں کے
لیے کافی نہیں بنایا ضرور بنایا ہے۔ یہ کیسی صاف اور واضح دلیل ہے کہ یہ زمین زندوں کی آرام و آسائش کیلیے
اور دکھ و مصیبت کے دور کرنیکے لیے کافی ہے اور بعد مرگ بھی یہی زمین انکے لیے بس ہوا کرتی ہے۔ اس آیت میں ہمارے
مخالفونکا صریح رد موجود ہے جو کہا کرتے ہیں کہ یہودیوں کی زیادتی کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اوٹھا لیا
خدا تعالیٰ انکے رد میں فرماتا ہے اے نادانو کیا ہماری زمین عیسیٰ کی بچانیکے لیے بس نہیں ہے جو ہمیں انکو آسمان پر
لیجا کر مامون بنانیکی ضرورت پڑی ہم اپنے دعوی کی ثبوت میں اپنے حبیب خاتم الانبیا کو اسی زمین کی غار ثور میں بچا کر
زمین کے کفایت ہونیکی شہادت دی۔ اور آسمان تو درکنار جو ہمارے دربار سے نزدیک ہے اوٹھا کر نہ رکھا۔ تاکہ اپنے وعدہ
میں تخلف لازم نہ آوے جب ساری نبیوں کے سردار اور تمام مرسلوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ کو کفار کی ایذا دہی اور قتل کے منصوبے
پر بھی آسمان پر نہ اوٹھایا اس لیے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسی کا فرمان ہے تو حضرت مسیح کے صعود الی السماء پر ہم کیونکر یقین
لاویں۔ کیا تمہارے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ خدا کے پاس رسول اللہ خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے بڑھکر ہے

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جبتک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوٰۃ دیا کروں اور اپنی ماں کی ساتھ نیک سلوک
کیا کروں۔ اب اگر حضرت مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسکو دیتے ہونگے اور زکوٰۃ کی ہدایت کسکو کرتے ہونگے کیا
کوئی یہودی جماعت آسمان پر قائم ہے۔ اور اپنی والدہ صدیقہ کے ساتھ نیک سلوک کیا تو بس یہی کہ انکو جدائی کے درد
میں گرفتار کرکے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر یہ بھی بتلاؤ کہ بی بی مریم کی زندگی تک حضرت مسیح آسمان پر رہ کر

اسطرح خدمت والدہ کی ہوگی کیونکہ یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ ماں کی خدمت اور اسکے ساتھ نیک سلوک حضرت مسیح پر تا حیات باقی اور فرض تھی ما دمت حیا کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں انکی زندگی دنیوی تک نہیں بعد مرگ تمام انسان اور تمام انبیاء کرام کی مانند یہ بھی احکام الٰہی کی تعمیل سے سبکدوش ہو گئے۔ اگرچہ اسقدر دلائل اثبات مدعا کے لئے بس ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجدد ربانی مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی کی سے کچھ عبارت نقل کر دوں جس سے طالب حق کو پوری بصیرت حاصل ہو وہو ہذہ مجھ پر انکی یہ کہ کچھ سچ بھی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بھی کذاب کہیں تو اسپر کیا افسوس کرنا چاہئے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی اس سوال پر کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو عیسیٰ نے جھوٹ بولا یعنی ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ انہوں نے کہا کہ جبتک میں اپنی امت میں تھا تو انپر گواہ تھا اور جب تو نے وفات دیدی تو پھر تو انکا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اسکے سامنے جھوٹ بولیگا کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیگا اور چالیس برس دنیا میں رہیگا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیروں کو قتل کریگا اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کر دیگا وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہیگا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا اور اسطرح خدا کے سامنے جھوٹ بولیگا اور ظاہر کریگا کہ مجھے اسوقت سے نصاریٰ کی حالت اور انکے مذہب کے کچھ بھی خبر نہیں جب سے تو نے مجھے وفات دیدی دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پھر خدا کے سامنے اسطور سے حضرت مسیح کذاب ٹھہرتے ہیں یا نہیں قرآن شریف کھولو اور آیت فلمّا توفیتنی کو آخر تک پڑھ جاؤ اور پھر کہو کہ کیا تم نے عیسیٰ علیہ السلام کو کذاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اسپر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات آیت فلمّا توفیتنی میں صاف طور پر بیان کر دی اور بتصریح حضرت عیسیٰ کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد یہ لوگ بگڑے ہیں پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بھی اتبک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا راہ راست پر رہنا صرف انکی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات ٹھیرائی گئی تھی اب کہو اس صورت میں آپکے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے جسکا بیان باور نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں سب نبیوں کی وفات ایک مشترک لفظ میں جو خلت ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسیٰ کیلئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں فرمایا تھا یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے یہ وہی آیت ہے جسکے پڑھنے سے حضرت ابوبکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی ابوبکر کی نبی یہ منطق خوب تھی

کہ باوجودیکہ عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہی پھر وہ لوگون کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہی یہ کس قسم کی تسلی دیتا ہی کیا اسے معلوم نہین کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہی اور پھر دوبارہ آئیگا اور چالیس برس رہیگا عیسیٰ کی وہ عمر اور افضل الرسل کی یہ عمر تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيزٰى۔

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہوگئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہین جو اور بھی ہمین حسرت دلاتی ہی عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور پھر آنیوالا ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کے لئے ہمسے جدا۔ اگر عیسیٰ اس قانون قدرت سے باہر اور ہزار دو ہزار برس کی عمر پانیوالا اور پھر آنیوالا ہی تو ہمارے نبی کو یہ نعمت کیون عطا نہوئی اور سچ تو یہہ ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کے جو اسوقت تمام حاضر تھے انمین سے ایک بھی غائب نہ تھا اس آیۃ کے یہی معنی سمجھے تھے۔ کہ تمام انبیا فوت ہوچکے ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جنکی درایت عمدہ نہین تھی عیسائیون کے اقوال سنکر جو ارد گرد رہتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیساکہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہین رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکر نے جنکو خدائی علم قرآن عطا کیا تھا یہہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیا ثابت ہوگئی اور وہ اس آیت سے بہت خوش ہوئے اور انکا وہ صدمہ جو انکے پیارے نبی کی موت کا انکے دلپر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیون کوچون مین یہ آیت پڑھتے پھرے اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی مین یہ شعر بھی بنائے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ٭ فَعَمِيْ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ٭ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھون کی پتلی تھا۔ مین تو تیری جدائی سے اندھا ہوگیا۔ اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا۔ یعنی تیرے مرنیکے ساتھہ ہمنے یقین کرلیا کہ دوسرے تمام نبی مرگئے ہمین کچھہ انکی پروا نہین۔ مصرعہ

عجب تھا عشق اس دل مین محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اسطرح جھوٹا قرار دیتے ہین کہ خدا تو کہتا ہی کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اوسکی مان کو ہمنے ایک ٹیلہ پر جگہہ دی جسمین صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہہ تھی اور جنت نظیر تھی جیساکہ فرماتا ہی وَاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی ہمنے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اوسکی مان کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہہ دی جو بڑے آرام کی جگہہ اور پانی نہایت خوشگوار تھا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگونکو عربی سے کچھہ بھی مس ہی تو آپ سمجھہ سکتے ہین کہ اوی کا لفظ وہی

موقوف ہوا تو توریت کی بعض آیت سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام قرآن شریف میں اور تمام احادیث صحیحہ میں اور بائبل میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی تمام عمر میں صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی اور حدیث سے ثابت ہے کہ مریم کو تمام عمر میں اسی واقعہ سے سخت غم پہونچا تھا اس کی آیت ہے اور اسی سے انکار رہتا ہے کہ اس واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالیٰ نے اس آفت سے حضرت عیسیٰ کو نجات دیکر اور ان دونوں کو ایک اونچی زمین میں پہنچا دیا تھا جہاں پانی صاف کے چشمے بہتے تھے اور اونچا ٹیلہ تھا اب سوال یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی کوئی چشمہ اور ٹیلہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو جا بٹھایا اور بائبل کو بھی اور حضرت مسیح کے سوانح میں غور کر کے کوئی نظیر پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد انہیں ایسے ملک میں جگہہ دیگئی ہو جو آرامگاہ اور جنت نظیر ہو اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند اور چشمے جاری ہوں پس آپکے خیال کی رو سے خدا تعالیٰ نعوذ باللہ صریح جھوٹا ٹھہرتا ہے کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہے جس میں عیسیٰ اور اسکی ماں کو جگہ دیگئی اور آپلوگ خواہ مخواہ اسکو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور محض بیکار بیٹھا ہوا بتلاؤ تو سہی کہ نبی ہو کر اتنی مدت کیوں بیکار بیٹھا رہا اور پھر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اس آیت سے انکار کر کے دوسرے آسمان پر اوسکو پہنچاتے ہیں اس بات کا کچھ جواب نہیں دیسکتے کہ زندہ مردوں کی روحوں میں کیوں جا بیٹھا وہ لوگ تو اس دنیا سے باہر ہو گئے ہیں اور دوسرے جہان میں پہنچ گئے کیا وہ بھی دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہے۔

اور خدا پر یہہ بھی جھوٹ ہے کہ گویا خدا نے یہودیوں کا مطلب نہیں سمجھا اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل اپنے پر صادق کی یہودی تو کہتے ہیں کہ مسیح کی روح کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا اور خدا ان کا یہہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اسکو مع جسم دوسرے آسمان پر اٹھا لیا اور پھر کسی وقت مارونگا بھلا یہہ کیا جواب ہوا سوال تو یہہ تھا کہ مر کر بعد عیسیٰ کا رفع نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہے اس سوال کا تو جواب یہہ تھا کہ ابھی تو عیسیٰ نہیں مرا جب مریگا تو میں اپنی طرف اسکی روح اوٹھاؤنگا یہ (۱)

---

(۱) ...یہہ اولیا خیال ب...

دیا گیا یہ تو امر متنازعہ فیہ سے کچھہ تعلق نہیں رکھتا اسی طرح آنحضرت صلعم کی نسبت آپ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ یہ کہا کہ میں نے عیسیٰ کو مردوں کی روحوں میں دیکھہ آیا ہوں جو اس جہان سے باہر ہو گئے ہیں ایک جسم دار شخص روحوں میں کیونکر بیٹھ گیا اور بغیر قبض روح دوسرے جہان میں کیونکر پہونچ گیا یہ عجیب ایمان ہے کہ خدا نے تو اپنے قول سے گواہی دی کہ عیسیٰ مر گیا وہ گواہی قبول نہیں کی اور پھر رسول نے اپنے فعل سے یعنی بچشم خود دیکھنے سے گواہی دی کہ میں مردہ روحوں میں اسکو دیکھہ آیا ہوں وہ گواہی بھی رد کیجاتی ہے اور پھر اسلام کا دعوے

[illegible]

اور اہل حدیث ہونیکی بھی عیسیٰ سے تو معراج کی رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر باتین نہ ہوتین موسیٰ سے باتین ہوئین اور قرآن شریف بتاتا ہے کہ موسیٰ کی ملاقات مین شک نہ کر پس یہ کیسا جھوٹ ہے جو خدا اور رسول اور دونون پر باندھا ہے۔۔

ضمیمہ

ہمارے مخالف بھائیون کو اس بات پر بڑی بہت اصرار ہے کہ انبیا و ملائکہ کے سوا کسی بزرگ انسان پر خواہ وہ صحابی ہو یا تابعین یا امام وقت ہوں یا مجتہدین یا ولی ہوں یا غوث صلوٰۃ وسلام کا استعمال بلا اتباع انکی حق مین ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ دو لفظ مختص بانبیا و ملائکہ ہین عاجز نے اسکی رد مین ایک رسالہ شائع کیا ہے جو دلیل محکم کا آخر حصہ کہلاتا ہے چونکہ قرآن کریم کی ایک آیت جو صلوٰۃ وسلام کی تعمیم پر قطعیۃ الدلالت ہے رسالہ مذکور مین اسکو اندراج سے رہ گئی تھی اسواسطے مناسب سمجھا گیا کہ یہان اسکا ذکر کر دیا جائے تاکہ طالب حق کو پوری بصارت و بصیرت حاصل ہو اور وہ یہ ہے

یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ۝ وسبحوہ بکرۃ واصیلا ۝ ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمومنین رحیما ۝ ای

مسلمانون اللہ کی یاد بہت کیا کرو اور صبح اور شام اسکی تسبیح مین رہا کرو وہ وہ ذات ہے کہ جو تم پر درود اور رحمت نازل کرتا ہے اور اسکے فرشتے بھی تم پر درود بھیجتے ہین یہ یاد اور تسبیح اسلئے ہے تاکہ اللہ تم کو کفر کی ظلمتون سے نکال کر ایمان کے نور مین داخل کرے اور اللہ مسلمانون پر بڑا ہی مہربان ہے یہ آیت کریمہ اثبات مدعا کیلئے ایک دلیل محکم اور ثبوت متین ہے جسمین صاف اشارہ ہے کہ صلوات اللہ مین کوئی خصوصیت نہین تمام متقی مسلمانون کیلئے اسکا استعمال بلا کراہت بلا مواخذہ جائز ہے اور اسمین نکتہ یہ بھی ہے جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الایہ مین مضارع کا صیغہ ذکر کیا ہے اسی طرح اس آیت مین بھی اسی صیغہ مضارع کو بیان فرما کر اسکا فیصلہ کر دیا کہ ہماری صلوٰۃ اور رحمت درود دائمی بندون پر علی حسب المراتب عام ہے جو لفظ خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے حق مین تجویز ہوا بعینہ وہی لفظ وہی صیغہ عام مومنین کے حق مین استعمال ہوا جس سے اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صلوٰۃ الٰہی تعمیم کی مقتضی ہے خصوصیت کے مدعی کو دھوکا ہی لگا ہے جو دو تین [illegible] اقوال کے پیچھے پڑا ہے اور خدای علیم خوب جانتا تھا کہ اکثر علما محض اتباع سلف کے سبب اپنے زمانہ مین اسکی تعمیم سے منکر ہو جائینگے حتی کہ انبیا و ملائکہ کی خصائص کی فہرست مین اسکو جگہ ملجائیگی اور رحمت الٰہی عام مسلمان اس رحمت غیر مختصہ سے کلیۃً محروم سمجھے جائینگے تب چودھوین صدی کے مجدد مسیح موعود حکم عدل کے ہاتھ سے زمانہ مین یہ قرآنی فیصلہ سمجھا کر اس تنگی کو دور کر کے وسیع کر دیا جائیگا چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ یہان اہل بصیرت کو عرفان کا ایک عمدہ سبق ملتا ہے کہ رسول اللہ خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود کی شناخت یہ بتلائی تھی جیسا کہ صحیحین وغیرہ احادیث کی کتابون مین مذکور ہے

کہ وہ حکم ہو کر آئیگا یعنی اندرونی اور بیرونی اختلافات و فسادات کا فیصلہ کریگا [illegible] کو [illegible]
[illegible] مہدی [illegible] (حضرت [illegible]) [illegible] تمام [illegible] کتاب [illegible] ص
[illegible] عالم [illegible] صلیب [illegible]
اور [illegible] انکار [illegible] سے [illegible] احمدی
اختلافات و فسادات [illegible] حکم اور [illegible] فیصلہ کی خواہش نہیں
میں ان فرقوں میں [illegible] قادیانی کی سوا کسی سے ان [illegible] قرآنی
[illegible] کیا اور [illegible] صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی پیشگوئی [illegible] خدا [illegible] کی ہاتھ سے
پوری [illegible] اسکی قدر [illegible] اور اسکی خاک پا کو اپنی
[illegible] اسکی ناشکری کی اور سبزی طرح کی حق
تو یہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پیشگوئی کو پوری کر دی
صدق اللہ ورسولہ الکریم اور [illegible] مہدی جسکا دوسرا نام مسیح موعود ہے جب مبعوث ہوگا یہودی سیرت
مولوی اسکی تحقیق مخالفت کرینگے اور بالخصوص وہ اسپر کفر کا فتویٰ لگا دینگے۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد و
علی ال سیدنا محمد بارک وسلم۔ اس بارہ میں ہمارا مستقل رسالہ دلیل محکم ہے اور
بڑی خوشی کا مقام کہ امام بخاری جیسا محقق و مجتہد وقت بھی عدم اختصاص صلوٰۃ کا قائل ہو کر اپنی جامع صحیح میں ایک
باب باندھا ہے ہم پھر [illegible] کہ ہمارے مخالف بھائیوں میں بخل کا مادہ بہت بڑھا ہوا ہے وہ نہیں چاہتے کہ انکے سوا
خدا کی رحمت اور کسی پر بھی نازل ہو اور دوسرے کیلئے رحمت و صلوٰۃ والسلام کی دعا کیجائے۔ دیکھو یہ لوگ نماز میں
استقلالاً بلا اتباع [illegible] السلام [illegible] سلامتی چاہتے ہیں۔ شاید انکے نزدیک نماز کے اندر صلوٰۃ وسلام بر غیر
انبیاء کرام جائز ہے اور خارج نماز میں ممنوع ہے۔ انکو چاہئے کہ فراخ حوصلگی کا سبق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارشاد
سے حاصل کریں سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي الآیۃ۔ حضرت خلیل اللہ تو ازبت تراش کیلئے سلام کو
جو صلوٰۃ و رحمت کا مترادف ہے جائز رکھیں۔ یہ ایک حضرات ہیں کہ خاصان الہی و مقربان حضرت باری کے
حق میں ان الفاظ کی استعمال کو سنکر انکے دل اور انکے چہرے پر انقباض و استکراہ کی آثار نمودار ہوتی ہیں

راقم خاکسار اثیم
سید عبدالرحیم کٹکی احمدی